الشعر کلام حسنہ حسن وقبیحہ قبیح

بعہد معدلت مہد جناب نواب شاہجہان بیگم صاحبہ والیہ ریاست بھوپال جی سی ایس آئی

بزم سخن

۱۲۹۸

۱۸۸۱

از سید علی حسن خان

بکوشش ... رزق ریزی تمام باہتمام حاجی محمد خان صاحب ... مدظلہ العالی

در مطبع نامی مفید عام آگرہ زیور طبع پوشید

فہرست تذکرۂ بزم سخن

صفحہ	تخلص شاعر و نام شاعر
۱–۳	دیباچہ ......
	حرف الالف
۴	آباد - ... لکھنوی
″	آبرو - نجم الدین ......
″	آتش - خواجہ حیدر علی لکھنوی
″	آرزو - سراج الدین علیخان اکبرآبادی
۵	آرزو - مرزا علاء الدین دہلوی
″	آزاد - خواجہ ضیاء الدین دہلوی
″	آزاد - مرزا اعظم شاہ شہزادہ ..
″	آزاد - میر فخر اللہ دکھنی .....
″	آزردہ - مفتی محمد صدر الدین خان دہلوی ....
۶	آشفتہ - مرزا رضا قلی لکھنوی
″	آشفتہ - عظیم الدین خان دہلوی
″	آشفتہ - حکیم سید منور علی شاہجہان آبادی
۷	آشفتہ - گلاب سنگھ دہلوی ...
″	آشفتہ - امرناتھ دہلوی ...
″	آشفتہ - حاجی عبداللہ ساکن سلہٹ پور
″	آشوب - میر امداد علی خان شاہجہان آبادی
۸	آشنا - میر امیر علی مرشد آبادی ..
″	آشنا - میر زین العابدین دہلوی
″	آشنا - عبدالکریم خان ساکن کلکتہ
″	آغا - آغا مرزا دہلوی ......
″	آفتاب - ابومظفر مجاہد الدین شاہ عالم بادشاہ ....
″	آگاہ - میر حسن علی لکھنوی ...
″	آگاہ - محمد صلاح دہلوی ...
″	آگاہ - سید محمد رضا دہلوی ...
۹	آگر - پنڈت جوالا ناتھ ساکن کلکتہ
″	آہی - میر عبدالرحمن دہلوی ...
	حرف الف مقصورہ
۹	اثر - سید محمد ....
″	اثر - عبدالرزاق شاہجہان آبادی
۱۰	احسان - حافظ عبدالرحمن خان دہلوی
″	احسن - مولوی محمد احسن صفی پوری
″	احسن - مرزا احسن علی دہلوی ..
۱۱	احسن - مولوی محمد احسن کاکوروی

UNIVERSITY OF HYDERABAD
Acc. No. 7738
Date 19 FEB 85
LIBRARY

صفحہ	تخلص شاعر ونام شاعر	صفحہ	تخلص شاعر ونام شاعر
۱۱	احسن - احسن اللہ خان جہان آبادی		وزیر بہادر شاہ بادشاہ دہلی ...
؍؍	احفاد - سید احفاد علی سہسوانی -	؍؍	اصغر - سید اصغر علی ساکن نرسنگ پور
؍؍	احقر - غلام نبی دہلوی	۱۵	اظہر - سردار مرزا لکھنوی .....
؍؍	احمد - مرزا احمد بیگ	؍؍	افسوس - میر شبر علی ساکن نارنول -
؍؍	اختر - واجد علی شاہ بادشاہ اودہ	؍؍	افسر - مرزا محمد دہلوی .....
؍؍	اختر - قاضی محمد صادق خان ساکن	؍؍	افضل - سید افضل حسین لکھنوی
	ہوگلی نواح کلکتہ	؍؍	افسون - آغا حیدر لکھنوی ....
۱۲	اختر - مرزا وجیہہ الدین دہلوی	؍؍	افضل - سید افضل علیخان لکھنوی
؍؍	ارشد - مرزا عبد الغنی دہلوی ..	۱۶	افضل - منشی حسن یار خان لکھنوی
؍؍	ارمان - شاہ علی	؍؍	افضل - افضل علی خان ....
۱۳	اسد - میر امانی دہلوی	؍؍	افغان - الف خان ....
؍؍	اسرار - مرزا سپہر شکوہ شہزادہ ..	؍؍	اکبر نواب محمد اکبر خان دہلوی ....
؍؍	اسعد - مرزا اسعد بخت شہزادہ	؍؍	اکرام - حکیم اکرام اللہ خان دہلوی
؍؍	اسیر - مظفر علیخان ساکن امیٹھی	؍؍	الفت - ساکن مظفر نگر ....
؍؍	اسیر - میر کرم علی بریلوی ...	؍؍	الفتی - راجہ پیارے لال عظیم آبادی .
؍؍	اسیر - سید نہال نبی	۱۷	الم - محمد علی دہلوی ......
۱۴	اسیر - گلزار علی خلف نظیر اکبرآبادی	؍؍	امامی - خواجہ امامی دہلوی ....
؍؍	اشک - مولوی ہادی علی لکھنوی	؍؍	امانت - سید آغا حسن لکھنوی ...
؍؍	اصالت - سید فضل علی لکھنوی	؍؍	امداد علی خان کولوی ساکن آگرہ .
؍؍	اصغر - نواب علی اصغر خان بہادر	؍؍	امیر - نواب علی محمد خان دہلوی ...

صفحہ	تخلص شاعر ونام شاعر
۱۸	امیر - منشی امیر احمد لکھنوی ....
〃	انجام - عمدة الملک نواب امیر خان دہلوی ....
۱۹	انشاء - میر انشاء اللہ خان مرشد آبادی
〃	انیس - میر ببر علی دہلوی مقیم لکھنؤ
〃	انیس - امیر الدولہ نوازش خان دہلوی
	باے موحدہ
۲۰	باقی - مولوی سید عبد الباقی سہوانی
〃	بحر - لا اعلم ....
〃	بحر - شیخ امداد علی لکھنوی .....
〃	بدر - مرزا ابلاقی بیگ شہزادہ دہلی
۲۱	بدر - میر بدر الدین ساکن کرناں ..
〃	برق - مرزا محمد رضا خان بہادر
〃	برق - قاضی نجم الدین ساکن سکندر آباد
〃	برکت - برکت علیخان ساکن خیر آباد
۲۲	بسمل - محمد عبد الحکیم دہلوی ...
〃	بسمل - سید جبار علی ساکن چنار گڈہ
〃	بسمل - حافظ محمد حسین دہلوی .
〃	بسمل - مرزا عنایت علی لکھنوی
۲۳	بلند - صفدر علی بیگ دہلوی ..

صفحہ	تخلص شاعر ونام شاعر
〃	بنو - طوایف شاہجہان آبادی .
〃	بہادر - رن بہادر سنگہ ساکن اکبر آباد
〃	بہار - منشی ٹیکچند جامع بہار عجم دہلوی
〃	بہار - مرزا علی لکھنوی ......
۲۴	بیان - خواجہ احسان اللہ دہلوی
〃	بیباک - میر نجف علی کولوی ...
〃	بیتاب - خداوردی خان ...
〃	بیتاب - عباس علیخان رامپوری .
〃	بیخواب - لا اعلم ....
〃	بیخود - سید ہادی علی لکھنوی ..
۲۵	بیدار - میر محمد علی دہلوی ....
〃	بیدل - حکیم غلام حسین دہلوی .
〃	بیمار - شیخ علی بخش ساکن مراد آباد
	تاے فوقانی
۲۶	تابان - میر عبد الحی دہلوی ...
〃	تابش - محمد جعفر الہ آبادی ...
〃	تپش - یوسف علی دہلوی ....
۲۷	تپش - مرزا محمد اسمعیل دہلوی ...
〃	تجلی - میر محمد حسین دہلوی ....
〃	تجمل - حکیم تجمل حسین خان دہلوی

صفحہ	تخلص شاعر و نام شاعر
۲۷	تجمل - لا اعلم لکھنوی ......
۲۸	تحیر - غلام مصطفے دہلوی .....
"	تحسین - محمد حسین خان دہلوی .
	مالک مطبع مصطفائی ......
"	ترقی - آغا محمد تقی خان بہادر
	نیشاپوری فیض آبادی ساکن
"	تسلی - ٹیکا رام لکھنوی ....
"	تسلی - میر شجاعت علی دہلوی ..
"	تسلیم - شیخ مہدی بخش سہارنپوری
۲۹	تسلیم - حاتم خان رامپوری ..
"	تسلیم - شیخ امیر اللہ فیض آبادی .
"	تسلیم - منشی انوار حسین سہسوانی
"	تسکین - میر حسین دہلوی ....
۳۰	تشنہ - محمد علی دہلوی .....
"	تصور - سید حیدر حسن خان ساکن
	بنکوڑا ....
"	تصور - نبی بخش دہلوی ....
"	تصویر - بٹن دہلوی .....
۳۱	تعشق - مولوی سید محمد شاہجہان آبادی
"	تمکین - مولوی غلام بتول ساکن میدنی پور

صفحہ	تخلص شاعر و نام شاعر
"	تمکین - میر سعادت علی عظیم آبادی
"	تمنا - لا اعلم باشندہ کلکتہ ......
"	تنویر - خدا بخش خان دہلوی ...
۳۲	تنہا - محمد عیسیٰ دہلوی ....
"	توقیر - عبد القادر پنجابی ......
"	تہور - مرزا غلام فخر الدین .....
"	تیمور - مرزا سعادت سلطان دہلوی
	ثاے مثلثہ
"	ثابت - شیخ ثابت علی ساکن نواح پورب
۳۳	ثاقب - مرزا مہدی ....
"	ثاقب - نواب شہاب الدین
	احمد خان رئیس لوہارو ......
"	ثبات - مہر علی ساکن بڑہانہ ....
"	ثمر - احمد سعید دہلوی ......
	جیم تازی
۳۴	جانصاحب - میر یار علی لکھنوی ...
"	جانی - بیگم جان اہلیہ نواب آصف الدولہ
	بہادر ....
"	جرأت - شیخ قلندر بخش دہلوی ...
۳۶	جرار - میر محمد حسین لکھنوی .....

نمبر صفحہ	تخلص شاعر ونام شاعر	صفحہ	تخلص شاعر ونام شاعر
۳۶	[illegible]ن - میر ضامن علی لکھنوی	؍؍	حسن - مولوی ابو الحسن کاندہلہ
؍؍	جلیل - سید جلیل احمد سہسوانی	؍؍	حسین - غلام حسین خان شاہجہانپوری
۳۷	جمیل - سید جمیل احمد سہسوانی -	؍؍	حسین - سید غلام حسین دہلوی ..
؍؍	جوش - نظام الدین پنجابی ..	؍؍	حشم - حکیم باقر علی لکھنوی ....
؍؍	جوشش - شیخ محمد روشن باشندہ عظیم آباد	؍؍	حشمت - مرزا غلام فخر الدین شاہزادہ دہلی ....
؍؍	جولان - شاہ الف نام درویش	؍؍	حشمت - میر محمد علی ....
۳۸	جوان - مرزا نعیم بیگ ساکن جہان آباد	؍؍	حقیر - منشی نبی بخش ساکن اکبر آباد ..
؍؍	جہاندار - میرزا جہاندار شاہ بہادر	۴۲	حقیر - سید امام الدین دہلوی ..
	ولیعہد شاہ عالم بادشاہ	؍؍	حقیقت - میر شاہ حسین بریلوی
	حاے مہملہ	؍؍	حکیم - محمد پناہ خان دہلوی ....
؍؍	حاتم - شیخ ظہور الدین جہان آبادی	؍؍	حمزہ - شاہ حمزہ دہلوی .....
؍؍	حجام - عنایت اللہ سہارنپوری	۴۳	حنا - عبد الکریم لکھنوی .....
۳۹	حزین - میر بہادر علی	؍؍	حیا - مرزا رحیم الدین دہلوی ..
؍؍	حسرت - حافظ عبد الرحمن پانی پتی	؍؍	حیات - محمد حیات خان رامپوری
؍؍	حسرت - مرزا جعفر علی دہلوی ...	؍؍	حیدر - منشی حیدر علی ساکن ہوگلی
۴۰	حسرت - میر محمد حیات عظیم آبادی	؍؍	حیدر - میر حیدر علی خان .....
؍؍	حسرت - میر صمد علی دہلوی ...	؍؍	حیدر - منشی مصطفےٰ حیدر ساکن چاٹگام
؍؍	حسن - سید غلام حسن دہلوی		**خاے معجمہ**
۴۱	حسن - خواجہ حسن	۴۴	خادم - منشی محمدی خان .....

صفحہ	تخلص شاعر ونام شاعر
۴۴	خاص - محمد حیدر خان دہلوی
〃	خبر - سید مہدی بلگرامی ....
〃	خرد - نواب فخر الدین خان دہلوی
〃	خرد - پنڈت رام نراین دہلوی
〃	خضر - مرزا خضر سلطان ابن بہادر شاہ
۴۵	خطیر - سید امراو علی فرخ آبادی
〃	خلیق - میر مستحسن لکھنوی ....
〃	خلق - میر احسن دہلوی ....
〃	خلیل - میر دوست علی ساکن قصبہ بٹولی ....
〃	خلیل - محمد ابراہیم علیخان بہادر وزیر محمد علی شاہ ....
۴۶	خموش - مرزا خدا یار دہلوی
〃	خیال - غلام حسین خان ...
	دال مہملہ
〃	داغ - میر مہدی دہلوی ....
〃	داغ - نواب مرزا خان دہلوی
۴۸	دبیر - مرزا سلامت علی لکھنوی
〃	درد - خواجہ میر دہلوی .....
۴۹	درخشان - سید علیجان لکھنوی

صفحہ	تخلص شاعر ونام شاعر
〃	دردمند - کریم اللہ خان ...
〃	درویش - میر شاہ علی دہلوی ....
۵۰	دریغ - سید زین العابدین دہلوی
〃	دل - زور آور خان متوطن کول
〃	دل - آزاد خان ....
〃	دلگیر - میر حمایت اللہ خان دہلوی
〃	دولہ - نواب جہانگیر محمد خان رئیس بھوپال ....
	حرف ذال
۵۱	ذاکر - مولوی ذاکر علی ساکن بنارس
〃	ذکا - خوب چند کایستھ دہلوی ...
〃	ذوق - شیخ محمد ابراہیم دہلوی ....
۵۲	ذہین - حافظ محمد اسمعیل خان دہلوی
	حرف رائے مہملہ
۵۳	راحت - مرزا محمود بیگ دہلوی ...
〃	راحت - شیخ کریم الدین ساکن اعظم پور
〃	راسخ - سعادت علی خان دہلوی ...
〃	راغب - احمد حسین دہلوی ....
〃	رافت - شاہ رؤف احمد سرہندی .
〃	راقم - بندرابن ساکن متھرا ......

صفحه	تخلص شاعر و نام شاعر	صفحه	تخلص شاعر و نام شاعر
۵۳	رمز - مرزا فتح الملک ولیعهد ابوظفر بهادر شاه دہلی	۵۸	سحر - مرزا افضل علی لکھنوی .....
		"	سحر - منشی عبدالمجید ساکن کاکوری
۵۴	رند - سید محمد خان فیض آبادی	"	سحر - منشی امان علی لکھنوی .....
"	رنگین - سعادت یار خان ..	"	سحر - راجه نواب علی خان خیرآبادی
۵۵	روشن - روشن شاه درویش دہلوی	"	سرسبز - مرزا زین العابدین خان ...
		۵۹	سرور - نواب میر محمد خان جہان آبادی
		"	سرور - مرزا رجب علی بیگ لکھنوی ...
"	رہا - غلام محمد خان اکبرآبادی.	"	سرگرم - مرزا عزالدین دہلوی ...
	حرف زائے معجمه	"	سعادت - سید سعادت علی ساکن امروہه
		"	سعید - مرزا آغا نجف لکھنوی .....
"	زار - میر مظہر علی لکھنوی	"	سعید - حکیم سید اکبر حسین لکھنوی ...
"	زکی - شیخ مہدی علی مرادآبادی	۶۰	سلطان - خواجه طالب علیخان عظیم آبادی
۵۶	زیب - مرزا جمال الدین دہلوی	"	سلیمان - مرزا سلیمان شکوه شاہزاده
	حرف السین	۶۱	سلیم - میر عباس ساکن لکھنؤ .....
"	سالک - مرزا قربان علی بیگ حیدرآبادی	"	سلیم - علی حسن خان مولف بزم سخن ابن نواب والاجاه امیرالملک سید محمد صدیق حسن خان بہادر ....
۵۷	سائل - مرزا محمد یار بیگ اوزبک دہلوی	۶۲	سلام - نجم الدین علیخان اکبرآبادی ...
"	سپہر - شتاب خان دہلوی.	"	سودا - میر محمد رفیع ابن محمد شفیع دہلوی
"	سجاد - میر سجاد ساکن اکبرآباد	۶۴	سوز - مولوی عبدالکریم خلف امام بخش صہبائی ....
"	سحر - میر ناصر علی ساکن کول ..		
"	سحر - منشی دیبی پرشاد ساکن بانگرمئو	"	سوز - محمد میر فرزند ضیاءالدین دہلوی

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
٦٥	سیاح - میانداد خاں ساکن اورنگ آباد
	حرف الشین
"	شاد - شخصے از باشندگان بڑہانہ
"	شاد - شیخ محمد جان لکھنوی ...
"	شاد - فضل علی ......
٦٦	شادان - مرزا حسین علیخان دہلوی
"	شادان - رحمن بخش ساکن فریدپور
"	شاعر - سید بسم اللہ لکھنوی ....
"	شاکر - شاہ شاکر علی دہلوی ....
"	شاکر - منشی عبد السبحان ساکن کلکتہ
"	شاکی - مرزا انجما ور شاہ ......
"	شرر - حافظ میر حافظ دہلوی ...
٦٧	شرر - مرزا غیاث الدین ....
"	شفق - مرزا علی جان لکھنوی ..
"	شمیم - سید قدرت علی سہسوانی
"	شمس - میر آغا علی لکھنوی ....
٦٨	شناور - صاحب مرزا فیض آبادی
"	شوق - شیخ الٰہی بخش اکبرآبادی
"	شوق - مولوی قدرت اللہ ساکن سنبھل مرادآباد
"	شوکت - میر حسین علی دہلوی ....
٦٩	شہرت - مرزا حاجی شاہزادہ ...
"	شہیدی - منشی کرامت علیخان لکھنوی
٧٠	شیرین - نواب شاہجہان بیگم صاحبہ رئیسہ بھوپال
٧١	شیفتہ - اعظم بیگ خان لکھنوی ..
"	شیفتہ - نواب محمد مصطفےٰ خان ...
٧٣	شیخ محمد جان لکھنوی ......
	حرف الصاد
"	صابر - مرزا قادر بخش دہلوی ...
"	صاحب - شیر زمان خان دہلوی
٧٤	صادق - صادق علیخان ....
"	صالح - مرزا مصلح الدین نبیرہ ابوظفر بہادر شاہ
"	صبا - منشی محمد صابر حسین سہسوانی
"	صبا - میر وزیر علی لکھنوی ....
٧٥	صبا - کانجی مل فیروزآبادی ..
"	صبا - مرزا راجہ شنکر ناتھ ....
"	صبر - اجودھیا پرشاد کایستہ شاہجہان آبادی
"	صدق - شیخ محمد اشارت علی ساکن میرٹھ
٧٦	صریر - محمد میر خان ......
"	صفدر - نواب صفدر علیخان عم نواب کلب علیخان بہادر والی رامپور ....

صفحه	نام شاعر و تخلص شاعر	صفحه	نام شاعر و تخلص شاعر
۷۸	صفا - [illegible] ضیاالدین دہلوی ..		**حرف الظاء**
؍؍	صفا - پیرن شاہ دہلوی	۸۱	ظالم - ظالم سنگھ دہلوی ....
؍؍	صفدر - صفدر بیگ ساکن کرنال	۸۲	ظاہر - رام پرشاد دہلوی ....
؍؍	صفیر - محمد نور خان ساکن میرٹھ ..	؍؍	ظاہر - خواجہ محمد خان دہلوی
؍؍	صولت - قاسم علیخان ساکن بنارس	؍؍	ظریف - میر امان اللہ لکھنوی ..
	حرف الضاد	؍؍	ظفر - ابوظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ شاہ دہلی
۷۹	ضابط - مہر علی شاہجہان آبادی ..	۸۳	ظہور - مولوی ظہور علی دہلوی ...
؍؍	ضامن - حکیم محمد ضامن اکبر آبادی	؍؍	ظہیر - سید ظہیر الدین حسین دہلوی
؍؍	ضیا - میر ضیاء الدین دہلوی ..	؍؍	ظہیر - سید محمد خان دہلوی ....
؍؍	ضیا - ولی اللہ اکبر آبادی		**حرف العین**
؍؍	ضیغم - حافظ اکرام احمد رامپوری ..	۸۳	عارف - محمد عارف دہلوی ....
	حرف الطاء	؍؍	عارف - نواب زین العابدین خان دہلوی
۸۰	طالب - حافظ طالب رامپوری ..	۸۴	عابد - میر عابد علی لکھنوی .....
؍؍	طالب - الایچی رام ساکن جلال آباد .	؍؍	عاجز - مرزا عبداللہ بیگ شاہجہان آبادی
؍؍	طبیب - حکیم محمد حسن خان فرخ آبادی	؍؍	عاشق - اقبال حسین دہلوی ....
؍؍	طپان - مرزا احمد بیگ خان دہلوی	؍؍	عاشقی - آغا حسین قلی خان لکھنوی
؍؍	طپش - مرزا محمد اسمعیل دہلوی ...	؍؍	عاصی - منشی امداد حسین ....
۸۱	طرب - مولوی رحیم بخش تھانیسری ..	۸۵	عاصی - لالہ گھنشام رائے دہلوی
؍؍	طرز - احمد حسین دہلوی	؍؍	عالی - مرزا عالی بخت بہادر شاہزادہ دہلی
؍؍	طور - محمد رضا لکھنوی	؍؍	عزلت - سید عبدالولی سورتی ..

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
۸۵	عزیز۔ بہکاری لال دہلوی...
″	عزیز۔ نواب عبدالعزیز خان دہلوی
″	عزیز۔ راجہ یوسف علیخان دہلوی
۸۶	عزیز۔ مولوی محمد عبدالعزیز دہلوی
″	عزیز۔ محمد عبدالعزیز خیرآبادی..
″	عسکری۔ عسکری احمد سہسوانی...
″	عسکری۔ محمد حسن ساکن کالپی...
″	عشق۔ شاہ رکن الدین دہلوی۔
″	عشق۔ حکیم عزت اللہ خان دہلوی
۸۷	عزت۔ میر غلام علی بریلوی.....
″	عشرت۔ مرزا کلن بن مرزا حیدر شکوہ
″	عظمت۔ میر عظمت اللہ بریلوی....
″	عیش۔ حکیم آغاجان دہلوی....
	حرف الغین
″	غالب۔ مکرم الدولہ بہادر بیگ خان دہلوی
۸۸	غالب۔ مرزا نوشہ اسد اللہ خان اکبرآبادی دہلوی مسکن
۸۹	غافل۔ منور خان لکھنوی....
″	غضنفر۔ غضنفر علیخان لکھنوی...
″	غمگین۔ میر عبداللہ دہلوی....
۹۰	غمگین۔ مولوی عبدالقادر خان رامپوری

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
″	غمخوار۔ مرزا محمد علی بیگ لکھنوی
	حرف الفاء
۹۰	فاخر۔ منشی محمد فاخر حسین سہسوانی
″	فاخر۔ مرزا جھنگا دہلوی....
۹۱	فارغ۔ میر علی حسین لکھنوی...
″	فارغ۔ میر احمد علیخان.....
″	فدا۔ منشی فدا حسین خان لکھنوی
″	فدا۔ امام الدین خان فریدآبادی
″	فدا۔ منشی فدا حسین وکیل....
۹۲	فراق۔ اکرام الدولہ مرزا حسین علیخان لکھنوی
″	فراق۔ حکیم ثناء اللہ خان دہلوی۔
″	فرحت۔ شیخ فرحت اللہ فرخ آبادی۔
″	فروغ۔ محمد عمر سلطان دہلوی...
″	فسون۔ مرزا منجھلے نبیرہ ابوظفر بہادر شاہ دہلی
۹۳	فغان۔ اشرف علیخان کوکلتاش دہلوی
″	فقیر۔ میر شمس الدین دہلوی....
″	فکری۔ مرزا ممن دہلوی شہزادہ دہلی
″	فگار۔ میر حسین دہلوی.....
۹۴	فیض۔ مولوی فیض الحسن سہارنپوری
	حرف القاف

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
۹۴	قایم - قیام الدین خان چاندپور ضلع بجنور
۹۵	قابل - مرزا علی بخش از خاندان تیموریہ
"	قادر - مرزا قادر شکوہ شاہزادہ دہلی
"	قادر - سید قادر بخش فرخ آبادی
"	قاری - علی احمد دہلوی
"	قاسم - سید قاسم علیخان لکھنوی
"	قاسم - حکیم قدرت اللہ خان دہلوی
۹۶	قاصر - مرزا ببر علی بیگ دہلوی
"	قدرت - مولوی قدرت اللہ رامپوری
"	قدرت - شاہ قدرت اللہ دہلوی
"	قرار - میر حسین تلمیذ میر نصیر رنج
"	قلق - نواب اسد اللہ دہلوی
۹۷	قلق - امجد علی لکھنوی
"	قمر - مرزا قمر الدین لکھنوی
"	قناعت - مرزا غلام نصیر الدین
"	قیس - مرزا احمد علی لکھنوی
۹۸	قیس - محمد عنایت اللہ ساکن بھیکم پور
	حرف الکاف
"	کاظم - کاظم علی منڈراول ضلع بجنور
"	کامل - مرزا ناصر الدین دہلوی

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
"	کرم - شیخ غلام ضامن دہلوی
"	کلیم - ابوالخیر سید نور الحسن خان ولد امیر الملک والاجاہ نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر
۹۹	کلیم - میر محمد حسین دہلوی
"	کوثر - مرزا مہدی علیخان لکھنوی
"	کوثر - حکیم عابد علی خیر آبادی
۱۰۰	کیف - شیخ فضل احمد لکھنوی
	کاف پارسی
"	گرم - مرزا حیدر علی بیگ
"	گمان - نظر علی خان دہلوی
"	گویا - حسام الدولہ فقیر محمد خان بہادر لکھنوی
۱۰۱	گوہر - کنز الدولہ خورشید علیخان لکھنوی
	حرف اللام
"	لطیف - سید شمس الدین سورتی لکھنوی
"	لطیف - منشی عبد الحق ساکن کیرلہ
"	لطف - مرزا علی دہلوی
	حرف المیم
"	ماہ - مرزا عنایت علی بیگ فرخ آبادی
۱۰۲	ماہر - مرزا جمیعت شاہ شہزادہ دہلی
"	مائل - میر عالم علی سہسوانی

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
۱۰۲	مبتلا - مرزا نعلیخان ساکن بنارس
"	مبین - حافظ غلام دستگیر ....
"	مجذوب - مرزا غلام حیدر بیگ دہلوی
۱۰۳	مجروح - میر مہدی حسین دہلوی
"	مجنون - درویش برہنہ نام ...
"	محب - شیخ ولی اللہ دہلوی .....
"	محبت - نواب محبت علیخان لکھنوی
"	محبوب - محبوب خان دہلوی ...
۱۰۴	محزون - مولوی ظہور النبی ساکن نواح کلکتہ
"	محنت - مرزا حسین علی بیگ دہلوی
"	محترم - خواجہ محترم علیخان عظیم آبادی
"	محو - نواب غلام حسن خان ....
"	مخبر - منشی احسان اللہ دہلوی
"	مصحفی - غلام ہمدانی باشندہ امروہہ مقیم لکھنؤ
۱۰۵	مضطر - داروغہ قیوم بخش سہسوانی ..
"	مضطر - اسد اللہ - پلکنہ ضلع علیگڈہ
۱۰۶	معروف - نواب الٰہی بخش خان دہلوی
"	مقبول - منشی مقبول احمد مراد آبادی
"	مقصود - مرزا مقصود بیگ لکھنوی
"	ممنون - فخر الشعرا میر نظام الدین سونی پتی

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
۱۰۷	منیر - سید اسمٰعیل حسین شکوہ آبادی
"	مومن - حکیم مومن خان دہلوی .
۱۰۹	میر - میر محمد تقی اکبر آبادی باشندہ لکھنؤ
	حرف النون
۱۱۰	نادر - سید نجم الدین حسین مقیم ٹالی گنج
"	ناسخ - شیخ امام بخش لکھنوی ....
۱۱۱	ناظم - نواب یوسف علیخان مرحوم بہادر والی رامپور
۱۱۲	نامی - مبارز الدولہ نواب مرزا حسام الدین حیدر خان دہلوی مقیم لکھنؤ ....
"	نثار - محمد امان دہلوی .....
"	نسیم - اصغر علیخان دہلوی مقیم لکھنؤ
۱۱۳	نسیم - محمد یعقوب ....
"	نصیر - شاہ نصیر الدین دہلوی ..
"	نطق - منشی مقصود احمد کاکوروی
۱۱۴	نوا - ظہور اللہ خان بدایونی ....
"	نواب - نواب والا جاہ امیر الملک سید محمد صدیق حسن خان صاحب بہادر
۱۱۶	نواب - نواب کلب علیخان بہادر والی رامپور
	حرف الواو
۱۱۸	واحد - شیخ عبد الواحد شاہجہان آبادی

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
۱۱۸	واقف - واقف شاہ درویش ساکن غازیپور
"	وحشت - میر غلام علیخان دہلوی ..
"	وزیر - خواجہ وزیر لکھنوی .....
	حرف الہاء
۱۱۹	ہدایت - ہدایت اللہ خان دہلوی ..
"	ہوس - نواب مرزا محمد تقی خان فیض آبادی
	حرف الیاء
"	یاد علی نام خاموش تخلص سہوانی ...
"	یاس - حافظ حفیظ الدین دہلوی .
"	یاس - حکیم خیر الدین دہلوی ...
۱۲۰	یقین - انعام اللہ خان دہلوی ..
"	ہز ہر جنرل فریدون قدر میرزا محمد نذر علی بہادر
۱۲۲	تقریظ از طرف منشی جمیل احمد سہسوانی ..
۱۲۴	قطعہ تاریخ ایضاً ....
"	قطعہ تاریخ حافظ خانمحمد خان صاحب متخلص بہ شہیر
۱۲۵	ایضاً منشی سوہن لال صاحب ....
"	ایضاً ایضاً از منشی خلیل احمد سہسوانی ..
"	ایضاً ایضاً منتائج الدو میر عبدالحی خان بہادر متخلص بہ منان
"	قطعہ تاریخ از منشی صابر حسین صاحب صبا
۱۲۶	قطعہ تاریخ منشی عبدالعزیز متخلص بہ عزیز

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
۱۲۶	قطعہ تاریخ از منشی یاور علی صاحب بریلوی
"	تقریظ طور کلیم و بزم سخن از مولوی احسن اللہ خان متخلص بہ ثاقب ......
۱۲۹	قصیدۂ عربی در تہنیت ازدواج از تصنیف شیخ محمد صاحب بن شیخ حسین عرب ..
۱۳۱	سہرہ از تصنیف خانمحمد خان متخلص بہ شہیر
۱۳۲	قصیدۂ فارسی از تصنیف حکیم اعظم حسین سندیلوی
۱۳۴	قطعہ تہنیت از منشی کنج منوہر لال
۱۳۶	قطعہ تاریخ فارسی از منشی صابر حسین صاحب صبا
"	ولہ قطعہ تاریخ ایضاً اردو ...
"	منہ غزل اردو مع تاریخ شادی .....
۱۳۷	سہرہ از تصنیف سید جمیل احمد سہسوانی
۱۳۹	منہ قطعہ تاریخ جشن شادی ....
۱۴۰	سہرہ از تصنیف منشی عبدالعزیز بھوپالی
۱۴۱	فقرہ تاریخ محمد عباس متخلص بہ رفعت
"	قطعہ تاریخ از منشی فدا حسین فارغ مرادآبادی
۱۴۲	منہ قطعہ تاریخ فارسی .....
۱۴۳	قطعہ تاریخ از سید محمد حسین صاحب سہارنپوری
۱۴۴	بزم مشاعرہ ....
۱۵۰	خاتمۃ الطبع بطرز تقریظ از احمد خان لکھنوی مہتمم مطبع مفید عام آگرہ

الشعر کلام حسنه حسن و قبیحه قبیح

بعہد معدلت مہد جناب نواب شاہجہان بیگم صاحبہ والیۂ ریاست بھوپال تذکرۂ رشک چمن مسمی بہ

بزم سخن

۱۲۹۸ھ

۱۸۸۱

ابوالنصر سید علی حسن خان صاحب سلمہ اللہ القوی المنان

بکوشش بلیغ و عرق ریزی تام باہتمام عاصی احمد خان صوفی مد ظلہ العالی

در مطبع نامی مفید عام اکرہ زیور طبع پوشید

بسم الله الرحمن الرحیم

حمد از که آید و نعت که سراید خوش گفته اند ؎

محمد حامد حمد خدا بس | خدا مدح آفرین مصطفی بس

کاسه‌لیس ارباب سخن **علی حسن** نگارش مدعا را ساز میدهد و هم نفسان را آواز که امروز بر چار بالش نازش کج نشسته با گرانمایگان برابری میخواهم و به گرامی پایگان همسری ؎

قطره ام دعوی سحاب کنم | ذره ام لاف آفتابی زنم
الف و با ندانم از ابجد | کج نشینم به بزم اهل خرد
حرف از مدح خویش می رانم | ورنه آنم که خوب می دانم

الله الله درین بی بضاعتی سخن و قدر مایگی این گرامی فن رتبهٔ خویش فراموش نمودم و در پهلو نقادان دوکان خود فروشی کشودم ؎

خویشتن دانی و خود آرائی | می نوازد دهل رسوائی

منشا این نازش و منتهای این افتخار جزین بیش نیست که فرمان حضرت والد ماجد عز مجدهم بران

آورد که تذکرهٔ سخن سنجان ریخته بضبط نگارش در آید اگرچه بنده باین جنس گرانمایه ارزش نداشت اما به فحواے الامر فوق الادب همت بامتثال امر برگماشت بافضال الٰهی و باقبال قبله گاهی در اندک زمان کار بپایان رسید و نگار امید غازهٔ مدعا بر رو کشید ع
مشکلے بود بآسان بگذشت ۞ چون از نگارش نامه فراغ یافتم به **بزم سخن** موسومش ساختم از ارباب بصیرت چشم آن دارم که اگر خطاے رفته باشد ازان چشم پوشند و به صلاح و اصلاح کوشند ه

بیا ساقی باندازِ دلاویز	بده نوشینه داروے طرب بیز
بیا ساقی بمستانه ادائے	برآر از خاطر یاران صدائے
بیا بگذر ز درد و صاف ساقی	بده کز دیگران باقیست باقی
مے خواهم که در جام دگر نیست	ز دُردش هم بآشامم دگر نیست
نخواهم صد ایاغ از باده لبریز	بده جامی ولے کیفیت انگیز

دلم از کیف آن بلبل نوا کن
لبم با نغمهٔ خوش آشنا کن

حرف الف

آباد مہدی حسن خان فرزند غلام جعفر خان لکھنوی بر ناسخ سخن میگزرانید در سنہ ۱۲۲۸ ایراہن وجود در بر کشید دیوانے گذاشتہ از وست ؎

کیا عجب شوق اسیری مین اگر منقار سے | بلبلین دامن پکڑ لین دوڑ کر صیّاد کا
دل لگانے مین تو ہے جور اوٹھانے کا مزا | لطف کیا ہے کہ جو معشوق ستمگار نہو
لطف جینے کا یہہ ہے جان کسی پر نکلے | نہ جئے وہ جسے مرنے سے سروکار نہو

آبرو نجم الدین معروف بہ شاہ مبارک نسبت تلمذ و قرابت با سراج الدین علی خان آرزو داشت بعہد محمد شاہ قالب تہی کرد در صنعت ایہام مائل بود سخن باسلوب بایستہ بر کرسی می نشاند خوش گفتہ ؎

نہ دیوے لیکے دل وہ جعد مشکین | اگر باور نہین تو مانگ دیکھو

آتش خواجہ حیدر علی خلف خواجہ علی بخش لکھنوی داز تلامذۂ مصحفی و در سنہ ۱۲۶۲ جامہ گزاشت دو دیوان دارد فکر بلند و طبع ارجمند داشت از وست و بس نکوست ؎

بڑا شور سنتے تھے پہلو مین دل کا | جو چیرا تو اک خطرۂ خون نکلا
قاصدون کے پاؤن توڑے بدگمانی نے مری | خط دیا لیکن نہ بتلایا نشان کوے دوست
تھی آرزو کہ تجھے گل کے روبرو کرتے | ہم اور بلبل بیتاب گفتگو کرتے
شب کو دم دے دیکے لیجاتا ہی کوے یار مین | مین تو تہا ہی مجھسے بہی مرشد مرا دل ہو گیا
پیامبر نہ میسر ہوا تو خوب ہوا | زبان غیر سے کیا شرح آرزو کرتے

آرزو سراج الدین علی خان اکبرآبادی از تلامذۂ میر عبد الصمد سخن دہلوی در فارسی بیشتر فکر میکرد و در ریختہ کمتر در سنہ ۱۱۶۹ بہ لکھنو جامہ گزاشت و بدہلی مدفون گشت ؎

جان تجھہ پر کچھہ اعتماد نہین	زندگانی کا کیا بھروسا ہے
میخانے بیچ جا کر شیشے تمام توڑے	زاہد نے آج دلکے اپنے پہپولے پہوڑے

آرزو مرزا علاؤالدین عرف مرزا کالے خلف مرزا منور بخت نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ دہلی سخن بر مرزا قادر بخش صابر میگزاشت ۵

رو رو کے خون اوس نے بھی حسرت نکال لی	عاشق کا تو نے خون نہ بہایا تو کیا ہوا
اسپر بھی بد دماغ وہ ہوتے ہین یا نصیب	ہر چند بات کہتے ہین ہم التجا کے ساتھ

آزاد خواجہ ضیاء الدین دہلوی غیر ازین بر حالش آگہی ندارم ۵

کہتے ہین نعش پر تری آیا نجائے گا	لو خاک مین بھی اون سے ملایا نجائے گا

آزاد مرزا اعظم شاہ پسر مرزا عادل ابن مرزا سلیمان شکوہ بہادر طبع خوشی داشت جوانے زیبا مردے رند مشرب بود شوق تصوف بر مزاجش استیلا یافتہ از دست ۵

وہ اور ہین جنکی شب ہجران کو سحر ہے	یان شام ہوئی حشر کی اور یار نہ آیا
آزاد چپکا رہنا آٹھون پہر برا ہے	پھٹ جائیگا کلیجا کچھہ بات بھی کیا کر
ہم یہہ سمجھے تھے چھپائیگا گنہگارونکو	پر بہت تنگ ہے محشر ترا دامان دیکھا
آزاد کو مت پوچھو کیا اوسکا ٹھکانا ہے	جس کوچہ مین دن گذرا اوس شب بھی وہا ہوگا

آزاد میر نقیر اللہ دکہنی از شعرای متقدمین بود ۵

سب صنعتین جہان کی آزاد ہمکو آئین	پر جس سے یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا

آزردہ جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول مولانا مفتی محمد صدر الدین خان بہادر صدر الصدور دہلی اوستاد حضرت پدر والاگہر نامہ نگار محامد جمیلہ اش ہمچو ماہ نیم ماہ و مہر نیمروز غازۂ شہرت بر رو دارد محتاج بیان نیست در **طور کلیم** حضرت مہین برادر زید مجدہم ترجمہ حافلہ اش مفصلاً ضبط فرمودہ درینجا برہمین قدر اکتفا میرود کہ اگرچہ شاعری دون مرتبہ ایشان بود و بقاعدۂ شعرا در شعر انہماک نمی داشتند اما نچہ

فکر می فرمودند از لطافت و سلاست تہی نمی بود نبذے از گفتارش ثبت افتاد از و روانی
فکرش ہویداست ۵

مر کر بھی ہمارا دلِ بیتاب نہ ٹھیرا	کشتہ بھی ہوا تو بھی یہہ سیماب نہ ٹھیرا
ہو نہ دامن گیر کوئی جانکر قاتل تجھے	تو بھی روتا چل جنازہ کو ہمارے دیکھکر
برگشتہ بخت جذبۂ دل تمکو آفرین	آکر وہ پھر گیا مری بیت الحزن کے پاس
اولجھنے کو بلا ہین آپ بھی کچھ خبر ہی تمہارا حسب	لگایا ہاتھہ کس نے آپکی زلفِ پریشان کو
مختصر حال چشم و دل یہہ ہے	اسکو آرام اوسکو خواب نہین
عالم خراب ہین نہ نکلنے سے آپکے	نکلو تو دیکھو خاک مین کیا گھر کے گھر ملے

آشفتہ میرزا رضا قلی ولد حکیم محمد شفیع اکبرآبادی یا لکھنوی ست طبیب حاذق بود
و بزم شاعرہ می آراست از میر سوز اصلاح سخن میگرفت از گفتار اوست ۵

جی تھا آنکھو نمین یار تھا دلمین	اسقدر انتظار تھا دلمین
مر گئے پر بھی ہمکو خاک ندی	آجتک یہہ غبار تھا دلمین
دم آخر جو ہچکی آئی تھی	وہ فراموش کار تھا دلمین
چلا ہے کعبہ کو آشفتہ پارسا بنکر	خدا جو بیٹھے بٹھائے اوسے خراب کرے
مرگیا اک صنم پہ آشفتہ	موت ایسی خدا نصیب کرے

آشفتہ عظیم الدین خان عرف بھورے خان از افغانان دہلی بود و سخن خود بہ میر
محمدی مائل مینمود در اواخر عمر شعر و شاعری را ترک گفتہ بیاد الٰہی بر آسود ۵

پنڈت پوچھو ہاتھہ دکھاؤ فال کھلاؤ کوئی پہر	بخت ہو ہون برگشتہ اپنے کسکے پھیرے پھرتے ہین

آشفتہ حکیم سید منور علی خلف سید علی نواز رضوی از سادات بارہا متوطن شاہجہان آباد
درطب دستگاہ بلند داشتہ و کسب این فن از غلام حیدر خان کردہ و سخنوری از
مومن خان آموختہ فکر بلند داشت ۵

بہت روئے تو اپنی جان کھوئی
نہ قتل کا خیال او نہیں اور نہ موت کو
جو نامہ بر گیا وہ گیا جان سے وہان
ابہی دلربائی کو کیا جانتا ہے
آبلہ پائی سے یہہ رتبہ ہوا حاصل کہ بس
سنا تہا ہمنے آشفتہ کو کوئی دم کا مہمان ہے

کسیکا ہم نے تیلا ولیا کیا
قسمت نہین گیا سکندر ہی مرنا لکہا نہین
اب جی مین ہے رقیب کو ہم نامہ بر کرین
ستم کو وہ بدخوادا جانتا ہے
ہم زمین کیا آسمان پر بہی قدم رکہتے نہین
کئی دن ہو گئے اوسکو نہ مرتا ہے نہ جیتا ہے

آشفتہ گلاب سنگہہ دہلوی مسکن بر زنے فریفتہ بود عاقبت بر گلو خنجر کشیدہ بمرد از وست

پوچہتے کیا ہو کہ شب آشفتہ کیونکر مر گیا
زلفون سے بہی زیادہ کیا رخ نے دلیہ جور
اک نہ آنے سے تیرے اے ظالم

اوسمین کیا باقی رہا تہا بندہ پرور مر گیا
کافر جو تہے سو تہے یہ مسلمان کو کیا کہون
شکوے سو سو زبانپہ آتے ہین

آشفتہ امرناتہہ دہلوی تلمیذ تنویر جوانے رعنا بود ؎

اندنون تم جو ہو آشفتہ پریشان خاطر
بہید وخاک پر شہیدون کے

کس پہ ہوش آپنے کہوئے ہین کہان دل آیا
پہنکتے کیون ہو فرش خواکے پہول

آشفتہ حاجی منشی عبد اللہ از باشندگان سلہٹ پور عبد الحمید از شاگردان حافظ
ضیغم در ہر دو زبان پارسی و ریختہ مہارتے داشت ؎

دیکہنا شوق شہادت عاشق دلگیر کا
کیا تڑپ کر چوم لیتا ہے گلا شمشیر کا

آشوب میر امداد علی خان نقد میر روشن علیخان فروغ از سادات شاہجہان آباد
از پادشاہ وقت اجداد او بخطاب خانی ممتاز بودند اصلاح سخن از میر نظام الدین ممنون
میگرفت بروش استاد خود سخن میگفت ؎

پوچہا جو مین نے یار سے انجام سوز عشق
دلکو سمجہے تہے کہ اوس بزم سے لے آئینگے

شوخی سے اک چراغ کو اوسنے بجہا دیا
ہائے اپنا ہی ہوا اونسے پہر آنا مشکل

عذر جفا کے کب تلک تم کرو ہم گلہ کرین
وصل کی رات کم رہی آؤ معاملہ کرین

آشنا میر امیر علی ولد میر سنجر مرشدآبادی از تربیت یافتگان غلام حسین آتش از وست

ہمکو تو بات کل کی نہین یاد آشنا
کہتے ہین روز حشر کو دینا حساب ہے

آشنا میر زین العابدین خلف حکیم اصلح الدین گجراتی مسکن دہلوی موطن خان آرزو را دریافت از گفتار اوست ؎

ہم سے بندون پہ ظلم کرتے ہین
ان بتونکا کوئی خدا بھی ہے

آشنا منشی عبدالکریم خان از باشندگان کلکتہ بود ؎

ضبط نالہ باعث چاک گریبان ہوگیا
کام یون دست جنونکا اپنے آسان ہوگیا

آغا آغا مرزا خلف مرزا ابراہیم شوکت دہلوی موطن کانپوری مسکن گفتارش جزین قدر دست نداد ؎

کل اوس تلک پہونچ تو گیا تھا یہ ہمدمو
کچھ مجھکو چپ سی لگ گئی ایسی کہ کیا کہون

آفتاب ابوالمظفر مجاہد الدین شاہ عالم بادشاہ غازی انار اللہ برہانہ چہل و نہ سال بر سریر سلطنت دہلی حکمرانی فرمود با اہل سخن مودتے داشت فکر رفیع یافتہ از وست ؎

صبح اوٹھ جام سے گذرتی ہے
شب دلارام سے گزرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے
ابتو آرام سے گذرتی ہے

آگاہ میر حسن علی افسانہ خوان سلطانی درین فن دستی داشت این بیت ازوست ؎

ہان تیغ کھینچ اے بت آتش مزاج تو
مرنے پہ آج یہ بھی گنہگار گرم ہے

آگاہ محمد صلاح دہلوی زمانہ محمد شاہ بادشاہ را دریافتہ ازوست ؎

پیری مین کرون سیر جہانکی تو بجا ہے
دن ڈھلتے ہی ہوتا ہے تماشا گذری کا

آگاہ سید محمد رضا عرف احمد مرزا از ساکنان دہلی اکتساب این فن از مرزا نوشہ نمود

ہجر کے ہاتھون کچھ ایسا زیست سے بیزار تھا
غیر کے بدلے بھی کل مرنے پہ مین تیار تھا

گھر غیر کا ہو راہ مین یہ تھی مری قسمت
لایا تو اوسے جذب محبت کا یہین تھا

آگہ پنڈت جوالاناتھ پسر داتارام برہمن باشندۂ کلکتہ در پارسی ہم فکر میکرد اور است

جان جاتی ہے تڑپتا ہون پڑا
دیکھتے کیا ہو تماشا کیا ہے

آہی میر عبد الرحمن ابن میر حسین تسکین دہلوی موطن اکتساب کتب درسیہ از مولوی امام بخش صہبائی کردہ وسخن سرائی از مومن دہلوی آموختہ فن معمانیکو میدانست اور است

اوٹھہ کہین ہے آمد آمد وشمگر کی وہان
اہل محشر مجھکو یہہ مژدہ سنا کر لیگئے

الف مقصورہ

اثر سید محمد میر برادر خورد خواجہ میر درد ظاہر و باطنش از حلیۂ صلاح آراستہ بود بہ تصوف نسبتے داشت دیوانے و مثنوی گزاشت اور است ہ

بیوفا تیری کچھ نہین تقصیر
مجھکو میری وفا ہی راس نہین

یون خدا کی خدائی برحق ہے
پر ہمین تو اثر کی آس نہین

مرتو چلے کہانتلک اب درگزر کرین
یا ہم نہین اس آہ مین یا آسمان نہین

ہردم فزون ہین کجرویان روزگار کی
کچھ سیکھتا چلا ہے روش میرے یار کی

کب کب تری گلی مین ہم بیقرار آئے
سو بار جی نے چاہا تب ایک بار آئے

اثر عبد الرزاق فرزند عبد الرحمن تمنا از سکنا رشاہجہان آباد حضرت صہبائی را بادستادے گرفتہ اشعار پر مضمون میگفت اور است ہ

کیا جانتا تھا وہ کہ ستم کیا ہے جور کیا
باتین یہہ سب ہین اس دل الفت شعار کی

عشق بتان مین خاک بسر ہے تو اے اثر
دنیا خراب اور ترا دین بھی خراب ہے

احسان حافظ عبدالرحمن خان ہملف غلام رسول خان اوستاد و ملازم مرزا فرخندہ بخت دہلوی مسکن طبع نیکو داشت جانب صنایع لفظی مائل بود از وست ہ

سخت نادانی کی احسان جو کہا عاشق ہون	بھید کہتا ہے کسی سے کوئی دانا دل کا
گلے سے لگتے ہی جتنے گلے تھے بھول گئے	وگرنہ یاد تھین ہمکو شکایتین کیا کیا
خفا مت ہو مجھکو ٹھکانے بہت ہین	مرا سر ہے آستانے بہت ہین
مرتے مرتے بھی نہ اکبار تجھے دیکھ لیا	اسقدر رہی نہ مری جان قضانے چاہا

احسن اوستادی مولوی محمد احسن خلف الصدق مولوی منشی محمد احمد بلگرامی اصل وصفی پوری مسکن سلسلہ نسبش بحضرت صدیق اکبر رضی میرسد ترجمہ حالاش از صبح گلشن دریاب خامہ نامہ گرد آوراز قحط فرصت یارائے آن ندارد کہ حرفے از کمالات و نبذے از فضائل او برطراز د مختصر اینست کہ سلیقۂ نظم و نثر انچہ قسمتم کردہ اند ہمہ از اثر فیضان اوست تا پایۂ اقامت اندرین ریاست افشردہ پنج تا مجلد در فن لغت وانشا علاوہ تصانیف سابقہ از معدن طبع برآوردہ چنانچہ درچار دانگ کمال علم شہرت برافراشتہ و نقشہا در فن سخنوری ایجاد کردہ کہ مضمون تازہ بے یاریگری فکرت از و برمیجوشد گاہے بریختہ گوئی ملتفت نشدہ الا دو چہار بار بابرام بعض احباب در عنفوان ذوق سخن اوراست ہ

اپنی غفلت سے گیا ہاتھ سے جانان اپنا	ہوگا کل اپنے ہی ہاتھون گریبان اپنا
ہون مین بیمار محبت نہ سہی کوئی امیں	تپش دل سے ہون خود مروجنبان اپنا
حشر کردیگی بپا پھر کسی رخسار کی یاد	نہ دکہا تو مجھے اے صاعقہ جولان اپنا
بیسا مین اسقدر اوس چشم سرمہ سا کی لئے	کہ سرسر ہوگیا تن چشم نقش پا کے لئے

احسن مرزا احسن علی خوشنویس دہلوی از خوشہ چینان خرمن صحبت ضیا و سودا در سرکار آصف الدولہ بزمرۂ شعرا بسر می برد اوراست ہ

ٹکڑے اوڑ جائینگے سینہ مین جگر کے احسن | تیرے نالونکا کوئی دن جو یہ انداز رہا
حسن پر اپنے ہر اک مہ پارہ گرم لاف تہا | گہر سے وہ خورشید رو نکلا تو مطلع صاف تہا
بزم مین اوسکی جو ہوتی ہے کبھی سرگوشی | دل دہڑکتا ہے کہ میرا کہین مذکور نہو
تم تو دل مانگو ہو یان جان تلک ہی حاضر | بات یہ بھی ہے کوئی آپکے فرمانے کی

احسن مولوی محمد احسن ابن مولوی حسن بخش متوطن کاکوری در مین پوری اقامت ورزیدہ او راست ؎

خال ابرو نے مار ڈالا | کعبہ والون نے رہزنی کی
رونے پر آگے ہنستے تہے ہم | اب روتے ہین بات پر ہنسی کی

احسن احسن اللہ خان جہان آبادی این بیت ازوست ونکوست ؎

اوسکی گلی مین احسن شب چوری چوری جانا | یہ چال ڈہال تیری خانہ خراب کیا ہے

احفاد سید احفاد علی فرزند میر یاد علی از خوش فکران سہسوان ضلع بدایون است از والد مستعد خود سرمایۂ علم اندوختہ و فن سخنگوئی از تسلیم سہسوانی آموختہ طبع شگفتہ دارد او راست ؎

ہے کیا جو تم ادبجتے ہو اہل نیاز سے | چہوڑا ہے کیا ادا نے جو سمجہو گے ناز سے

احقر غلام نبی باشندۂ دہلی پارسی بیشتر میگفت احیاناً بریختہ ہم فکری کرد او راست ؎

جسوقت فاتحہ کو اوٹہے دلربا کے ہاتہ | ماتم سے شل ہوئے مرے اہل عزا کے ہاتہ

احمد احمد بیگ عمزاد مرزا فاضل بیگ خان در عملیات دستگاہ داشت ؎

ہوئے جو خاک اوس کوچہ مین تو یہ آبرو پائی | لگے سو بار قدمونسے لگے سو بار دامن سے

اختر واجد علی شاہ بادشاہ اودہ امروز در کلکتہ جا دارد مثنوی و دیوانے ازوست

غمزہ و عشوہ و انداز و ادا نے مارا | ناتوان ایک یہ چو رنگ ہوا چار کے ہاتہ

اختر قاضی محمد صادق خان بہادر ولد قاضی محمد بعل از باشندگان ہوگلی نواح کلکتہ

از مستفیدان مرزا قتیل بود پارسی نیک میدانست و فن شعبده را ماهر بود و سوداے مهوسی در سر داشت از تصنیفات اوست تذکرهٔ آفتاب عالمتاب و محامد حیدری و دیوان پارسی و ریختہ و گنج نیرنج او راست ه

کل بنکے شیخ مجتہد عصر سا قیا	وکہلا کے باغ سبز عذاب وثواب کا
کہنے لگا براہِ تبختر مجھے بطنز	معلوم ہوگا حشر مین بینا شراب کا
ہمنے کہا کہ یہہ تو ہین ہم خوب جانتے	پر کیا کرین کہ ہے ابہی عالم شباب کا
گستاخی ہو معاف تو اک عرض مین کرون	کیجیے نہ آپ گر مجھے مورد عتاب کا
تقویٰ ہمارے آگے ہو جب آپکا درست	اور ہو یقین آپکے اس اجتناب کا
مے ہو دے کنج باغ ہو ساقی ہو ماہ وش	اور وان کوئی مخل نہو باعث حجاب کا
گردن مین ہاتہ ڈال کے وہ شوخ بیحیا	دے ذائقہ زبان کو دہانکے لعاب کا
کہینچے ہنسی سے اپنا وہ منہ سے ملاکے منہ	یہہ ریش جسمین جلوہ ہے رنگ خضاب کا
منت سے یون کہے کہ ہمارا لہو پیے	گر پی نجائیے جلد یہہ پیالہ شراب کا
اوس وقت ہم سلام کرین قبلہ آپکو	گر آپ خوف کیجئے روزِ حساب کا
اور امتحان بغیر تو یہہ آپکا غلام	قایل نہین ہے قبلہ کسی شیخ و شاب کا

اختر مرزا وجیہ الدین دہلوی نبیرهٔ سلیمان شکوه این شعر در بدایت شعور گفته ازوست

یہہ عمر اور عشق کا آزار دیکہنا	اور دل پہ پہر یہہ صدمہ شب انتظار کا

ارشد مرزا عبدالغنی دہلوی شاگرد مرزا صابر او راست ه

صاحب ہماری جان بہی صدقہ ہی دل تو گیا	بندہ کچہ ان ہٹون سے ہٹا یا بچائیگا
غم ہجر اور اوسپہ تپ تنک تیب	مرض مین مرض دوسرا ہوگیا

ارمان شاہ علی پور جعفر علی حسرت است کہ سخنور معروف بود ه

کون کہتا ہے اجی تم سے نہ گہر جاؤ تم	پر کوئی بات تسلی کی تو کر جاؤ تم

اسد میر امانی دہلی مولد مردظرافت پیشہ بود زانوے تلمذ پیش سودا تہ کردہ در اثنار راہ لکہنو از دست جور رہزنان نقد جان باخت ہ

جون تون اسد کو لائے تہے اوسکی گلی سے ہم	خانہ خراب راہ مین آکر بچہل گیا
اسد اس جفا پر بتون سے وفا کی	مرے شیر شاباش رحمت خدا کی

اسرار مرزا سپہر شکوہ ابن مرزا طہماسپ نبیرۂ مرزا سلیمان شکوہ عمرہا در صحبت اولیاء کرام ماندہ بہرۂ وافی اندوختہ از وست ہ

پہر محو خیالِ رخ جانانہ ہوا ہے	پہر شیشۂ دل اپنا پریخانہ ہوا ہے

اسعد مرزا اسعد بخت نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ ہ

تو اسعد غضب ہے کہ ہاتون سے تیرے	نہ تسبیح ٹہیری نہ زنّار ٹہیرا

اسیر تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی مظفر علی خان خلف میر مدد علی موطن امیٹہی خوشباش لکہنؤ ست و مصحفی اوستاد او از یادگاران ریختہ گویانِ لکہنؤ ہمین باقی ماندہ است اور است

مسجد کو میکدہ سے نہ زاہد بلا مجہے	تعجیل کیا ہے وقت تو آئے نماز کا
مے کہچتی ہے خوشے ٹوٹتے ہین	توبہ کے نصیب پہوٹتے ہین
شیشہ ہاتہ آیا نہ ہمنے کوئی ساغر پایا	ساقیا لے تری محفل سے چلے بہر پایا
آہ سوزان سے کچہہ امید ہوئی	یہہ ہمین خاک مین ملائیگی
ہوئی تکرار لیجانے مین کیا کیا جب لکہا نامہ	صبا سے نامہ بر بگڑا اڑا ہد ہد کبوتر سے
بیگانۂ جہان ہمین عزلت نے کردیا	کچہہ کچہہ کسی کسی سے ملاقات رہگئی

اسیر میر مکرم علی ولد میر کرم علی باشندۂ بریلی مقیم دہلی اور است ہ

یہہ بہی کوئی ادا ہے کہ سو شوخیونکے ساتہہ	باتین ہین ہم سے اور نظر اغیار کیطرف

اسیر سید نہال نبی پسر غلام نبی احقر ست نسبت تلمذ با برادر خود سیّد آل نبی لاغر دارد از وست ہ

روز کے وعدون مین مرجائینگے ہم یون ہی گذری تو گذر جائین گے ہم
بہتر نہین کسی سے یہہ ہر دم کی چھیڑ چھاڑ کہتے نہ تھے اسیر وہ آخر بگڑ گئے
قاصد ڈرتا ہے مانگتے خط ایسا نہو وہ جواب دیدے

اسیر گلزار علی سبیر نظیر اکبرآدی دیوانے گزاشتہ ؎

خداکو یاد کر اور جام بھر کے لا ساقی غم زمانہ فراموش ہو تو اچھا ہے

اشک مولوی ہادی علی خلف شیخ حسین علی از عمائد لکھنؤ ست مشق سخن از برق بہم رسانیدہ در ہر سہ زبان مہارتے دارد ؎

دلِ ستمزدۂ و یاس و حسرت و حرمان انیس ہین یہی دو تین چار پہلو مین

اصالت سید فضل علی از اولاد سید وارث علی باشندۂ لکھنؤ امانت مصلح کلام اوست ؎

بوسہ جو مانگتا ہون تو انداز و ناز سے مجھکو دکھاتے ہین وہ انگوٹھے ہلا کے ہاتھ

اصغر ظفر الدولہ معتبر الملک رفیع الامرا نواب علی اصغر خان بہادر ناصر جنگ دستور ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی ابن مولوی علی اکبر از تلامذۂ خواجہ آتش کشمیری الوطن ولکھنوی مسکن بود در ۱۲۶۷ھ طائر روانش از قفس قالب پرواز کرد در ہر دو زبان پارسی و ریختہ فکر میکرد مثنوی و دیوانے گزاشت از وست ؎

پتا نہ کوچۂ گیسو مین ہے نہ پہلو مین تمہین بتاؤ مجھے پھر کہان ہے دل میرا
نہین دیر و حرم سے کام ہم الفت کے بندے ہین وہی کعبہ ہے اپنا آرزو دلکی جہان نکلے

اصغر تخلص سید اصغر علی ابن سرفراز علی نرسنگپوریست کہ درین ایام منشی سر رشتہ اہتمام مطابع ریاست است در فارسی و انگریزی و ہندی مہارت دارد از وست

واہ رے شوخی کہ وہ کہتے ہین مجھسے لیکے دل مضطرب ہو کس لئے کیا آپ کا جاتا رہا
کثرتِ یاس کو سو جانسے دیتے ہین دعا آنے باقی ہی نہین دلمین تمنا کوئی

اظہر سردار مرزا از شاگردان میرزا علیجان شفق متوطن لکھنؤ خوش باش کلکتہ این بیت از وست ہ

تمہارے کوچہ مین آجکی شب کٹی ہے ہمکو تڑپ تڑپ کے
خبر بہی تم نے نہ لی ہماری یہہ کوئی پتہر ہے یا جگر ہے

افسوس میر شبر علی پور میر مظفر خان ملازم نواب قاسم خان عالیجاہ از باشندگان نارنول تلمیذ میر حیدر علی حیران و میر سوز از نسل امام جعفر صادق بود دیوانے گزاشت

قفس سے چھٹنے کی امید ہی نہین افسوس
حصول کیا ہے جو مژدہ بہار کا پہونچا

کیا لکھون اوسکو مین احوال یہہ کہنا تہا مجہے
بیجو اسی کے سبب طاقتِ تحریر نہین

دیکھتے ہی اوسے حاضر ہوئے مرجانیکو
وہی غمخوار جو یان آئے تہے سمجہانیکو

کچہہ بات تم سے کر نہین سکتے ہزار حیف
مدت مین تم ملے بہی تو غیر و نکے گہر ملے

افسر مرزا محمد دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر برادر راست ہ

محبت مین صبر و شکیب و قرار
ہر اک رفتہ رفتہ جدا ہو گئے

افضل سید افضل حسین خلف اسیر لکہنوی از والد خود اصلاح سخن میگیرد ہ

گلستان مین اگر آنا ہوا ہے کچہہ تو جی بہلے
ہنسو بہولو نسے تم مین چہیڑ تا ہون لگا کے بلبل کو

ادہر آئے اودہر صحنِ چمن سے فصل گل گذری
مقدر سے ملی فرصت نہ دو باتو نکی بلبل کو

غذا خونِ جگر ہے جامہ اپنا رخت عریانی
عدم سے ساتہہ ہم لائے ہین اسباب توکل کو

افسون آغا حیدر بر احوالش آگہی دست نداد ہ

وصل مین ہجر کا ڈر ہجر مین امید وصال
وصل مین شاد یہہ دل ہجر مین محزون ہوا

کبہی مجنون کبہی مٹی کا بنا یا فرہاد
اے صنم کہیل ہمارے یہہ لڑکپن مین رہے

عین مستی مین ہمین ساقی ہے توبہ کا خیال
توڑین ہم شیشہ تو آواز آئے استغفار کی

افضل سید افضل علیخان عرف سید صاحب خلف رشید قاسم علیخان قاسم

زاد بومش لکھنوست و والداو مصلح کلام او از وست ۵

ہے وصف روے یار نہ لو نام ماہ کا — کیا ذکر اس مقام پہ اوس روسیاہ کا
جھانکتے ہین وہ روزن در سے — نقش دیوار ہم ہین ششدر سے

افضل منشی حسن یار خان بہادر المخاطب بہ اسد الدولہ ولد باقر علی خان از امراے لکھنو و از تربیت یافتگان خواجہ آتش است ۵

خنجر کا ذکر قتل مین میرے نہ کیجیے — لیتے نہین ہین نام چھری کا شکار مین
کرتا ہے آگے یار کے اکثر ہمارا ذکر — غماز گویا اپنی طرف سے وکیل ہے

افضل افضل علیخان ولد داروغہ اعظم علیخان اوراست ۵

پہلو مین بیٹھکر مرا دلشاد کیجیے — بندہ ہون رنج سے مجھے آزاد کیجیے

افغان الف خان مردے درویش خصلت بود زیادہ ازین آگہی ندارم ۵

پہلے قدم مین عشق کے میرا تو جی گیا — مجنون یہ چند روز بھلا کیونکہ جی گیا

اکبر نواب محمد اکبر خان کہین برادر نواب مصطفی خان شیفتہ از تلامذہ مومن خان بود از جودت طبع در مدت قلیل مشق سخن بہم رسانید ۵

سوجھی حضرت ناصح کوئی تدبیر وصال — حیف چارہ نکرے آپ سا دانا دل کا
خانۂ غیر مین گر لگنے لگا جی تیرا — ہمکو بھی اور سے آتا ہے لگانا دل کا
اکبر تباہ دیکھکے دشمن کو ہنس دیا — اوس بیوفا کو مجھسے محبت کہین نہو

اکرام حکیم اکرام اللہ خان فرزند حکیم ہدایت اللہ خان دہلوی بود ۵

آرزو وصل کی مٹانی تھی — کیا ہوا گر مٹا دیا دل کو

الفت یکے از ساکنان مظفر نگر بود بیش ازین وقوف ندارم ۵ ۱۲۵

ہمیشہ کہتے تھے الفت کو لوگ زشت نصیب — سو آج کوچہ مین اوسکے ہوا بہشت نصیب

الفتی راجہ پیارے لال عظیم آبادی پارسی خوش میدانست ۵

خاکساری سے مثال نقش پا ‌ ‌ جس جگہہ بیٹھے وہین کے ہوگئے

الم محمد علی دہلوی از شیخ محمد ابراہیم ذوق باستفادہ پرداخت ازوست ہ

نہ تحمل اگر اوسکے نازکا تو پھر ‌ ‌ آلم فریفتہ کیون ایسے نازنین کے ہوئے

امامی خواجہ امامی مسقط الراس او دہلی ست نور چشم خواجہ آتشی در مرثیہ گوئی مہارت داشت در ۱۱۷۱ در مجلس عزا امام حسین ع از اندوہ و ملال جامۂ ہستی گزاشت ہ

گھیرا ہے مجھے غم نے عجب حال ہے جی کا ‌ ‌ اے نالۂ دل وقت ہے فریادرسی کا
سینہ مین جدہر رو ہو ترا ہو نکلے ای آہ ‌ ‌ ٹک دل سے خبردار کہ یہہ گھر ہے کسی کا

امانت سید آغا حسن خلف الرشید میر آغا رضوی لکہنوی از شاگردان دلگیر مرثیہ گو بود جادۂ رعایت لفظی بسیار می پیمود و واسوخت و دیوانے ازو یادگار ست

گلوری غیر نے بھیجی وہ نہین تو مینے کہا ‌ ‌ سمجھ کے کہائیو یہہ پان ہے لگاوٹ کا
نادان کی محبت مین ہے سو طرح کا دہڑکا ‌ ‌ دل دون کسی نادان کو مین ایسا نہین لڑکا
خط اونکا دیکے مجھکو نامہ بر دیتا ہے گالی ‌ ‌ کہا مین نے یہہ کیا بولا کہ پیغام زبانی ہے
جی چاہتا ہے صنعت صانع پہ ہون نثار ‌ ‌ بت کو بٹھا کے سامنے یاد خدا کرون
رفتار کے چلن سے غضب دل لبہا لیئے ‌ ‌ چھوٹے سے سن مین یار بڑے تم ہو چالیئے

امراؤ علی خان نام متوطن کول و مقیم اکبرآباد از علم بہرۂ نداشت اما فکر بلند نصیبش کردہ بودند اوراست ہ

دو پہول گر کسی نے چڑہا کے اوڑا دیئے ‌ ‌ باد صبا کو گور غریبان سے لاگ ہے
نزع مین دیکہا تو بولے ضعف آیا ہے اسے ‌ ‌ مرگ تک ہمسے رہین کافر کی ٹھٹھے بازیان

امیر نواب علی محمد خان از افاغنہ دہلی بود و پیوند تلمذ بہ قیام الدین علی قایم داشت انجمن مشاعرہ می آراست ہ

ہائے شوخی ترے رخسار کی ہنگام عتاب ‌ ‌ جتنا بگڑے ہے تو اوتنا ہی سنور جائے ہے

بس مین آیا جو تمہارے اوسے چاہو سو کرو | کیا ستم آدمی سہتا نہین لاچاری مین

امیر منشی امیر احمد خلف مولوی کریم احمد لکہنوی سلسلۂ نسبش تا حضرت شاہ مینا قدس سرہٗ منتہی میشود زانوے تلمذ پیش منشی مظفر علی اسیر تہ کردہ آمایقین نامہ نگار آنست کہ کہ از اوستاد خویش گوے سبقت ربودہ امروز در رامپور باوستادی کار کیا ر آنجا بتہیج و مسرور ست ترجمہ و کلام شان مفصلاً در طور کلیم گذشت از انجا کہ او از گرامی شعراء این زمان ست نبذے ازان ثبت افتاد او راست ؎

کہان وہ اہل وطن کی صحبت وطن کو چہوٹے ہوئی ہے مدت
کسی کسی کی ہے یاد دلمین خیال کچہ کچہ کہین کہین کا

قریب ہے یار روز محشر چہپے گا کشتون کا خون کیونکر
جو چپ رہی گی زبان خنجر لہو پکاریگا آستین کا

دوزخ کے سزاوار نہ فردوس کے قابل | ہملوگ شمار صف محشر سے بڑہینگے
کریگا یاد اے غم ہمکو بعد مرگ تو برسون | کہلایا ہے جگر برسون پلایا ہے لہو برسون
دیر مین کون ہے کعبہ مین گذر کسکا ہے | یار کا گہر یہہ اگر ہے تو وہ گہر کسکا ہے
تیر پہ تیر لگاؤ تمہین ڈر کسکا ہے | سینہ کسکا ہے مری جان جگر کسکا ہے
الٰہی وہ بہی دن آئے کہ میرا ہاتہہ محشر مین | کبہی جیب کفن پر ہو کبہی قاتل کے دامن پر
گلا کٹوا کے لیکے ای دل پہر کہان یہہ دن | کبہی گردن ہو خنجر پر کبہی خنجر ہو گردن پر
مین جب کہتا ہون اوس سے مجہکو تری شرم نے مارا | تو شوخی سے حیا الزام رکہدیتی ہے چتون پر
ندامت سے عبث یہہ اہدان خشک روتے ہین | چہپے گی یہ وسیاہی خاک اس پانیکی چادر سے

انجام عمدۃ الملک نواب امیر خان دہلوی از تلامذۂ رشادت پیوند مرزا بیدل بود و با سلاطین صفویہ قرابت داشتہ در ۱۱۵۹ھ بدیوان عام دہلی از زخم سنان وفات یافت او راست ؎

نعش میری دیکھکے مقتل مین یون کہنے لگے ۔۔۔ کچھ تو یہہ صورت نظر آتی ہے پہچانی ہوئی

انشا میر انشاء اللہ خان خلف حکیم میر ماشاء اللہ خان مصدر تخلص مرشد آبادی مولد لکھنوی مسکن از ہوا خواہان نواب سعادت علی خان بہادر بود چندے از مصحفی باستفادہ پرداخت سپس انحراف ورزید در ہر فن دستگاہِ کامل میداشت علی الخصوص در سخن مذاقے خاص بہم رسانیدہ کہ دیگران را از وے نصیبے نبود از وست ہ

آنچورے برف کے انشا کو بھیجے آپنے ۔۔۔ اسکے یہہ معنی کہ لو نقشہ تمہارا جمگیا

گرچہ مے پینے سے کی توبہ ہی مینے ساقی ۔۔۔ بہول جاتا ہون مگر تیری مدارات کیوقت

کیا ہنسی آتی ہے مجھکو حضرت انسان پر ۔۔۔ فعل بد تو خود کرین لعنت کرین شیطان پر

کی مینے شب جو سہواً تعریف چاندنی کی ۔۔۔ میری طرف سے اپنے وہ منہہ کو موڑ بیٹھے

اچھا جو خفا ہم سے ہو تم اے صنم اچھا ۔۔۔ لو ہم بھی نہ بولینگے خدا کی قسم اچھا

گر یار مے پلاے تو پھر کیون نہ پیجیے ۔۔۔ زاہد نہین مین شیخ نہین کچھ ولی نہین

غصہ مین ترے ہمنے بڑا لطف اوٹھایا ۔۔۔ اب تو عمداً اور بھی تقصیر کرینگے

پھبتی ترے مکھڑے پہ مجھے حور کی سوجھی ۔۔۔ لا ہاتھ ادھر دیکھ بہت دور کی سوجھی

دو گھڑی دن سے کہا مینے کہ کیا ارشاد ہے ۔۔۔ سنکے بولے اب ہوا کہا بات تیری یاد ہے

انیس میر ببر علی ابن میر مستحسن خلیق نبیرۂ میر حسن متوطن دہلی و مقیم لکھنؤ بود در مرثیہ گوئی شہرۂ آفاق است و در مرثیہ خوانی ہم یگانہ وطاق اما بر دیگر اصناف سخن دستی نداشت اوراست ہ

کل تو آغوش مین شوخی نے ٹھہرنے نہ دیا ۔۔۔ آجکی شب تو نکل جاے مرے قابو سے

انیس امیر الدولہ نوازش خان از باشندگان دہلی بود نسبت تلمذ بمیر منون داشت اوائل در سخن گوئی مہارتے بہم رسانیدہ آخرش ترک کردہ اوراست ہ

آہ یہہ کسکی یادگاری ہے ۔۔۔ آج جو دلکو بیقراری ہے

بائے موحدہ

باقی مولوی سید عبد الباقی خلف مولوی سید سراج احمد النقوی السهسوانی در علوم عربیه مهارتے دارد گاہے ماہے در کوے سخنوری پامیگزارد ام وز ملازمت ریاست بهوپال اوقات عزیز خود بسر می برد او راست ؎

بڑھا جب دستِ وحشت آستین سے	کہین سے جیب لی دامن کہین سے
الماس گر نہین تو نمک ہی بهرا رہے	زخمو نسے چهیڑ چهاڑ کا کچھ تو مزا رہے

بحر شاعر مجهول الحال است از گلشن بیخار بیتے برداشتہ آمد ؎

سو دلتین اوٹهاکے ہم آخر سمجھ گئے	تم نے نہ اپنا بهید بتایا تو کیا ہوا

بحر شیخ امداد علی ابن شیخ امام بخش از سخنوران مستعد لکهنؤ بود و ناسخ اوستاد او در علم عروض و قوافی ید طولے داشت دیوانے ازو یادگار است از وست

بتو خدا پہ نہ رکھو معاملہ دل کا	بُرا بهلا یہین ہو جائے فیصلہ دل کا
کچھ ریاضت سے نہین پشت خمیدہ زاہد	بار عصیان وہ اوٹهایا کہ ہوئی چور کمر
جان نکلے ہجوم غم مین کیونکر +	کچھ بهیڑ میچیٹے تو راستا ہو +
جو اس مقام پہ آیا ہے ہاتھ ملتا ہے	ہتیلیو نمین کسی آدمی کے بال نہین
بعد مدت مقر وعدہ خلافی وہ ہوا	کهل گیا قفل دہن یار کا جهوٹا ہو کر

بادر مرزا ابلاقی فرزند شاہزادہ نصیر الدین بہادر دہلوی تلمیذ مرزا پیارے رفعت از افکار اوست ؎

اب تک بهی میرے دا نہین ہوتے کہ کچھ کہین	منہہ دیکهتا ہون مین دم گفتار آپکا
اپنی ہی پرسش مین ہوگا ختم وہ ہنگامہ سب	گر قیامت مین ہمارے حال کا دفتر کهلا

گھٹتا نہ خاک ہوئے پر بھی کچھ وقار اپنا — ہمیشہ دوش صبا پر رہا غبار اپنا

مین اگر جاؤن تو نکلے مطلب دل کچھ نہ کچھ — میرا جانا اور ہے قاصد کا جانا اور ہے

تو نہ آتا تری آواز تو آیا کرتی — گھر بھی قسمت سے ترے گھر کی برابر ہوا

چارہ گر کھینچ لے اس دلکو بھی پیکان کے ساتھ — گر یہی دل ہے تو دل ہی نہین درکار مجھے

بدر میر بدر الدین از نام آوران کرنال بود گویند کہ از شجاعت و تہور نصیب وافر داشت اوراست ؎

کسکا خواہان ہے کہ دل قافلہ اشک کے ساتھ — دمبدم سینہ سے آنکھو نین چلا آتا ہے

برق فتح الدولہ بخشی الملک مرزا محمد رضا خان بہادر فرزند مرزا کاظم علی از تلامذہ رشادت پیوند شیخ ناسخ در سنہ ۱۸۵۶ع ہمراہ رکاب واجد علیشاہ در کلکتہ فرود آمد و ہمین جا نقد جان بہ اجل سپرد دیوانے ازو یادگار عالم ست ؎

پردہ تو پردہ اور سنو لن ترانیان — آتے نہین ہین خواب مین شرما کے سامنے

دیکھیے حالتِ دل درد سے کیا ہوتی ہے — روح نام شب فرقت سے فنا ہوتی ہے

مین جو روتا ہون تو کہتے ہین مجھے ہنس ہنس کر — جو کرے عشق یہی اوسکی سزا ہوتی ہے

برق قاضی نجم الدین ساکن سکندر آباد فکر صائب دارد اوراست ؎

کیا کیا اڑی ہین جیب و گریباں کی دھجیان — ہاتھ سے جبکہ یار کا دامن نکل گیا

ہم سمجھتے تھے کہ جنت مین لگے گا کیا جی — یار سے کچھ اوسین تو نقشہ ترے گھر کا نکلا

رشک رقیب حسرتِ وصل آرزوی مرگ — صدمہ ہے کونسا جو مری جان پر نہین

برکت برکت علی خان از خاکدان خیرآباد است زمانے بہ مختاری راجہ پٹیالہ گذرانید آخرالامر بسبب اتحاد ناظم دہلی مرجع و مآب ارباب دہلی گشتہ روانی از کلامش پیداست ؎

پہونچے آسیب نہ اوسکو کہین دلگیر نہو — نالہ شب مین الٰہی مرے تاثیر نہو

دل بیتاب کسیطرح سے ٹہیراے کوئی / مجھے سمجھاے کوئی یا اوسے سمجھاے کوئی

تصور مین ترے گر کوئی چہیڑے ہے تو کہتا ہون

ذرا دم لو کوئی آیا ہوا جاتا ہے قابو سے

بسمل محمد عبد الحکیم ابن حکیم پیر بخش برادرزادہ صہبائی در پارسی مہارتے تام و در ریختہ دستگاہ تمام دارد سخنگوے ذی اعتبار است و شاعر پختہ کار او راست

نہ اتنا بدگمان ہو تو نہ تڑپینگے نہ تڑپینگے / خدا کیواسطے منہہ کہول زخمو نپر نمکدانکا

تعجب ہے تمہاری شانسے کچہہ حال تو کہیئے / کہان تم حضرت بسمل کہان رستہ بیابانکا

لائے گا سر پہ دیکہیئے کیا کیا قیامتین / رخ سے یکایک اوسکا اولٹنا نقاب کا

دیر و حرم مین جاکے جو دیکہا بچشم غور / پایا کچہہ ایک رنگ عذاب و ثواب کا

تسنح مے کو برا بتاتے ہو / اسکا تمکو مزا چکہائینگے ہم

بسمل سید جبار علی رئیس چنار گڈہ در سرکار راجہ بنارس متعلق بود از وست

ہر دم مجھے نیاز اوسے ناز ہی رہا / انجام کار عشق کا آغاز ہی رہا

تیری ہی یاد ذکر ترا ہی ہر آن ہے / گویا اسی لئے مرے منہہ مین زبان ہے

بسمل حافظ محمد حسین ولد حافظ محمد بخش از باشندگان دہلی و تلامذہ مرزا صاحب

او راست ہ

نہ آویگا یہانتک اور نہ مطلب لکے ہونگے / نہ سمٹے گا قیامت تک کبہی دامن تمنا کا

نیم بسمل کیون نہ مجہکو چہوڑتا ہنگام ذبح / یار کو میرے تڑپنے کا تماشا ہو گیا

ہم گئے تہے دلکو لینے وہ طلب کرتے ہین جان / دلکو کیا روتے تہے ہم اب جانکا رونا ہو

دل تو نے ہم سے او بت کافر اوٹہا لیا / اس نازکی ہے بوجہہ یہہ کیونکر اوٹہا لیا

بسمل مرزا عنایت علی ولد مرزا سعادت علی از بہرہ اندوزان خرمن صحبت آتش بود دیوانے گزاشتہ ہ

جفائین سہتے ہین جور وستم اوٹھاتے ہین	ہمیں ہین یار جو تجھسے نباہ کرتے ہین
نکرتے عشق اگر آگاہ ہوتے عادت دل سے	کہ لگجاتا ہے آسانی سے اور چھٹتا ہی مشکل سے

بلند صفدر علی بیگ فرزند مرزا افضل علی بیگ باشندۂ دہلی اصلاح سخن از مرزا صابر میگرفت درسیاق دستگاہے قوی داشت او راست ہ

روز ہے اوسکو میرے قتل کی فکر	غیر سے دھیان ہے سوا اپنا
کچھہ نہ کچھہ یادگار رہی سوز غم کے ہاتھہ سے	مٹ گیا گر آبلہ اک داغ پیدا ہو گیا
سنئے کیا ناصحونکی باتونکو	اب وہ اپنا نہین دماغ رہا
توبہ تو مدت سے کی تھی ہمنے پر اے محتسب	ہو گئی مے کی ہوس کچھہ ابر و باران دیکھکر
سیکڑون بندۂ خدا ایسے	ان بتونکے ہی گھر خدائی ہے

بنّو نام زنے خانگی از سکونت ورزان شاہجہان آباد از حلیۂ حسن وجمال آراستہ بود بیتے از و بدست آمد ہ

موت پر بس نہین چلتا ہی کرون کیا ورنہ	تو نہین ہے تو نہین زیست گوارا مجھکو

بہادر رن بہادر سنگہ نقد فتح بہادر سنگہ از باشندگان اکبرآباد است وتلامذۂ مرزا حاتم علی مہر ہ

ایک دم بھی جُدا نہین ہوتا	کیا محبت ہے درد کو دل سے

بہار منشی ٹیک چند جامع لغات بہار عجم از اقامت گزینان دہلی بود وبا سراج الدین علی خان آرزو نسبت تلمذ داشت او راست ہ

وہی اک ریسمان ہے جسکو ہم تم تار کہتے ہین	کہین تسبیح کا رشتہ کہین زنار کہتے ہین

بہار مرزا علی خلف مرزا حاجی علی بیگ لکھنوی بیشتر در مرثیہ گوئی انہماک داشت واحیاناً بہ تغزل ہم میل میکرد در رشک کربلائی باصلاح گفتارش می پرداخت

رد کون حضور کو مین یا تمام لون کلیجہ	پہلو سے آپ اوٹھے اک درد اوٹھا جگر مین

بیان خواجه احسن الله دهلوی مسکن از تلامذهٔ مرزا مظهر رح بود با مولانا فخر الدین رح باستفادهٔ باطنی پرداخت در حیدرآباد تعلق ملازمت داشت از انجا بعدم آباد شتافت
از نتایج افکار اوست ؎

قفس مین مین ہائی کے لیے کیا کیا نہین کرتا
تڑپتا ہون پھڑکتا ہون کوئی پروا نہین کرتا

جادو تھی کہ سحر تھی بلا تھی
ظالم یہہ تری نگاہ کیا تھی

وصل کی شب کا ماجرا کیا کہون تجھسے ہمنشین
شام سے لیکے صبح تک وہ ہی نہین نہین رہی

بیباک میر نجف علی عزنی موطن کولوی موند از احفاد امام موسی کاظم سلفا بود و با مصحفی واسطهٔ تلمذ داشت اوراست ؎

ایک دن ہو تو کوئی صبر کرے
روز کے انتظار نے مارا

دادخواہون سے گھر گئے رستے
اوسکا جس کوچہ سے گزار ہوا

بیتاب خدا وردی خان از شاگردان میر نظام الدین ممنون و گاہے ظریف ہم تخلص می نمود اوراست ؎

مجھسے وہ ہر دم کہے ہے اپنا خنجر دیکھکر
قتل کیجیے تجھکو جی چاہے ہے اکثر دیکھکر

بیتاب عباس علی خان ابن نواب عبد العلیخان از نواب زادگان رامپور ست امروز جہان آباد از نور وجودش منور ست از مومن خان سرمایہ استفادہ اندوختہ ؎

داد سے روز جزا کے بھی رہونگا محروم
یہہ نظر آئی ہے طول شب ہجران مجھکو

بیخواب تخلص شاعریست کہ گونہ از حال او اطلاع رونداد ؎

مدعا تجھکو یان نہ آنا تھا
روٹھنے کا بھی اک بہانا تھا

بیخود سید ہادی علی ولد میر ناصر علی سحر از خواجہ وزیر باستفادہ پرداخت و در لکھنؤ اقامت داشت مثنوی و دیوانے گذاشت ؎

نہ تمھین رحم کی عادت نہ اسے صبر کی خو
تم بھی مجبور ہو بندہ کا بھی لاچار ہے دل

جدا ہو نہ پہلو سے اے درد عشق — بہلتی ہے تجھسے طبیعت مری
کیا مین نے شکوہ تو برہم نہو — تمہین نے بگاڑی ہے عادت مری

بیدار میر محمد علی معروف بہ میر محمدی دہلی نژاد بود و بہ تلمذ مرتضے قلی خان فراق بہرہ یاب بود و آنانکہ از تلامذہ ثناء اللہ فراق نوشتہ اند بہ غلط رفتہ اند وے در اکبرآباد قالب تہی کرد گفتار ریختۂ او یادگار روزگار است ؎

ہم خاک بھی ہو گئے ولیکن — جی سے نہ ترے غبار نکلا
بھرا نہ مثل نگین زخم یہہ مرے دل کا — کہ تا ہمیشہ رہے نام میرے قاتل کا
ہم تری خاطر نازک سے خطر کرتے ہین — ورنہ یہہ نالے تو پتھر مین اثر کرتے ہین
شکوہ کم نگہی آنکھونسے اوس کے نکرو — گفتگو خوب نہین مردم بیمار کے ساتھہ
ابتک مرے احوال سے وان بیخبری ہے — اے نالۂ جانسوز یہہ کیا بے اثری ہے
ربط جو چاہئے بیدار سو اوس سے معلوم — مگر اتنا کہ ملاقات چلی جاتی ہے

بیدل حکیم غلام حسین ابن خواجہ محمدی خان باشندۂ دہلی شاگرد عبدالرحمن خان احسان این چند اشعار از افکار موزون اوست ؎

جان تو ہو کے خفا جب مرے گھر سے نکلا — ٹکڑے ہو ہو کے جگر دیدۂ تر سے نکلا
دل کر چکے پہلے ہی نیاز غم فرقت — اب کیا ہے ادہر قصد جو ہے ناز و ادا کا
بتون سے ملتے ہو راتون کو بیدل — تمہین یہہ دن لگے قدرت خدا کی

بیمار شیخ علی بخش از مشاہیر سخنوران سنبھل مراد آباد بود از مصحفی باستفادہ گفتار پرداخت سلسلۂ ملازمت بہ رامپور افغانان داشت اوصاف او مستغنی از بیانست پرواز طائر خیالش بالاتر از گمانست قوت بیان و لطف زبان او اگر از میر و مصحفی بیش نیست اینہم نتوان گفت کہ کمتر است ہان تقدم زمانے و تجدد زمانے چیزے دیگرست از نغز گفتار اوست ؎

لب جو کون سیر کو آیا
موج منہ چومتی ہی ساحل کا

جس کسی نے دل دیا اونکو چھپے چوری دیا
ایک مین کمبخت نادان تہا کہ رسوا ہوگیا

موت سے بہاگنے لگے بیمار
کیا اوسے تم شکستہ پا سمجھے

حال دل بیمار نہین ضبط کے قابل
لیکن وہ زبان مجھکو ہلانے نہین دیتے

نصیب ہمکو ملا سنگ رہگذر کا سا
کہ ٹہوکر و نہین رہا سر کا عمر بہر کا سا

مسجد مین پی شراب پڑہی دیر مین نماز
بیمار کو شعور کسی بات کا نہین

تاء فوقانی

تابان میر عبد الحی دہلوی از شاگردان سودا بود و از اولاد موسی رضا عالی پرداز شمع جمال او بود دہانے عقید تمند کمال او در عنفوان شباب چہرۂ ہستی در نقاب عدم پوشید از وست ۵

غم وصل مین ہی ہجر کا ہجران مین وصل کا
ہرگز کسی طرح مجھے آرام ہی نہین

بیان کیا کرون ناتوانی مین اپنی
مجھے بات کہنے کی طاقت کہان ہے

کرون دعوی خون مین قاتل سے اپنے
کب آئیگی یارب قیامت کہان ہے

تابش محمد جعفر الہ آبادی موطن دہلوی مسکن علایق دنیوی را یک گوشہ نہادہ گوشہ نشینی ورزید سخن دلپذیر میگفت ۵

کبہی بن بادہ رہ نہین سکتے
توبہ کچہہ ہمکو سازگار نہین

دلمین خوش ہین عدو پراے تابش
وہ ستمگر کسی کا یار نہین

تپش یوسف علی از خوش سوادان دہلی بامرزا قادر بخش صابر نسبت تلمذ دارد از نتیجۂ افکار اوست ۵

غصہ اوٹھا اوٹھا کے یون ہی بار بار کا	اے دل مزاج تونے بگاڑا ہے یار کا
اضطراب دل سے کہتے ہین تپش نے جان دی	روز کے جھگڑے سے چھوٹا مر گیا اچھا ہوا
بے طرح پھنس گیا ہے مصیبت مین ہمدمو	آتا ہے رحم اس دل ناکردہ کار پر
اک روز اے تپش کوئی آفت اوٹھائیگا	حسرت سے دیکھنا یہہ اودہر بار بار کا

تپش میرزا محمد اسمعیل عرف مرزا محمد جان بن مرزا یوسف بیگ اصلش از بخارا است و مولد او دہلی سید جلال بخاری از بزرگان اوست میر درد را تلمیذ رشادت پیوند است ہمانا ذہنش رسا است و فکرش بلند اوراست ٥

کچھ تیرے سلیقے سے ہنسے ہم نہین صیاد	لائی ہے ہمین دام مین تقدیر ہماری
کس کی طرف سے آج تپش تجھکو پاس ہے	سچ کہہ ہمارے سر کی قسم کیون اوداس ہے

تجلی میر محمد حسین وبقولے میر حسن المعروف بہ میر حاجی خلف میر محمد حسن کلیم میر تقی را ہمشیرہ زادہ و تلمیذ رشید بود در دہلی نشو و نما یافت و از ہمانجا بعدم شتافت طبع جولان و فکر رسا داشت مثنوی لیلی و مجنون از فارسی بریختہ آوردہ از وست ٥

مری وفا پہ تجھے روز شک تہا اے ظالم	یہہ سر یہ تیغ ہے لے ابتو اعتبار آیا
عشق مین کرتے ہین بدنام تجلی کو عبث	وہ بچارا کبھی اوس کوچے مین آیا نہ گیا
جب رات تھی دراز ملاقات کم ہوئی	ملنے کے دن جو آئے تو اب رات کم ہوئی
حال تیرا اونسے کیا کہتا تجلی مین بھلا	وہ تو تیرے نام ہی کو سنکے شرمانے لگے

تجمل حکیم تجمل حسین خان دہلوی منشا فرزند نواب غلام رسول خان از تلامذۂ آغا جان عیش بود ٥

بعد فنا جنازہ پر آیا نجائیگا	اودن سے تو خاک مین بھی ملایا نجائیگا

تجمل از شعراء لکھنؤ بودہ است بر نام او آگہی ندارم بیتے از وے شنیدہ آمد ٥

جبکے گہر لیکے مین یہہ دیدۂ تر بیٹھ گیا	اوٹھتے اوٹھتے مرے آخر کو وہ گہر بیٹھ گیا

تحریر غلام مصطفی یا صرف مصطفی اعلی اختلاف الاقوال فرزند شاہ رفیع الدین قدس سرہ از گرامی نژادگان دہلی بود اما برعکس خانوادہ خود شرازعلم وفن چندان حظے نداشت گاہ گاہ درسخن فکر میکرد ؎

فسکر اطفال کو ہے سنگ اوٹھالانیکی	آمد آمد ہوئی شاید ترے دیوانے کی

تحسین محمد حسین خان دہلوی مالک مطبع مصطفائی طبع ہموارہ دارد او راست

جب بت سے نہ راضی ہون تو بتخانہ سے کیا کام	تحسین چلو کعبہ کو جھگڑا ہے کہان کا
تحسین اونکو دیکھنے جاتے تو ہو مگر	ایسا نہو کہ جان کو وہی پھر عذاب ہو
ہوئے ذلیل تو عزت کی جستجو کیا ہے	کیا جو عشق تو پھر پاس آبرو کیا ہے
اگر نہین ہے تجھے ذوق میکشی تحسین	تو تیرے ہاتھہ مین یہہ ساغر و سبو کیا ہے

ترقی اسد الدولہ آغا محمد تقی خان بہادر بن سید محمد امین خان نیشاپوری متوطن فیض آبادی مسکن از شاگردان میر سوز بود دیوانے گذاشت ؎

در و دیوار سے آتا ہے نظر جلوہ دوست	آئینہ خانہ مرا گوشۂ تنہائی ہے
اوس نے تو دکھہ یہہ دکھایا ہے کہ جی جانے ہے	پر مزا ہمنے یہہ پایا ہے کہ جی جانے ہے

تسلی ٹیکا رام ولد گوپال رائے بخشی وزیر الممالک وطن اصلی اوٹاوہ بود و مولد او لکھنؤ در پارسی بمرزا فاخر مکین و در ریختہ با مصحفی مشورت داشت او راست ؎

گو دلمین خفا ہے تو پر اس بات کو نادان	کچھہ بیٹھیو مت عاشق دلگیر کے منھہ پر
اب بھی اس نیم جان مین کچھہ ہے	فائدہ امتحان مین کچھہ ہے

تسلی میر شجاعت علی دہلوی مولد از تلامذۂ نصیر بود در اواخر عمر لذات دنیا را ترک گفتہ ؎

مجھسے بدنام عبث لوگ اوسے کرتے ہین	ہمنشین وہ تو مرے پاس نہ آیا نہ گیا

تسلیم شیخ مہدی بخش از سکنائے سارن پور شاگرد الفت حسین فریاد دیوانے دارد

ہمارے داغ دل اور چشم گریان دیکھتے جاؤ	چمن کی سیر کر لو ابر باران دیکھتے جاؤ

تسلیم حاتم خان از افغانان رامپورست و در زمرهٔ تلامذهٔ شیخ علی بخش بیمار مشہور طبع سلیم با ذہن مستقیم دارد او راست ؎

پہلے اے غنچۂ گل ہو نہ تو ذرا بنوالے	کیجیو پھر دہن یار سے نسبت پیدا

تسلیم شیخ امیر اللہ خلف مولوی عبد الصمد فیض آبادی نسیم دہلوی با صلاح گفتارش پرداخته در مثنویات نصیبے وافر از ان اوست و در نستعلیق خطاطے ست ممتاز مثنوی شام غریبان یکسره ملاحظه نمودم لطفیکه بخشید نتوانم گفت گویند که وے امروز بملازمت سرکار والی رامپور بسر می برد از وست و خیلے نکوست ؎

اجل خفا ہے فلک مدعی زمین دشمن	مرا جہان مین کوئی نظر نہین آتا
ہین عاشق اپنے مطلب کی کہین گے	تمنا کیا ہماری مدعا کیا
اک دور سری مین نہ گل ہے نہ یہ چمن	پھولی ہوئی ہے کس پہ نسیم بہار تو

تسلیم منشی محمد انوار حسین ابن منشی احتشام الدین از نام آوران سواد سہسوان است از مدتے اقامت لکھنؤ ورزیده در فن تاریخ گوئی عدیم المثل ست اصلاح سخن از بیمار می گرفت اکنون مصلح گفتار دیگران ست بسوے پارسی بیشتر میل خاطر دارد شنیدم که کلام ریختہ خود را بر تلامذه قسمت کرد او راست ؎

مانند ابر اشک سے دامن بھگوئین کیون	اک بوند آبرو ہے او سے ہم ڈبوئین کیون
بہتر ہے مر رہین کہ ٹلے سر سے بار عشق	انصاف کی ہے بات کہ بیگار ڈھوئین کیون
مجھسے وحشی زیادہ سمجھے آپ	قدر دان شاخ کیا ہرن مین ہے

تسکین میر حسین دہلوی از اولاد میر حیدر قاتل فرخ سیر بود سخن بمشورت شاه نصیر و مومن خان می گفت در سنه ۱۲۶۸ھ انفاس زندگانی بسر برد از بلند خیالات اوست ؎

ہمکو ہر دام مین لازم ہے پہنسانا دل کا
سیکھے ہین تیری لگاوٹ سے لگانا دل کا

وحشت کی اب لاش کو لے بہاگیگی
تنگئے گور سے گہر یاد آیا

کوچۂ یار مین مین نے تسکین
پاؤن رکہا تہا کہ سر یاد آیا

سہل سمجھے ہو اسکا آجانا
تمنے تسکین دلکو کیا جانا

قاصد آیا ہے وہانسے تو ذرا تم تو سہی
بات تو کرنے دے اوس سے دل بیتاب مجھے

دیکھے جاتے ہی چلی جان یہہ جلدی کہ نہ پوچھیے
صبر بہی چند قدم پیچھے رہا جاتا ہے

دیکھتے ہی شوق نے ایسا کیا بے اختیار
حال دل کہنے لگے ہم یار کی تصویر سے

تشنہ محمد علی در دہلی توطن دارد مرزا جان عیش و ذوق را اوستاد خویش می شمارد از وست ہ

ہون وہ لب جو کہلین شکوۂ جفا کے لیے
وہ ہاتھ ٹوٹین جو اوٹہین کبہی دعا کے لیے

ہوئی تہی ایسی کہان کی صفائی اوس بت سے
کہ آسمان نے عوض خاک مین ملاکے لیے

تصور نبی بخش نواسۂ شاہ نصیر دہلوی در عین شباب بعدم آباد راہ برداشت ہ

کس نے کہا تہا تجہہ سے تصور کہ اوس سے مل
دل اپنا دیکے آپ تو مجبور ہوگیا

خواب کا بس کیا چلے اس دیدۂ بیدار پر
چور کو آتے نہین دیکھا کبہی ہشیار پر

تصور سید حیدر حسن خان باشندۂ بلدۂ بنکوڑا سلسلۂ نسبش تا امام زید شہید میرسد رحمۃ اللہ علیہ با جرأت تلمذ داشت بعض ارباب تذکرہ بجاے حیدر حسن احسان حسین ولد حیدر حسین نگاشتہ اند واللہ اعلم از وست ہ

شب ہم جو ذکر ہجران وصل مین ہونے لگے
وہ اودہر رونے لگے اور ہم ادہر رونے لگے

رونا کوئی موقوف کرین ہین مری آنکھین
جب تک نہ تسلی کو دل آئے جگر آئے

تصور گرمجوشی یار کی مجہکو رولاتی ہے
بہت گرمی کا ہونا مینہہ برسنے کی علامت ہے

تصویر بتن از باشندگان دہلی بودہ از انقلاب زمانہ پیشۂ پنجہ بندی ذریعۂ معاش

خود کردہ اگرچہ ناخواندہ بحث بود اما فکر رفیع و ذہن رسا داشت ؎

فدا نا آشنائی پر تو ہین لاکھون دل و جانسے	اگر وہ بت کسیکا آشنا ہوتا تو کیا ہوتا
مگر آج بھی نزاکت آنے تمہین نہ دیتی	کچھ اور تھا ارادہ یان جان ناتوان کا
ہمکو کرنا ہی نہین شکوہ بیجا و بجا	اب تمنا ہی تری دلسے اوٹھا دیتے ہین
مین باز آیا تمہاری دوستی کی ان نگاہونسے	مجھے بھی یون ہی دیکھو دیکھتے ہو جیسے دشمن کو

تعشق مولوی سید محمد از اکابر شاہجہان آباد بودہ در علوم متداولہ دخل متکاثر داشت و بفن طب قدرت وافر سخن بر حکیم قدرت اللہ خان قاسم عرض می نمود و اوراست

تو اے پیمان شکن وعدہ پہ کسدن میرے گھر آیا	سدا سنتے رہے یون ہی کہ شام آیا سحر آیا
کس پری سے ہے تعشق گرمجوشی اندنون	پھر فزون ہمکو نظر آتی ہے وحشت آپکی

تمکین میر سعادت علی عظیم آبادی موطن دہلوی مسکن از وست ؎

درد و غم رنج و اضطراب و قلق	حال کیجے بیان تو کس کا
نام تمکین ہوا تو کیا ہمدم	راتدن بیقرار رہتا ہون

تمکین مولوی غلام بتول خان خلف مولوی غلام رسول خان بہادر زاد بومش میدنی پور بر عہدہ ہاے جلیلہ از سرکار انگریزی سرفراز گشتہ این بیت از وست ؎

لن ترانی کے سوا اوسکی زبان پر کچھہ نہین	اوس ستمگر نے سنا ہے جیسے قصہ طور کا

تمنا تخلص شخص مجہول الحال است جز اینکہ از باشندگان کلکتہ است اطلاع ندارم

صبا یہ کہنا خدا بچالے فقط ہین اب آخری سنبھالے

گزرتے ہین ناز اوٹھانیوالے جو دیکھنا ہو تو آکے دیکھو

سفر بسرعت ہوا اس جہان سے کوئی کہے بڑھ کے کاروانسے

قدم اوٹھا کے چلو یہانسے کہ یہ جگہہ ہے رواروی کی

تنویر خدا بخش خان دہلوی مسکن از شاگردان قطب الدین مرزا ابو ظفر بہادر شاہ

بوده است ٥

خدام حشر اپنے گریبان کرینگے چاک		یون ہی چلو گے وان بہی جو دامن سنبہال کے

تنہا محمد عیسیٰ مولدش دہلی و منشاش لکھنو ست اکتساب سخن از مصحفی کرده او راست

غیر سے شکوہ مرا بس دیکہی دانائی تری		مین ہوا رسوا تو کیا ہو گی نہ رسوائی تری

توقیر عبد القادر پنجابی الاصل دہلوی مسکن مردے ظریف و لطیف طبع بوده ست

توقیر دل رمیده پہر آواره ہو گیا		کس نے سنا دیا اوسے موسم بہار کا
مجھکو کیون دیکہا بت ناآشنا کو دیکہکر		ناصحو دیکہو کہ کیہہ کہنا خدا کو دیکہکر
انتظار نامہ بر مین اسقدر بیہوش ہون		جان تن مین آگئی پیک قضا کو دیکہکر

تہور مرزا غلام فخر الدین برادر مرزا صابر بود با حافظ عبد الرحمن خان احسان نسبت تلمذ داشت و گاہے از مومن اصلاح سخن میگرفت در آغاز جوانی نقد جان باجل سپرد

سنتے ہی نام غیر تہور بہی ہے غضب		اوس جنگجو سے لڑنے کو تیار ہو گیا
اب ہے کیا باقی جو ہو کاوش تری دست جنون		چاک دامان ہو گیا ٹکڑے گریبان ہو گیا
پہر خدا لائے اوسے یا دشمن بخیر		کیا تہور بے تکلف یار تہا

تیمور مرزا سعادت سلطان دہلوی ابن قادر بخش تلمیذ مرزا صابر و احسان ست ٥

اس سادہ مزاجی پہ بہی مرتے ہین ہزارون		اللہ رے عالم ترے بیساختہ پن کا

ثاء مثلثہ

ثابت شیخ ثابت علی فرزند شیخ محمد علی ساکن نواح پورب ملازم راجہ بہرت پور بود او راست ٥

آنیکی کسیکی کیا سنی ہے		جان لب پہ ٹہر گئی ہے آکر

ثاقب مرزا مہدی ابن مرزا انور علی بیگ شاگرد تلمیذ سخن و استاد محسن الدولہ ہ

نکیونکر صاف ہون بعد شہادت مین ستمگر سے
غبار دل مرا قاتل نے دہویا آب خنجر سے

ثاقب نواب شہاب الدین احمد خان خلف ارشد نواب ضیاء الدین خان بہادر رئیس لوہارو تلمیذ رشادت پیوند مرزا غالب سخن عاشقانہ میگفت ہ

نہین عقل سے عشق خالی کہ اسمین
بڑے تجربے ہمکو حاصل ہوئے ہین

چیر کر سینہ کو دل دیکھتے ہین قتل کے بعد
اک چہری تیز لگی رہتی ہے تلوار کے ساتہہ

فکر وصال و ہجر کا صدمہ اوٹہائیے
اس چند روزہ زیست مین کیا کیا اوٹہائیے

ثاقب وہ ضبط اشک کو سمجھے ہین یعنی
یہہ روئیے کہ شورش دریا اوٹہائیے

ثبات مہر علی متوطن بڑہانہ مقیم دہلی از دولت جمال و کمال بہرہ ور است از قوت حافظہ ہمہ کلام میر و سودا نوک زبان وارد او راست ہ

دیکہا مجھے تو ہوکے خفا غیر سے کہا
اس بزم مین ہر ایک کو آنا نچاہیئے

کہل جائیگا وہان کسو نا کسو پہ راز عشق
اے دل اس اضطراب سے جانا نچاہیئے

ثمر احمد سعید فرزند سعد اللہ خان از ارباب دہلی ست علاوہ فن سخن از علم فقہ بہرہ تمام دارد از وست ہ

مثال آئینہ ہمسے کہلی حقیقت حسن
کہ ہمکو دیکھہ کے اپنا تجھے غرور رہا

نگاہ گرم کا ہی تیری کچھہ اثر اولٹا
کہ غیر پر پڑی اور دل جلا دیا میرا

نگاہ مست سے ساقی کی یہہ سرور ملا
کہ دل سے حسرت مے کا خمار دور رہا

خلش مژہ کی نہتی کم کہ میرے زخمونپر
تبسم لب دلبر نمک فشان ہوتا

جیم تازی

جانصاحب میر یار علی بن میرامن لکھنوی از ارشد تلامذۂ عاشور علیخان بہادر همه در ریختی فکر میکند و بزین بر دیگر صنف سخن قادر نیست مگر در فن خود نظیر ندارد اگر راه انصاف پویند غیر ازین نگویند که اندرین باب از رنگین و انشا بیش قدم است وے از مدتے بقدر دانی رئیس در رامپور پاے اقامت افشرده او راست ؎

شانہین اللہ کی مطلع وہ ہو دیوان کا — جیسے بسم اللہ یہا ٹک ہے ہوا قرآن کا
جس مردوے کے پیچھے مرا گھر ہوا تباہ — برسون کے بعد پھر وہی الّو نظر پڑا
نہ پھینکا ڈھیلا نہ کھنکارے چپ چلے آئے — کسیکے گھر مین کوئی بیخطر نہین آتا
یہہ بدگمان ہے دل اوس نگوڑے نٹ کھٹ کا — لگا یا مینے جو سرمہ موئے کا دل کھٹکا
مجھے نفرت ہی صورت سے نگوڑے جانصاحب کی — وہ اوسکی شکل کیا ہے ای بوا قربان کی صورت

نکاحی بیاہی کو چھوڑ بیٹھے متاعی رنڈیکو گھر مین ڈالا
بنا یا صاحب امام باڑہ خدا کی مسجد کو تمنے ڈھا کر

ایک پر بیٹھہ رہون اور کسی سے نہ ملون — ایسے بندی نے کبھی ہی نہین اقرار کہین
پاس اوسکے گر نجاؤنین تو لوگو کیا کرون — چین ہی لینے نہین دیتا نگوڑا دل مجھے

جانی بیگم جان عرف بہو بیگم اہلیہ نواب آصف الدولہ بہادر از گفتار اوست ؎

دل جس سے لگا یا وہ ہوا دشمن جانی — کچھہ دل کا لگانا ہی ہمین راس نہین ہے

جرأت شیخ قلندر بخش فرزند حافظ امان دہلوی اقامت گیر لکھنؤ بود جعفر علی حسرت اوستاد او در موسیقی دستگاه کامل داشت در نوزده سالگی بصارتش زائل گشته بنا بر علیه خانه نشینی گزید سخن بر اسلوب شایسته میگفت الحق اوستاد قیامت کار است و خداوند گیتی ریختہ گفتار در سنہ ۱۲۲۵ھ از کشاکش آخشیجان وارست
از نادر گفتار اوست ؎

کیا کہین وصل ہوے پر بہی زبان سے اپنی — حرف مطلب نہ کوئی خوف کے مارے نکلا

ہوا ہے حال اب تو یہہ ترے بیمار ہجراںکا
دم مارتے نہین اور اوٹھاتے ہین ظلم یار
تیرے مریض غم کی زبان پر نہین کچہہ اور
دلکو تھامے ہو جیسا ساہی کیون کہہ تو سہی
کیا لڑکپن کا ہی عالم اوس بت ناداں کا
تماشے کو نکل آتا ہے وہ زینک پری گھر سے
ناصحو آپ مین جرأت نہ رہا

ق

کبھو زمین سے قبر برابر مری کہ مین
کل واقف کار اپنے سے کہتا تہا وہ یہہ بات
کیا جانیئے کمبخت نے کیا ہمیہ کیا سحر
گو وہ نہ بوسہ دیوے لیکن اثر زرین
جو دیکھا مضطرب مجھکو تو محفل مین کسی سے وہ
طفلان اشک کو دین آنکھوں نہین کیون گھر ہم
ندیا مینے جو ہمدم تری باتون کا جواب
اے ستم ایجاد کب تک یہ ستم دیکھا کرین
زبس وہ آپکو بے مثل سمجھے ہے زمانے مین
نہین دھیان سے بات سنتے کسیکی
رقیب کو جو بٹھاتے ہو مین سمجھتا ہون
ندیکھو نبض مری آہ مت لگاؤ ہاتھ
گر چرایا نہین ہے تم نے دل
دل وحشی کو خواہش ہے تمہارے در پہ آنیکی

کہ جس نے کھولکر منہہ اوسکا دیکھا بس وہین دم نکلا
اپنا جو اک مزاج پڑا ہے غبارہ کا
اک تار بندہ گیا ہے فقط آہ آہ کا
جرأت اک بات بہی کرنا تجھے دشوار ہی کیا
بہولی بہولی صورت اور اوسپر وہ بالا کان کا
مزا دکھلا رہا ہے اندنون دیوانہ پن اپنا
اب سمجھکر اوسے سمجھائیے گا
کشتہ ہون ایک پردہ نشین کے حجاب کا
جرأت کے جو گھر رات کو مہمان گئے ہم
جو بات نہ تہی ماننے کی مان گئے ہم
کس کس مزے کی باتین اپنی زبان پر ہین
یہہ کہتا تہا کہ ہے لطف محبت راز داری مین
گو شوخ ہین یہہ لڑکے پر اپنے تو جگر ہین
مت چرا آنیو اسوقت مین تہا اور کہین
تو کرے غیرون سے باتین اور ہم دیکھا کرین
ہوا اس شکل سے حیران کل آئینہ خانے مین
میان جرأت اب سچ کہو تم کہان ہو
یہہ ساری باتین ہین پیارے مرے اوٹھانیکو
طبیبو اب مرے جینے سے تم اوٹھاؤ ہاتھ
مسکراتے ہو کیون ادہر کو دیکھ
دو آنہ ہے ولیکن بات کہتا ہے ٹھکانیکی

ناصح مین اور ہم مین بھی ہین طرفہ صحبتین — ہم کچھ نہین سمجھتے وہ سمجھائے جائے ہے
یاد جب آتا ہی یہہ کہنا تو اوڑ جاتی ہی نیند — اپنی ہٹ تو رکھ چکے لو اب تو ہٹ کر سوئیے
پوچھا یہان تلک کہ ہوا تنگ نامہ بر — لذت ملی جو یار کے پیغام سے مجھے
آج بھی اوسکے جو آنیکی نہ ٹھہریگی تو بس — ہم وہ کر بیٹھینگے جو جی مین ہین ٹھہرائے ہوئے
کیا کیا وہ خفا مجھسے ہوا گھر سے نکل کے — جب مین نے پکارا اوسے آواز بدل کے
ہزار افسوس یون اے زندگانی — چلی تو خاک مین ہمکو ملا کے

جرّار میر محمد حسین تلمیذ اسیر از اہالی لکھنؤ ست و شاعر خوشگو ؎

اب نہ جینے کی توقع ہے نہ مرنیکی امید — میرے بالین پہ نہ قاتل نہ مسیحا ٹھہرا
اب نہ ملینگے کبھی اون بت سفاک سے ہم — جو ٹھنی دلمین ٹھنی جیمین جو ٹھہرا ٹھہرا

جلال میر ضامن علی ولد حکیم اصغر علی افسانہ گو از نامی سخنوران لکھنؤ ست و برق و ہلال اوستاد او پیشتر سخن بروش لکھنؤ میگفت الحال بہ طرز دہلی فکر می نماید مدتہا بہ سرکار رامپور بسر بردہ از وست و بس نکوست ؎

چھپتے نہین گواہ جو سوز نہان کے ہین — چند اشک گرم ہین کئی چھالے زبانکے ہین
گذری خبر جو غیر کے دلمین بھی تم چھپے — ہرکارے ہر جگہہ مرے وہم و گمانکے ہین
نقش قدم پکارتے ہین راہ عشق مین — مٹجائے حوصلے جسے نام و نشانکے ہین
حسرت اوس بت کی دلمین آئی ہے — ہم نے اک شے کسی کی پائی ہے

جلیل سید جلیل احمد بن مولوی سید اولاد احمد از سادات بلدۂ سہسوان ست و سلسلۂ نسبش تا حضرت مودود چشتی رح منتہی میشود الحال ملازم ریاست بھوپال است با نامہ گرد آورندۂ مودّت دارد گاہے ماہے بہ سخن فکر میکند و آنہم بفرمایش و اصرار دیگران ؎

لے لیا گر ہمنے بوسہ زلف عنبر بار کا — کہیئے اس مین کونسا نقصان ہوا سرکار کا

کیون بنائین دل صد چاک نشانہ اپنا
کیا نگاہ غلط انداز تری تیر ہوئی

جمیل سید جمیل احمد خلف میر امتیاز علی نقوی از باشندگان سہسوان ضلع بداین است فکرش رسا و طبعش موزون مشق سخن از منشی صابر حسین صبا بہم رسانیدہ امروز بملازمت ریاست بھوپال ادامہا اللہ بالاقبال سر افتخار بر فلک میساید چنین می سراید

کیا پوچھتے ہو داغ جگر مین کہانکے ہین
کچھ آپکے دیئے ہوئے کچھ آسمان کے ہین

قاصد کی گفتگو مین دلاویزیان کہان
اسکی زبان یہ لفظ کہان اوسکی زبان کے ہین

جوش نظام الدین خلف وجیہ الدین پنجابی موطن کولوی مسکن طبع شگفتہ دارد

بار اوتارا ہے دوش سے سر کا
ہے یہ احسان تمہارے خنجر کا

ہے پرستش سنگ کی عشق بتان مین بندگی
جاوین گر کعبہ تو پہلے سنگ اسود چوم لین

سر کو تہ تیغ رکھہ کے ہیرے
ثابت قدمی کا امتحان لو

جوشش شیخ محمد روشن باشندۂ عظیم آباد فکر بلند و خاطر ارجمند داشت از عروض بہرۂ وافی نصیبش کردہ بودند او راست ؎

وہ زمانہ کیا ہوا جو مرے گریہ مین اثر تہا
یہی چشم خونفشان تہی یہی دل یہی جگر تہا

گر یون ہی یہہ دل درپئے آزار رہیگا
اک روز نہ اک روز مجہے مار رہیگا

اوسکی بخشش کا تجہے خوف عبث ہے جوشش
ہو چکا ہے وہ اسیطرح سے سو بار خفا

نہ شکل شیشہ آتی ہے نظر نے جام کیصورت
رہی زیر فلک پہر کون سی آرام کیصورت

دیکہئے ہم مین اور ساون آنکہون مین کیا ہوتی ہے
لہو کے پیاسے ہین وہ تشنۂ دیدار ہین ہم

جولان شاہ الف نام درویشے آزاد مزاج بودہ است از وست ؎

کیا بتائین کہ کہان ہے مسکن
کوئے قاتل مین رہا کرتے ہین

اوٹہایا ہے گلی سے اوس پری وش کی اگر مجہکو
تو لے چل وحشت دل اب جدہر چاہے اودہر مجہکو

معشوق پر یہی ہوتی ہے تاثیر عشق کی
چٹکی کلی جو بلبل بیدل نے آہ کی

جوان مرزا نعیم بیگ از باشندگان جہان آباد و مرشدزادہ مرزا سلیمان شکوہ بہادر بود اوراست ھ

پہلو مین دل اپنے کو بہی غمخوار نپایا		یہہ خوبیِ قسمت کہ کوئی یار نپایا
کسیکو اپنی سفارش کیواسطے اوس پاس		جو لیکے جاؤن تو اوسکا وہ آشنا نکلے
جیتا نہین پہرتا ہے کوئی اوسکی گلی سے		مجہہ تک مرے دلدار کی کیونکر خبر آوے

جہاندار مرزا جہاندار شاہ معروف بہ مرزا جوان بخت بہادر ولیعہد شاہ عالم بادشاہ بود از معاصران خود گوئے سبقت می ربود در سنہ ۱۲ بعلوی عالم شتافت ھ

مرنیکے انتظار مین یہہ بے اجل گیا		آنکہین جو یون کہلی ہین اور دم نکلگیا
آخر گل اپنی صرف در میکدہ ہوئی		پہونچے وہان ہی خاک جہان کا خمیر ہو

حاء مہملہ

حاتم شیخ ظہور الدین عرف شاہ حاتم مردے سپاہی پیشہ نیک اندیشہ بود در جہان آباد عالمی از و بہرہ متوافر ربود سودا ہم یکے از ایشانست دو دیوان گزاشتہ

تم تو بیٹہے ہوئے یہہ آفت ہو		اوٹہہ کہڑے ہو تو کیا قیامت ہو
مفلسی اور دماغ اے حاتم		کیا قیامت کرے جو دولت ہو
آتا ہے اب نشہ کی طرف جی کبہو کبہو		ساقی نگاہ مست اودہر بہی کبہو کبہو
بیخود اس دور مین ہین سب حاتم		اندنون کیا شراب مستی ہے

حجام عنایت اللہ المعروف بہ کلو باشندۂ سہارنپور ست و بہ پیشہ حجامان منسوب و مشہور با سودا نسبت تلمذ داشت سخن خوش میگفت اوراست ھ

خط آنے سے بہی اپنی رسائی نہین وہان		حجام کسطرح سے ملین کیا ہنر کرین

ہے جی میں کہ اگر وزین اون آنکھون سے پوچھون
بچتے نہین کس واسطے بیمار تمہارے

اوس کاوش مژگان کا گلہ مجھسے عبث ہے
اسے آنکھو یہہ بوتے ہوئے ہین خار تمہارے

حزین میر بہادر علی از مقربان مرزا ولیعہد بہادر از زین العابدین خان عارف باستفادہ پرداخت و مرزا نوشہ را ہم دریافت ہ

ہے یہی رونا تو خط کا ہیکو لکھا جائے گا
ہم جو لکھتے جائینگے اشکو نسے مٹتا جائے گا

اک تماشا جانکر قاتل اگر ٹھہرا رہا
ہم بھی تڑپے جائینگے جتنا کہ تڑپا جائیگا

دنیا کی حسرتین ترے گوشہ مین آگئین
اللہ رے وسعتین تری اے تنگنائے دل

دیکھا وہ اپنی آنکھہ سے جو کچھہ سنا نہ تھا
اور دیکھئے حزین ابھی کیا کیا دکھائے دل

بیخودی کہو کے لئے سر پہ ہزارون جھگڑے
توبہ مے سے ہوئے ہم تو پشیمان اولٹے

حسرت حافظ عبد الرحمن پانی پتی از احفاد قاضی ثناء اللہ رح ہ

ہم تو حسرت کو سمجھتے تھے کہ اک عارف ہے
یہہ تو اسے وائے نہ کافر نہ مسلمان نکلا

تم بھی رو بیٹھوگے دلکو ہمین ہنستے کیا ہو
اگر آئینہ کبھی تمنے مری جان دیکھا

اوس نے حسرت کو کیا قتل کہین ہان کہ آج
مین نے اوس شوخ سے ظالم کو پشیمان دیکھا

گر نہین دوست خدایا مری جانکے دشمن
کیون شب غم مرے جینے کی دعا کرتے ہین

حسرت مرزا جعفر علی فرزند ابو الخیر عطار دہلوی موطن لکھنوی مسکن عمرہا برفاقت مرزا جہاندار شاہ بسر بردہ با سرپ سنگہ دیوانہ نسبت تلمذ درست کردہ در سنہ ۱۲ھ جامۂ حیات از بر کشید دیوانے یادگار اوست ہ

گیا دل سو گیا رونے سے کچھہ حاصل نہین ہوتا
اگر رو رو کے جی کھو دین تو پیدا دل نہین ہوتا

آشیان چھوڑ چلے ای چمن آرا ہم تو
تو بھی لیجائیو سر پہ یہہ گلستان اوٹھا

درس تھا مکتب مین مجھکو آہ کا
یہہ سبق تھا پہلی بسم اللہ کا

کل کونسے تھے خوش جو نہین ہو تم آج خوش
ہم نے تو ایک دن بھی نہ پایا مزاج خوش

ہوا سے بال اوڑن زلفون کی رخساروں پہ ہلتے ہین
دل بیمار اوٹھ بیٹھو کہ دونون وقت ملتے ہین

جو ایسا ہی دل دیوانہ میرے درپئے جان ہے
تو پھر اک روز میرا ہاتھ ہے اور اوسکا گریبان ہے

حسرت میر محمد حیات از سکنائے عظیم آباد و بہرہ یابان خدمت مرزا مظہر رح بود خاطر شگفتہ وطبع خندان داشت ۵

سنا ہے آج میخانے مین جام مے پہ مستون نے
لٹا یا دین و دنیا دونون ہمت اسکو کہتے ہین

حسرت میر صمد علی دہلوی خوش باش میرٹھ شاگرد رحیم بیگ رحیم ۵

سخت جانی کی آس ٹوٹ گئی
لو ہا مانا تمہارے خنجر کا

حسن سید غلام حسن بن میر غلام حسین ضاحک اصلش از ہرات است و مولدا و دہلی بر اصناف شاعری دستے داشت مثنوی بدر منیر از و مشہور آفاق ست در سنہ ۱۲۰۱ راہ عدم پیمود شاعر شیرین زبان تاریخ رحلت اوست دیوانے ہم دارد

دامن صحرا سے اوٹھنے کو حسن کا جی نہین
پاؤن دیوانہ نے پھیلائے بیابان دیکھکر

دل کو کھویا ہے کل جہان جا کر
جی مین ہے آج جی بھی کھو آؤن

غیر کو تم نہ آنکھ بھر دیکھو
کیا غضب کرتے ہو ادھر دیکھو

شب وصل صنم ہے آج ای ہمدم کسی ڈھب سی
گریبان سحر کو ٹانک رکھنا دامن شب سے

آنکھ اوٹھا کر جسکو دیکھا اوسکے دلکو لیلیا
لیتے لیتے دل کے لینے کا تجھے ڈھب ہو گیا

اک جان کے درپے ہین مرا اتنے ستمگر
غمزہ ہے کرشمہ ہے اشارہ ہے ادا ہے

مین نے تو پھر نظر ابھی دیکھا نہین تجھے
رکھیو حساب مین نہ ملاقات آج کی

مزے نہ دیکھے کبھی ہم نے زندگانی کے
یون ہی گذر گئے افسوس دن جوانی کے

حسن دیتا ہے تو کیون جی بتون پر
ملا دینگے تجھے یہ کیا خدا سے

تیری یہ چھیڑ چھاڑ مرے جیکو بہا گئی ۔ لی چٹکی اس ادا سے کہ بس جان آ گئی

حسن خواجہ حسن فرزند خواجہ ابراہیم مودودی درویشی بر مزاجش استیلا داشت از این رو ترک دنیا کردہ از موسیقی بہرہ مند بود و در نظم مرزا جعفر علی حسرت را تلمیذ رشادت پیوند از وست و نکوست ؎

اُمڈ کے آنکھوں سے یکبار بہہ چلے آنسو ۔ ہنسی ہنسی میں جو ذکر وداع یار ہوا
بہلا میں دیوانہ سہی پر یہ ناصح ۔ مرے ساتھ بکتا ہے عاقل کو دیکھو
آہ کس کس بیوفائی کا تری کیجے شمار ۔ اور تو سب یکطرف منہ بھی دکھانیسے ہی

حسن مولوی ابو الحسن نقد مولوی الٰہی بخش نشاط باشندۂ کاندلہ اور است

منفعل ہوں دست و پا بھی مارنیسے وقت ذبح ۔ کیوں میں تڑپا جو ترے دامن پہ چھینٹا پڑ گیا

حسین نواب غلام حسین خان از افاغنہ شاہجہان پورست این بیت از وست

تشنۂ آب دم خنجر ہے بسمل اور بھی ۔ دست نازک کو ذرا تکلیف قاتل اور بھی

حسین سید غلام حسین فرزند سید عبد اللہ دہلوی ؎

تھا عرش سے بڑھکر جو دماغ اپنا وہی ہے ۔ یوں چرخ نے گو کر دیا مجبور کسی کا

حشم حکیم باقر علی ابن حکیم مرزا احمد ساکن لکھنؤ تلمیذ ناسخ ؎

ارمان ہی رہا کہ ادھر دیکھئے کبھی ۔ الفت کی چتونوں سے محبت کی آنکھ سے

حشمت مرزا غلام فخر الدین فرزند مرزا معظم بخت بن شاہ عالم بادشاہ از تلامذہ حافظ عبد الرحمن خان احسان در سنہ ۱۲۶۷ھ جامہ گزاشت ؎

گھر دو ہی قدم پر تو ہے ان قد ہونکے صدقے ۔ بڑھیئے کوئی دو چار قدم اور زیادہ

حشمت میر محمد علی ہمعصر سودا ست ؎

خط نے ترے حسن سب گنوایا ۔ یہ سبزہ قدم کہاں سے آیا

حقیر منشی نبی بخش ابن منشی حسین بخش متوطن اکبرآباد بہر دو زبان پارسی و ریختہ

فکر می نمود ہ

نہ غم کے منہہ مین بہر آیا پانی
جبکہ پیکان کا مزہ یاد آیا

وہ نگاہین جنسے تہی مجھکو تسلی کی امید
تشنۂ خون آنت دل دشمن جان ہوگئین

کیا سبک رو ہین رہروان عدم
کہ کسیکا نہ نقش پا دیکھا

ہاتہہ دوڑاے جنون نے پہر گریبان دیکھکر
پاؤن پہر وحشت نے پہیلائے بیابان دیکھکر

گر یہی چاک کی عادت ہے تو ای دست جنون
پیرہن سارے گریبان ہی گریبان ہوئے

شانہ نے بل نکالدئیے زلف یار کے
موذی کو اسنے زیر کیا مار مار کے

حقیر سید امام الدین عرف میر کلو باشندۂ دہلی ست ہ

دلمین ہی بیٹھہ رہین در بہ صنم کے ہی حقیر
راہ کعبہ کی تو آتی ہے نظر دور ہمین

گلی مین یار کے جیتی گہسیٹ لائی ہمین
حقیر صدقے ہو تو اپنی ناتوانی کے

حقیقت میر شاہ حسین فرزند سید عرب شاہ اصلش از بلخ و مولد او بریلی خوش تلاش لکھنؤ از جرأت اکتساب سخن کردہ در مدراس قالب تہی کرد و ہمانجا خوابگاہش ساختند دیوانے و تحفۃ العجم و خزینۃ الامثال و صنم کدۂ چین یادگار اوست ہ

ہجر مین کیون نکرون یاد ملاقات اوسکی
کہ بہلتا ہے ذرا وصل کی تقریر سے دل

دلا اب دونون مل کاٹینگے اوقات آہ و زاری مین
ہوئے بیمار ہم بہی لے تری تیمار داری مین

حکیم محمد پناہ خان فرزند سید محمد شریف خان دہلوی موطن بود در اوائل نثار تخلص میکرد اکتساب سخن از میر درد کردہ او راست ہ

تیرے لئے خلق دربدر ہے
اے خانہ خراب تو کدہر ہے

کہتے ہین حکیم آیا میخانہ سے مسجد مین
ہمکو تو تعجب ہے وہ گبر مسلمان ہو

حمزہ شاہ حمزہ متوطن دہلی و مقیم عظیم آباد در اواخر درویشی گرفت ہ

ہائے کس کے تئین بیٹھہ کے ہم یاد کرین
غم مجنون کرین یا ماتم فرہاد کرین

حنا عبد الکریم خان ابن سرور خان باشندہ لکھنؤ بہ صبا تلمذ داشت و دیوانی گذاشت

لوگ کہتے ہین عیادت کو وہ کل آئینگے	اور اک شب ستم مرگ مین وقفہ ٹھہرا
کیا دخل پھر کے کوچہ گیسو سے آئے دل	کیسا رفیق چھوٹ گیا اپنا ہائے دل

حیا مرزا رحیم الدین فرزند شہزادہ کریم الدین رسا از عمائد امرا و منتخب شعراء دہلی بود راہ دشوار گذار سخن آسان ترمی پیمود دیوانے گذاشتہ او راست ۵

رونا کہان ہوا مجھے دل کھول کر نصیب	دو آنسوؤن مین نوح کا طوفان آگیا
بتونکو چاہ کے ہم تو عذاب ہی مین رہے	شب فراق کٹی روز انتظار آیا
شروع شام جدائی مین نالہ و افغان	ابھی تو اے دل مضطر پڑی ہے ساری رات
آتے ہی آتے موت کے اک عمر ہو چکی	جو ہے سو میری جان کو غفلت شعار ہے
شب فراق ہماری بہی ہو گئی آسان	جو تم نہ آئے تو بس موت بہی نہ آئی کیا
فلک نے جذب عدو مین دیا جہانکا اثر	رکہا نہ کچھ بہی مرے نالہ و فغانکے لئے

حیات محمد حیات خان خلف احمد یار خان از افاغنۂ رامپور ست و تلمیذ نواب الٰہی بخش خان معروف او راست ۵

ہم اور بلبل و پروانہ بزم الفت مین	ازل سے کہائے ہوئے دل پہ داغ ہین دو تین

حیدر منشی حیدر علی ابن منشی غلام نبی باشندہ ہوگلی مرد ظریف طبع بود ۵

حال دل گر کہون تو کہتا ہے	شوق مجھکو نہین کہانی کا

حیدر میر حیدر علی خان از نسل شیخ عبد القادر جیلانی رہ بود ۵

ارادہ ہے بیڈھب کچھ اس چشم تر کا	خدا حافظ آج اپنے دیوار و در کا

حیدر منشی مصطفیٰ حیدر فرزند مولوی غلام حیدر از وطن خود چاٹگام بر آمدہ بہ کلکتہ سکونت ورزید دیوانے دارد ۵

ہر ہر قدم پہ آہ نکلتی ہے دمبدم	اللہ رے ضعف چلتے نہین بے عصا ہم

ہوئی کیا شمع گل بن آئی ہیری بوسے کیتا ہون
مزا ہے یہہ بہری مجلس مین وہ جہنجلا نہین سکتے

الخاء

خادم منشی محمدی خان در پارسی بیشتر فکر میکرد ہ

اشک کوئی دم مین اب لاتا ہی منہہ پر دلگی کا
طفل سے ممکن نہین ہے ضبط کرنا راز کا

خاص محمد حیدر خان فرزند الٰہی بخش خان باشندہ دہلی اصلاح سخن از مرزا جمعیت شاہ ماہر میگرفت اوراست ہ

دیکہلے نقشہ اگر اوس عالم تصویر کا
تو تو کیا زاہد دل آوے اوسپہ تیرے پیر کا
کیون تقاضا خلش ہر دم نفس کے ساتہہ ہے
دلمین شاید رہگیا ہے کوئی پیکان تیر کا
ضعف سے ابتو یہہ نوبت ہے کہ ای خاص مرے
لب تلک سانس بہی آیا تو بمشکل آیا

خبر سید مہدی بلگرامی خلف محمد عسکری در چہل سالگی بدارا لبقا شتافت ہ

ہمنے رونے کا بہلا کب سر و سامان باندہا
تمنے کیون دیدہ و دانستہ یہہ طوفان باندہا

خرد نواب فخرالدین خان ابن نواب شرف الدین خان دہلوی ہ

لبونپہ جان ہے جلدی کہین پہنچ ظالم
یہہ آرزو ہے کہ دم تیرے روبرو نکلے

خرد پنڈت رام نراین از باشندگان دہلی و تربیت یافتہ غلام دستگیر مبین ہ

ہم آپ سے نہین جاتے یہانسے گہبرا کر
یہہ جسکے جذبہ دل کا اثر ہے کیا کہئے

خضر مرزا خضر سلطان بن بہادر شاہ تلمیذ غالب ہ

نہ کہہ سکتے ہین کچہہ اپنی نہ سن سکتے ہین کچہہ تیری
ہمین اے بیوفا اسوقت مین دیکہا تو کیا دیکہا

پتہر کے چٹانے سے ہو تلوار کو برش
سرمہ جو دیا ہو گئی اونکی نظر اب تیز

ظلم ہمپر ذرا سمجھکے کرو
اے بتو بندۂ خدا ہین ہم

کہتے ہوکہ اگر روز تجھے قتل کرینگے
پر یہہ بھی تو اے شوخ ستمگر نہین ہوگا

خطیر سید امراو علی پسر امیر علی متوطن فرخ آباد شاگرد صفیر ھ

آج غصہ مین وہ زندان کیطرف آتا ہے
بیڑیان پاؤنکی بولین تو قیامت ہوگی

خلیق میر مستحسن مرثیہ گوے لکھنوی و تلمیذ رشید مصحفی ھ

حشر کا ڈر اونہین کیا ہے کہ تیرے کوچہ مین
خود بپا کرتے ہین ہنگامۂ محشر عاشق

غفلت مین فرق اپنی تجھہ بن کبھو نہ آیا
ہم آپ مین نہ آئے جب تک کہ تو نہ آیا

کسکی خرام ناز کا پامال ہون خلیق
لگتی ہے چوٹ دلکو مرے ہر قدم کے ساتھ

خلق میر احسن خلف میر حسن دہلوی اوستاد معروف خوش باش لکھنوٗ ھ

دل لگاتے تو لگا یا پہ نہ تہا یہہ معلوم
جی پہ کیا گذریگا اور جان پہ کیا گذریگا

خلیل میر دوست علی بن سید جمال علی ساکن قصبہ بڈولی از خواجہ آتش اکتساب
سخن کردہ دیوانے دارد ھ

بتونکا سبزۂ خط خال کا نہین محتاج
بغیر مہر یہہ خط اعتبار رکھتا ہے

رونے پہ باندھے جو مری چشم تر کمر
کیسی زمین فلک پہ ہو پانی کمر کمر

تم سنو یا نہ سنو نالے کیے جاؤنگا
درد دل کہنے سے مطلب ہی اثر ہو کہ نہو

خلیل شرف الدولہ محمد ابراہیم خان بہادر دستور محمد علی شاہ فرمانفرماے
لکھنوٗ با نواب عاشور علی خان نسبت تلمذ داشت وطن او کشمیر بود اما بسبب ملازمت
بہ لکھنوٗ اقامت گزید ھ

میرے گھر کا ہیکو آپ آئیگا
خیر بندے ہی کو بلوائیگا

ایسے ہی وعدے وفا ہوتے ہین
ہان بجا سچ ہی ضرور آئیگا

وصل مین کہتے ہین ہم بولینگے
کسطرح ہجر مین مرجائیگا

خموش مرزا خدا یار دہلوی موطن پنجابی مسکن ہے

خموش کس سے نیا اختلاط ہے کہ ہمین	کچہ اندنون کہین تیرا پتا نہین لگتا

خیال غلام حسن خان سخن بہ پارسی بیشتر میگفت اصلاح از برکت اللہ خان برکت میگرفت از وست ہے

تجہے تو غیر کو منظور منہہ دکہانا تہا	نقاب کہولنا گرمی سے اک بہانا تہا
حاضر ہین ہم تو آؤ شمشیر کین نکالو	جو دل کی آرزو ہے اوسکو کہین نکالو
تیر انشگفتگی پہ دل آیا ہے اے خیال	اے غنچۂ فسردہ تجہے بہی ہوا لگی

دال مہملہ

داغ میر مہدی دہلوی موطن ولکہنوی مسکن خلف میر سوز بعمر بست سالگی برزنے صاحب جمال فریفتہ شدہ چندے از نخل وصالش ثمرۂ حیات برچید آخر بہ ہجرانش قالب تہی کرد او راست ہے

اسی کے پاس تہا دل کیا ہوا اے ہمنشین دیکہو
ادہر دیکہو ادہر دیکہو یہین دیکہو کہین دیکہو
اسی کے پاس ہے رہ رہ کے یہ جو مسکراتا ہے
اسی کے ہاتہ دیکہو جیب دیکہو آستین دیکہو
پکڑنا چور کا مشکل نہین گر کچہہ سمجہہ ہووے
ہوائی رنگ دیکہو ماہتابی سی جبین دیکہو

داغ نواب مرزا خان دہلوی موطن رامپوری مسکن با ذوق دہلوی نسبت تلمذ درست کردہ امروز بظل عاطفت کارکیائے ریاست رامپور معززانہ بسرمی برداد

باہمین برادر نامہ نگار ربطے معنوی دارد و ئے ہذا ایشان باوے از گفتار دلچسپ او اگر ہمہ دیوان برین جریدہ ثبت افتد پیش شائقان سخن کم از کم شمردہ خواہد شد اما چونکہ گرامی برادر عالیقدر در تذکرۂ خویش متاعے نیک از وے نگذاشتہ اند لہذا نبذے ازان برآوردہ دستکش سامعۂ سخن سنجان نمودہ می آید ؎

صبر لے زاہد نافہم نہ میخوارون کا
بخشنے والا ہی دیکھا ہے گنہگارونکا

ڈر گئے نام شفا سنکے رہی خواہش مرگ
منہہ ذرا سا نکل آیا ترے بیمارون کا

جب داغ کو ڈہونڈہا کسی بتخانہ مین پایا
گہر مین کبھی اوس مرد خدا کو نہین دیکھا

آج راہی جہانسے داغ ہوا
خانۂ عشق بے چراغ ہوا

جو دل دکھا رہا ہے مزہ ہر گہڑی مجھے
آنکھونسے سو برس بہی دکھایا نجائیگا

زلفین نہین کہ شانہ سے آراستہ کیا
بگڑا ہوا مزاج بنایا نہ جائیگا

سنو افسانۂ فرہاد دیکھو قصۂ مجنون
غرض کیا تمکو پوچھو حال ہم حسرت کے مارونکا

رہیگی اک روز جان جاکر رہے نہین ہوش دل لگا کر
عدو سے کہتا ہون تنگ آکر کہ تو مرے حق مین کچھ دعا کر

تیغ نگاہ یار کو دیتے ہین ہر گہڑی دعا
پارۂ دل جدا جدا لخت جگر الگ الگ

رہتا ہے دم خفا مرے سینہ مین ہر گہڑی
روٹھے ہوئے کو ہائے کہانتک منائیے دل

گر تو کسی بہانہ سے آجائے وقت نزع
ظالم کرین ہزار بہانے قضا سے ہم

الٰہی کیا کرین ضبط محبت ہمتو مرتے ہین
کہ نالے تیر بن بنکر کلیجے مین اوترتے ہین

جلوے مری نگاہ مین کون و مکانکے ہین
مجھسے کہان چھپین گے وہ ایسے کہانکے ہین

بات میری کبھی سُنے ہے نہین
جانتے وہ بُری بھلی ہی نہین

شراب ناب ہے ہر رنگ کی اپنے پیالے مین
وہ طرہ کونسا گل مین ہے کیا ہے شاخ لالے مین

کسی کی نرگس مخمور کچھ کہدے اشارونمین
مزا ہے راتدن چلتی رہے پرہیزگارونمین

کسیکا دل تو کیا شیشہ نہ ٹوٹا بادہ خوارونمین ۔ یہ توبہ ٹوٹ کر کیون جا ملی پرہیزگارونمین
وہ کترا کر چلے ہین میکدے سے حضرت زاہد ۔ بڑے مرشد ہین ہاتھون ہاتھ لانا انکو یارونمین
لگ چلی باد صبا کیا کسی مستانے سے ۔ جھومتی آج چلی آتی ہے میخانے سے

دبیر مرزا سلامت علی خلف مرزا غلام حسین لکھنوی با ضمیر پیوند تلمذ داشت مرثیہ خوشتر میگفت بیتے بیش از گفتارش دست نداد ہ

روان کرتا تھا خنجر گاہ گاہے روک لیتا تھا ۔ عجب ناز و ادا سے اوس نے کاٹا میری گردنکو

درد خواجہ میر ابن خواجہ ناصر عندلیب علیہما الرحمہ از نسل شیخ بہاء الدین نقشبند بود کلامش دلچسپ و خیالش بلند بندہ از گفتار او حظہا بر داشتہ و لطفہا اندوختہ او رحمۃ اللہ علیہ بروز آدینہ بست چہارم صفر سنہ ۱۱۹۹ھ قالب خاکی گزاشت و بعالم جاودان شتافت مثنوی نالۂ درد و آہ سرد و سوز دل و شمع محفل یادگار اوست این چند اشعار از دیوان او بر آوردہ ثبت میشود ہ

جنکے سبب سے دیر کو تو نے کیا خراب ۔ اے شیخ اون بتون نے مرے دلمین گھر کیا
کم فرصتی نے ہستی بے اعتبار کی ۔ شرمندہ تیرے آگے ہمین آخر کیا
اے آنسوؤ نہ آوے کچھ بات دلکی لب پر ۔ لڑکے ہو تم کہین مت افشاے راز کرنا
اون لبون نے نہ کی مسیحائی ۔ ہم نے سو سو طرح سے مر دیکھا
گو نالہ نارسا ہو نہ ہو آہ مین اثر ۔ مینے تو درگزر نکی جو مجھسے ہو سکا
جفا سے غرض امتحان وفا ہے ۔ تو کہہ کب تلک آزماتا رہیگا
ہم کس ہوس کی تجھسے فلک جستجو کرین ۔ دل ہی نہین رہا ہے جو کچھ آرزو کرین
اوس نے کیا تھا یاد مجھے بھول کر کہین ۔ پاتا نہین ہون تب سے مین اپنی خبر کہین
نہین شکوہ مجھے کچھ بیوفائی کا تری ہرگز ۔ گلہ تب ہو اگر تو نے کسی سے بھی نباہی ہو

ہر چند تجھے صبر نہین درد و لیکن
اتنا بھی نہ ملیو کہ وہ بدنام کہین ہو

اہل فنا کو نام سے ہستی کے ننگ ہے
لوح مزار بھی مری چھاتی پہ سنگ ہے

یارو مرا شکوہ ہی بھلا کیجیے اوس سے
مذکور کسی طرح تو جا کیجیے اوس سے

درد اپنے حال سے تجھے آگاہ کیا کرے
جو سانس بھی نہ لے سکے وہ آہ کیا کرے

کہہ بیٹھیو نہ درد کہ اہل وفا ہون مین
اوس بیوفا کے آگے جو ذکر وفا چلے

شمع کے مانند ہم اس بزم مین
چشم تر آئے تھے دامن تر چلے

ہوا جو کچھ کہ ہونا تھا کہین کیا جیکو رو بیٹھے
بس اب اک ساتھ ہم دونون جہان سے ہاتھ دہو بیٹھے

چشم رحمت سے ادہر کو بھی نظر کیجیے گا
اسی امید پر آیا یہ گنہگار بھی ہے

درد گھبرا کے تو جو یون چونکا ✦
کیا اوٹھی جی مین کھلبلی ایسی

کرتا ہے اسقدر تو خفا درد کو عبث
ظالم وہ اپنی جان سے خود ہی بہ تنگ ہے

درخشان سید علی جان المخاطب بہ مہتاب الدولہ فرزند میر مغل خراسانی الاصل لکھنوی مسکن مقیم کلکتہ بملازمت شاہ اودہ سربلندی دارد و بہ تلمذ مظفر علی اسیر بہرہ مندی دیوانے دارد ٥

غالب ہوئی جو نکہت گل پر شمیم زلف
غنچون نے چٹکیون مین صبا کو اوڑا دیا

شیشہ و جام سے معمور ہے سارا بازار
آئیگی دختر رز دیکھنے مینا بازار

طواف تھا جو کبھی دل کے گرد پھرتے ہم
جہاد تھا جو کبھی خون آرزو کرتے

دردمند کریم اللہ خان از خویشان عمدۃ الملک ہمراہ علی اصغر کبیر بجنگ مرہٹان غازۂ شہادت بر رو کشید ٥

ظالم کرون مین ظلم سے فریاد کب تلک
ٹک رحم بھی ضرور ہے بیداد کب تلک

تحمل آتش غم مین دل بیتاب کیا جانے
ٹھہرنا ایک دم بھی آگ پر سیماب کیا جانے

درویش میر شاہ علی دہلوی از مستفیدان میر نظام الدین ممنون در آخر عمر

شعر و سخن را ترک گفتہ ؎

ایک دن بیٹھے تھے جس گھر مین کبھی یار سے مل
روز روتے ہین وہان کی در و دیوار سے مل

دریغ سید زین العابدین دہلوی تلمیذ رشید شاہ نصیر ؎

یون وہ بولا دیدۂ تر دیکھکر دو چار کے
ڈوبتے مجھکو نظر آتے ہین گھر دو چار کے

دل زور آور خان متوطن کول دیوانے حجیم و مثنویات چند گزاشتہ ؎

مت پھرا سر مرا اے ناصح جاہل آکر
پھر بھی جاتا ہے نصیحت سے کہین دل آکر

ساقی نے جو پلایا مجھے مین نے پی لیا
زاہد تجھے خبر ہے حرام و حلال کی

دل آزاد خان زنار کفر شکستہ سبحۂ اسلام در دست گرفتہ اوراست ؎

یہ تماشا ہے کہ قاصد کو ملی ہجر دشنام
خط کا انعام گیا نامہ و پیغام گیا

دلگیر میر حمایت اللہ خان بن عالم خان دہلوی موطن علاوہ فن سخن در ہیئت و نجوم نیز مداخلت داشت اوراست ؎

جسطرح ناک مین دم لایا ہی میرا یہہ شیخ
یا خدا اسکے بھی پیچھے یون ہی شیطان لگے

دولہ نواب جہانگیر محمد خان عرف نواب دولہ ابن امیر محمد خان برادر وزیر محمد خان کارکیاے ریاست بھوپال پدر عالی گہر حضرت نواب شاہجہان بیگم صاحبہ رئیسہ حال دامت بالاقبال سخن ریختہ بآئین شایستہ بر کرسی می نشاند و بگفتار پارسی ہم فکر می فرمود در عین شباب از دار فنا بعدم آباد کوس رحیل کوفت دیوانے یادگار گزاشتہ افکار بلند اوست ؎

پہلو مین بھی میرے وہ گل اندام نہ آیا
مرنا بھی مرا ہائے مرے کام نہ آیا

صبا خوش آوے بھلا کب مجھے چمن کی بو
بسی دماغ مین ہی میرے اوس بدن کی بو

اک غزل اور بھی یہ درد سنا اے دولہ
ہم نے اس بزم مین ہمسا نہ سخندان دیکھا

حرف ذال معجمہ

ذاکر مولوی ذاکر علی خلف مولوی فضل علی متوطن بنارس زانوے تلمذ پیش مصحفی تہ کردہ گفتار دلچسپ دار داو راست ○

شب جو باتونمین وہ مہ پیکر بہل کر رہ گیا — رنگ سو سو طرح سے گردون بدل کر رہ گیا

یہی ہے گر حال آہ سوزان کرینگے جلکر فلک زمین پہ
یہی ہین نعرے تو دیکھہ لینا کہ حشر ہے حشر تک زمین پہ

ذکا خوب چند کایستھہ توطن گزین دہلی از ارشد تلامذہ شاہ نصیر ست تذکرہ ریختہ و دیوانے از وست ○

آسیا جب کہ چلی سر پہ ذکا نیند کہان — ہاتھہ سے چرخ کے ڈھونڈھی تو آرام کہین
نقش پا خالق گیتی نے بنایا مجھکو — جھکے قدمونسے لگا اوس نے مٹایا مجھکو
ہلی ہے ابروے دلدار دیکھیے کیا ہو — کہان کہان چلے تلوار دیکھیے کیا ہو

ذوق بلبل شاخسار فصاحت طوطی شکرستان بلاغت شیخ محمد ابراہیم دہلوی المخاطب بہ خاقانی ہند فروز شکر خانوادہ سخن است و شمع کاشانہ فن لطافت از وے کار بالا گرفت و عذوبت پایۂ والا ستایش او محتاج گزارش نیست بلکہ غازۂ شہرت بر رو دارد و در جمیع اصناف سخن دستے بلند داشت لاسیما در قصاید ہمتاے او برنخاستہ از شاہ نصیر باستفادہ پرداخت نبذی از گفتارش بلحاظ اطالت انتخاب کردہ برین جریدہ ثبت افتاد ورنہ کلام او ہمہ مغز انتخاب است ○

صراط عشق پر از بسکہ ہے ثابت قدم میرا — دم شمشیر قاتل پر بھی جون جاتا ہی جم میرا
مدتون دل اور پیکان دونون سینہ مین ہے — آخرش دل بہگیا خون ہوکے پیکان ہی رہا

رشک تھا اپنے نوشتہ مین کہ اوس نوخط نے
خط لکھا غیر کو اور بھول کے بھیجا ہمکو

دلمین تھے قطرۂ خون چند سو مانند حباب
نہ رہے وہ بھی جب الفت نے نچوڑا ہمکو

ہان تامل دم ناوک فگنی خوب نہین
ابھی چھاتی مری تیرونسے چھنی خوب نہین

تو جان ہے ہماری اور جان ہے تو سب کچھہ
ایمان کی کہین گے ایمان ہے تو سب کچھہ

ہم نے اوس بت مین جو دیکھا ہی نہین کہہ سکتے
کہ مبادا کہین سن پائین شریعت والے

کل جہان سے کہ اوٹھا لائے تھے احباب مجھے
لے چلا آج وہین پھر دل بیتاب مجھے

مین گرانبار محبت مرا خون بھی ہے گران
جی دھڑکتا ہے تری نازکی گردن سے

نگہ کا وار تھا دلپر پھڑکنے جان لگی
چلی تھی برچھی کسی پر کسی کے آن لگی

حساب اصلا نہ مجھسے پوچھیے مرے دلکے زخمونکا
حساب دوستان در دل اگر وہ دلربا سمجھے

بلا سے آپ نہ آئین پر آدمی اونکا
تسلی آکے مجھے وقت اضطراب تو دے

نشہ مین ہوش کسے جو گنے حساب کرے
ہو تجھکو دینے ہین بوسے بلا حساب تو دے

یہہ ذوق مے پرست ہی یا ہی صنم پرست
کچھہ ہے بلا سے لیک محبت پرست ہے

روز محشر سے کئی دن دیکھنے کو چاہیے
گر یہی اے ذوق طول نامۂ اعمال ہے

جینا نظر اپنا ہمین اصلا نہین آتا
گر آج بھی وہ رشک مسیحا نہین آتا

یہہ ایسا ماہ مبارک یہہ ایسا کار سعید
شروع دیکھیے کیجے مہ صیام شراب

اوس در پہ شوق سجدہ سی فرش زمین ہون مین
مانند سایہ سر سے قدم تک جبین ہون مین

ذہین حافظ محمد اسمعیل خان نبیرۂ حافظ محمد داد خان مرحوم باشندۂ دہلی تلمیذ حافظ غلام دستگیر مبین سے

طرز خرام یار نے محشر بپا کیا
فتنہ ہے کون سا کہ اوٹھا یا نجائے گا

حرف راء مہملہ

راحت مرزا محمود بیگ نجل مرزا احمد بیگ رومی اصل دہلوی مسکن از مومن خان دہلوی باستفادہ پرداخت ع

ہم سے وہ بھی چھٹے اور یہہ دل شیدا چھوٹا ۔۔ یاد کس کسکو کرین خیر جو چھوٹا چھوٹا

کچھ جان سی آتی ہے مری جانین قاتل ۔۔ پانی ترے خنجر مین ہے کیا آب بقا کا

راحت شیخ کریم الدین از سکنائے اعظم پور باشندہ اوراست ع

ہمیشہ گذری قفس مین اسی تمنا مین ۔۔ کہ اب رہا ہوئے اب موسم بہار آیا

راسخ سعادت علی خان متوطن دہلی تربیت یافتۂ خدمت مومن خان دہلوی ع

ہون تو آنکھون مین پر نہین یہہ خبر ۔۔ سرمہ ہون یا غبار ہون کیا ہون

راغب احمد حسین دہلوی نژاد سخن دلنشین میگفت ع

آوے بھی وہ اگر تو نہ آوے اسے یقین ۔۔ کیا حال ہو گیا دل امیدوار کا

کیا فہم ہے وہ اپنی شکایت سمجھتے ہین ۔۔ شکوہ اگر کرون روش روزگار کا

رافت شاہ رؤف احمد ابن شاہ شعور احمد مغفور سہرندی از احفاد مجدد الف ثانی رح با جمیع علوم مناسبتے خاص داشت و در عروض و قوافی دخل معتد بہ از جرأت اصلاح سخن میگرفت ع

یہہ کسکی مژگان کی آہ یارب پھرے ہین برمے ہمارے بر مین

کہ شکل غربال پڑ گئے ہین ہزارون روزن دل و جگر مین

راقم بندرابن از خاکدان متھرا بود و نسبت تلمذ باختلاف اقوال بمرزا مظہر جانجانان رحمہ یا سودا داشت اوراست ع

کہے کیا درد دل بلبل گلون سے ۔۔ اوڑا دیتے ہین اوسکی بات ہنسکر

رمز مرزا فتح الملک بہادر ولیعہد ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی تلمیذ ذوق دہلوی عذوبت از گفتارش پیداست ع

ہمکو کیا غیر کے آنے کی خبر
چغلیان نقش قدم کہاتے ہین

الٰہی موت تو ہو گی مگر یون ہو تو بہتر ہے
کہ سر ہو پاؤن پہ قاتل کے اور سجدے مین دم نکلے

ہوئی صورت نہ کچھ اپنی شفا کی
دعا کی مدتون برسون دوا کی

رند سید محمد خان فرزند نواب سراج الدولہ غیاث الدین محمد خان نیشاپوری موطن فیض آبادی سکن در اواخر زمان بہ لکھنؤ اقامت ورزید و بہ خواجہ حیدر علی آتش تلمذ گزید فکر بلند و طبع ارجمند داشت دیوانے دارد ۵

کب مٹا عشق کا نشان دل سے
زخم اچھا ہوا تو داغ رہا

ناز بیجا اوٹھایئے کس کے
اب نہ وہ دل نہ وہ دماغ رہا

اب عشق و عاشقی کا زمانہ نہین رہا
جاتا رہا وہ وقت وہ ہنگام ہو چکا

کھلی ہے کنج قفس مین مری زبان صیاد
مین ماجراے چمن کیا کرون بیان صیاد

گلے لگائین بلائین لین تمکو پیار کرین
جو بات مانو تو منت ہزار بار کرین

پاس دین کفر مین بھی تھا ملحوظ
بت کو پوجا خدا خدا کر کے

رنگین سعادت یار خان فرزند محکم الدولہ طہماسپ بیگ خان مردے لطیف مزاج و خوش مذاق بودہ است از فنون سپاہگری بہرۂ وافر داشت زمانہا در سیاحت بسر بردہ انشاء اللہ خان او را موجد ریختی قرار دادہ از شاہ حاتم اصلاح سخن میگرفت دیوانے چند و مثنویات و فرسنامہ وغیرہ نشان بخش نام اوست ہشتاد سالہ در ۱۲۵۱ ہجری براہ عدم پیمود او راست ۵

غرض مند اپنے مطلب سے رکھے ہر کام ای رنگین
وہ آئے یا نہ آئے مین بلا ان نہین رہتا

اوسے ہے شوق کہانی کا اندنون بہت
یہہ طور خوب ہے احوال دل سنانے کا

بنے گی اوس سے صحبت کسطرح کچھ کہہ نہین سکتے
وہ ہرجائی ہے اور بن شغل ہم بھی رہ نہین سکتے

کھینچ لائی ہے اوسے ای کشش دل یا تلک
بارے صد شکر کہ تجھکو بھی یہہ مقدور ہوا

تھی شعلہ یا وہ برق کہ جی میرا جل گیا ۔ ایسی ہی وو کی نگاہ کہ بس دم نکل گیا
کیا کرتے ہو تم ناصح نصیحت رات دن مجھکو ۔ اوسے بھی ایکدن کچھ جا کے سمجھاتی تو کیا ہوتا

روشن تخلص روشن شاہ نام بریلوی مولد بود باز بہ میرٹھہ توطن گزید و از جمیع ساز و برگ دنیا بریدہ فارغ البال می زیست اوراست ؎

دلکی تپش سے گرمی خورشید سرد ہے ۔ سینہ اگر یہی ہی تو دوزخ بھی گرد ہے

رہا غلام محمد خان جد او در سرکار بھرت پور اعزاز داشتہ اصلش از اکبرآباد دست در علم ہندسہ و ہیئت دخلے کامل بہم رسانیدہ سخنگوئی از گلزار علی اسیر آموختہ ؎

اللہ رے بناوٹ کہ بگڑنے لگے سنکر ۔ کچھ وصف کیا مین نے جو بیساختہ پن کا
دل لگ چلا ہے اوسکا بھی شاید کسیطرف ۔ آنے لگا جو کچھ مرے غم کا بیان پسند
کہنا ترا ہمارے سر آنکھون پہ ناصحا ۔ پر کیا کرین جو دل ہی نہو اختیار مین

حرف زای معجمہ

زار میر منظر علی باشندۂ لکھنؤ برفاقت نواب احمد علی خان اقتدار ہا داشت ؎

چھوٹ جائین غم کے ہاتھونسے جو نکلے دم کہین ۔ خاک ایسی زندگی پر تم کہین اور ہم کہین
تیری ہی قسم تجھ بن کچھ اور جو بھاتا ہو ۔ کافر ہو اگر اسمین کچھ بات بناتا ہو

زکی شیخ مہدی علی ابن شیخ کرامت علی مرادآبادی از بادشاہ لکھنؤ بخطاب ملک الشعرا سرفرازی گرفت در جمیع علوم متداولہ مہارتے داشت خصوصًا در فن تاریخ چون اوکم خاست دیوان دار داوراست ؎

جمال یار پہ یہ ہم نے ٹکٹکی باندہی ۔ کہ اپنی آنکھ کا تل اوسکے منہ کا خال ہوا
دل ہم سے جدا رہا ہمیشہ ۔ گویا وہ ضمیر منفصل ہے

جب یہہ سنا کہ پاؤن مین مہدی لگی ہی وان
یہان خون ٹپک پڑا نگہ انتظار سے

ماہتابی پہ جو وہ خورشید وش ہی بے حجاب
اپنے جامہ سے ہوئی جاتی ہی باہر چاندنی

آتش عشق کہین پہر نہ بہڑک اوٹہے ترکی
اختلاط اوس سے بہت گرم تمہارا دیکہا

آج تو انداز باتون کا ترا کچہہ اور ہے
پا گئے ہم بہی کہ ہی غیرونکا سکہلایا ہوا

زیب مرزا جمال الدین عرف مرزا کلن فرزند مرزا بہادر نبیرۂ عالمگیر ثانی از خاقانی ہند ذوق باستفادہ پرداخت ۵

لہو مین بہرکے جو خنجر کو اپنے یار آیا
یقین ہے آج کسی بیگنہ کو مار آیا

زندگی دیکہیئے ہو ہاتہ سے دلکی کیونکر
اسکے آتے ہین نظر اور ہی اطوار مجہے

بعد اک عمر لگی آنکہہ ذرا سونے دے
نکر اے شور قیامت ابہی بیدار مجہے

حرف السین

سالک مرزا قربان علی بیگ خلف الرشید نواب عالم بیگ خان ترجمہ ایشان در طور کلیم بتمامہا سمت نگارش یافتہ امروز در حیدرآباد دکن سکونت دارد و با اسد اللہ خان غالب نسبت تلمذ درست کردہ گفتارش سادہ پرکارست دو دیوان دارد ۵

وان دخل وہم کو نہ گزر ہے خیال کا
اچہی جگہہ ہے دل کو ہوس وصال کا

خلق خدا پہ رحم بہی کرنا ضرور ہے
مت دیکہنا کسیکو خبردار دیکہنا

دل وہ کافر ہے کہ مجہکو نہ دیا چین کبہی
بیوفا تو بہی اسے لیکے پشیمان ہوگا

کچہہ بہی جو روز حشر بڑہایا نجائے گا
قصہ تمام ہم سے سنایا نجائیگا

خوبان ظلم دوست کو مین نے برا کہا
تم کیون خفا ہوئے تمہین اللہ کیا ہوا

صیاد اور بند قفس سے رہا کرے
جہوٹی خبر کسی کی اوڑائی ہوئی سی ہے

جانے دے اے تصور جانان نکر تلاش	ایسا نہو کہ وہ کہین دشمن کے گہر ملے
بات کرتے ہین وہ گہر یو ہین حیا کر سالک	وعدۂ وصل مین اونکو بہی مزا آتا ہے

سائل مرزا محمد یار بیگ اوزبک دہلوی موطن تلمیذ حاتم و سودا است ۵

وہ حمایل ہوگیا دست شکستہ کی طرح	آہ اپنا جسکو مین نے قوت بازو کہا
ندیکہا زندگی مین اوسکو سائل	بہروسا کیا نگاہ واپسین کا

سپہر شتاب خان باشندۂ دہلی از مرزا صابر باستفادہ پرداخت دیوان دارد

تکلیف نماز اور ہمین زاہد سے عجب ہے	بیٹھے ہوئے کچھ ہم بہی تو بیکار نہین ہین
دن غیر و نہین آبیٹھے اگر ہم بہی تو کیا ہے	ایسے تو کچھ ان لوگو نمین ہم خوار نہین ہین

سجاد میر سجاد باشندۂ اکبرآباد فرزند میر محمد اعظم شاگرد ابر ۵

جب ہم آغوش یار ہوتے ہین	سب مزے درکنار ہوتے ہین
ہرگز آنے ندینگے غیر کو جان	ہونگے کیسے ہی ہم گئے گذرے

سحر میر ناصر علی ابن میر محمد علی ساکن کول از تلامذۂ ناسخ در ۱۲۴۹ھ تلخابۂ مرگ چشید
اوراست ۵

کچھ سخت نکہنا کسی بدمست کو ساقی	شیشے سے فزون ہی دل بیخوار بغل مین
نکلا ہے جو دم حسرت دیدار مین اے سحر	کس پیار سے لیتی ہے مجھے گور بغل مین

سحر منشی دیبی پرشاد ابن منشی چنی لال اصل وطن او بانگرمئو در جوار لکھنؤ است اما از زمانہا در شہر بدایون اقامت دارد و بر عہدۂ سب ڈپٹی انسپکٹری مامور است علاوہ دیوان و واسوخت چند رسائل در فن بلاغت وغیرہ ترتیب دادہ اصلاح سخن از مرزا حاتم علی مہر بدست آورد اوراست ۵

تیغ ابرو سے قتل کر ظالم	کون احسان اوٹھائے خنجر کا
اوس غیرت چمن کو جو پہلو مین پائے دل	پہر سینہ مین خوشی سے نہ پہولون سمائے دل

رسوا ہوا خراب ہوا مبتلا ہوا — قابل ہی تہا اسی کے ہی تہی سزا دل
ہوتے مرے غیر پر نگر ظلم — کیا یار ابہی سے مر گئے ہم
آپکی سنکے بار بار نہین — ابتو ہان کا بہی اعتبار نہین
دل شگفتہ ہوا کی سیر چمن شاد رہے — باغبان جاتے ہین گلشن ترا آباد رہے

سحر مرزا فضل علی لکہنوی خوش باش جوار کلکتہ تلمیذ مرزا علی جان شفق ہ

نکالین صلح مین ادہبن کی باتین — دیا بوسہ تو پیچ و تاب کہا کر
کہولا وہ چشم افسون گر مین سرمہ — دکہاؤ سحر کو جادو جگا کر

سحر منشی عبد المجید از باشندگان کاکوری فرزند غلام مینا ہ

نام کو مجہہ سے نہ الفت نہ ملاقات رہے — دنکو بہی آپ وہین رہیے جہان رات رہے
یہہ شب وصل مین گردون کی عداوت دیکہو — صبح ہوتی ہے مرے گہر مین پہر رات رہے

سحر شیخ امان علی نقد محمد امین لکہنوی موطن تلمیذ رشید برق دیوانے دارد ہ

جو کچہہ ہوا سو ہوا بس گذشتہ را صلوٰۃ — کہان تلک کوئی رویا کرے گلا دل کا
منہہ کو آئینہ مین کیا دیکہکے خوش ہوتے ہو — پہلے پیدا تو کرو چاہنے والا کوئی

سحر راجہ نواب علی خان ابن امیر علی خان از عمائد خیر آباد گذشتہ ہ

ہم خاک نشینون کا ستانا نہین اچہا — ہلجائینگے افلاک جو فریاد کرینگے
حورو نہین کہان ناز و ادا صورت انسان — جنت مین بہی دنیا کے مزے یاد کرینگے

سبز مرزا زین العابدین خان چشم و چراغ نواب سالار جنگ از علم بہرہا داشتہ بزرگانش ببارگاہ فرخ سیر باریاب بودند او دیوانے مجلد ضخیم گزاشتہ و آراستہ ہ

بے تکلف تہے دل کے لینے تک — ہمسے اب آپ منہہ چہپاتے ہین
ہماری آہ پر ہنستا ہے کیا تو — دکہا دینگے تجہے اسکا اثر ہم

اوسکے کوچہ کیطرف مین تو نجاؤن سرسبز	کشش دل ہے کہ کھینچے لیے جاتی ہے مجھے

سرور اعظم الدولہ نواب میر محمد خان خلف نواب ابو القاسم خان رکن رکین جہان آباد است دیوانے و تذکرۂ ریختہ نشانمند خویش گذاشت اوراست ؎

کوچۂ یار مین خوابیدہ اس آرام سے ہون	شور محشر کو بھی ہوویگا جگانا مشکل
دیدۂ تر سے لگا خط کو نہ اوسکے تو سرور	یار کے ہاتھ کا لکھا ہے مبادا مٹ جائے
عبث ہے نامہ و پیغام کی امید مجھے	ہزار مرتبہ قاصد جواب لایا ہے
مانع امید وصل ہوئی ورنہ ہجر مین	قصہ ہی زندگی کا یہہ سب نقصان تھا

سرور مرزا رجب علی بیگ ابن مرزا اصغر علی از اہالی لکھنؤ بودہ است با نوازش حسین خان نوازش تلمذ داشت در خطاطی و موسیقی بہرہ اش بود فسانۂ عجائب و شگوفۂ محبت و گلزار سرور وغیرہ اورا یادگار است ؎

ہزار صدمہ یہ دلنے ہمارے آہ بھی نکی	جو اک رفیق ملا وہ بھی بے زبان ملا
کوچۂ قاتل مین جا کر اپنے ہاتھون جان دی	مرتے مرتے کام آئے یہہ ہمارے ہاتھ پاؤن
یہہ ہمکناری جانان سے تازہ لطف اوٹھا	گلے سے مل گئے سب بخیہ در کنار رہا
ہے شوق سرور ایسا غالب کہ جو قاصد سے	کوسون ہی تلک حالت کہتے چلے آتے ہین

سرور مرزا عزیز الدین باشندۂ دہلی داماد ابو ظفر بادشاہ تلمیذ ذوق ؎

ہوتے ہین آپ چین بجبین بات بات پر	یہہ ڈہنگ ہے تو ہو چکی صورت نباہ کی

سعادت سید سعادت علی از باشندگان امروہہ ہمعصر سودا است ؎

یار سے جو رقیب لڑتے ہین	یہہ بھی اپنے نصیب لڑتے ہین

سعید مرزا آغا نجف نور دیدۂ مرزا امیر بیگ از سکنائے لکھنؤ خوش باش کلکتہ از تلامذۂ مرزا مہدی قبول اوراست ؎

گر دیکھنی ہو شکل بت لاجواب کی	عینک لگائیے چرخ مہ و آفتاب کی

غمزہ و ناز و عشوہ و انداز	انہین دو چار نے تو مارا ہے
شوق نے تاب اور مضطر کر دیا	چٹکیان لیکر دل ناشاد مین
تجھہ سے ظالم کے جور اوٹھاتے ہین	یہہ دل اور یہہ جگر ہمارا ہے
اگر بگڑی ادا زلف دوتا کی	اوڑا دون دہجیان باد صبا کی

کھڑے ہین کب سے اے ساقی لئے ہم در پہ پیمانہ
نہو جائیگا خالی ایک دو چلو سے میخانہ

سلیم اکسیر ہے مجھکو غبار کوچۂ جانان	اوڑاون خاک جنگل کی نہین مجنون سا دیوانہ
درد فراق اوس سے بیان کیجئے تو وہ	کہتا ہے رہنے دیجئے بس بس سنا سنا
تم تو سلیم کہتے تھے اوس سے لڑینگے ہم	تم آج وان گئے تھے کہو کیا کہا سنا
جلوہ گر آنکھون مین جسدم لب جانان ہوگا	تار نظارہ رگ لعل بدخشان ہوگا
دیدۂ دل سے نہان ہوگی اگر زلف تری	صحن گلزار ہمین گوشۂ زندان ہوگا

سلام نجم الدین علی خان ولد شرف الدین علی خان پیام متوطن شہر اکبر آباد بودہ است ۵

حدیث زلف چشم یار سے پوچھہ	درازی رات کی بیمار سے پوچھہ

سودا میر محمد رفیع ابن محمد شفیع کابلی موطن و دہلوی مسکن مرد میدان سخنوریست وآفتاب سپہر نکتہ پروری درستایش اولب کشادن داد خامہ فرسائی دادن است دانا داند و شناسا شناسد کہ پایۂ سخن او از کجا بکجا می رسد آری خوردہ گیران از جہت ہجو و مذمت گفتارش را نمی پسندند مگر این چہ بلا تعصب بیجاست کہ از راہ انصاف فرسنگہا رفتند اگرچہ ہجو و مذمت فی نفسہ کار نکوہیدہ است اما اقتضائے سخن فہمی آنست کہ بہر سخن را روش ہمان سخن بنگر دگر فتم کہ سودا کام براہ ہجو بیشتر کشادہ و بہ جادۂ مذمت پا نہادہ اما دیدنی است کہ دران ہم بچہ عنوان افسون سخنوری

دمانیده است وسکه نغز بیانی باقلیم سخن نشانیده المختصر به تلمذ شاه حاتم نسبت داد از نواب آصف الدوله بخطاب ملک الشعرا مخاطب گشته و سخن آشنائی بران ربا نیاورده در سنه ۱۱۹۵ براه عدم پا نهاد و کلیات او را یادگار است ۵

صحبتونکا نہ کرو غیر کی مجہہ سے اخفا
کونسی شب تہی کہ مین وان پس دیوار نہ تہا

بہٹکی پہرے ہے کب سے خدا یا مری دعا
دروازہ کیا قبول کا معمور ہوگیا

نگاہ مست نے ساقی کے عالم کو چہکا ڈالا
کہین بیہوش ہے شیشہ کہین ساغر ہی متوالا

غیرونکی بات پر نکہون کان مت رکہو
لیکن کبہی تو میری بہی فریاد کیطرف

سودا کو کہتے ہین کہ ہی اوس سے مصاحبت
کتنا غلط یہ حرف بہی مشہور ہوگیا

کہتے تہے ہم نہ دیکہہ سکین تجہکو غیر پاس
پر جو خدا دکہائے وہ لاچار دیکہنا

ابتو مین چہوڑنیکا نہین اوسکو ناصحا
ہونی جو کچہہ تہی قبلہ حاجات ہوگئی

غنچہ سے مسکراکے اوسے زار کر چلے
نرگس کو آنکہہ مار کے بیمار کر چلی

یارو وہ شرم سے جو نہ بولا تو کیا ہوا
نظرون مین سو طرح کی حکایات ہوگئی

دہن غنچہ کا جب دیکہون ہون گوش گل پہ گلشن مین
تو اپنا درد دل کہتا کسی سے یاد آتا ہے

اثر ہے آہ مین ہرچند نے تاثیر نالے مین
پر اتنا ہی کہ ان دونو سے میرا جی بہلتا ہے

نے ضرر کفر کو نے دین کو نقصان مجہسے
باعث دشمنی اے گبر و مسلمان مجہسے

تنہا سے ماتم مین نہین شام سیہ پوش
رہتا ہے سدا چاک گریبان سحر بہی

تجہہ تیغ تلے کہہ تو ستم سے کہ سر دہر دے
پیارے یہ ہمین سے ہو ہر کاری و ہر مردے

بہر نظر تجہکو ندیکہا کبہی ڈرتے ڈرتے
حسرتین جی کی رہین جی ہی مین تہے مرتے

قاتل ہماری نعش کو تشہیر ہے ضرور
آیندہ تا نہ کوئی کسی سے وفا کرے

گر ہو شراب و خلوت و محبوب خوبرو	زاہد تجھے قسم ہے کہ تو ہو تو کیا کرے

سوز مولوی عبدالکریم عنت جگر مولوی امام بخش صہبائی دہلوی عذوبیت از ناصیۂ گفتارش پیداست ٥

ہوتے ہی ہوگا اثر اس نالۂ شبگیر کا	راہ پر آنا کوئی آسان ہے چرخ پیر کا
کچھ ترا شہرہ ہوا کچھ میری رسوائی ہوئی	رفتہ رفتہ یون ہی ظاہر راز پنہان ہوگیا
کوئی افسانۂ غم دل کے برابر نہوا	لکھے سو حرف پر اک حرف مکرر نہوا
تو مر جائیے کہین سوز غم مین رک رک کر	ذرا تو حال کہا کر کسی سے یار اپنا
ظالم ترے تشنون کا گلو تر نہین ہوتا	جب تک کہ روان حلق پہ خنجر نہین ہوتا
تو بھی دے چاہے جس انداز سے آزار مجھے	مین بھی دیکھون کہ ترے ساتھ ہی کیا یار مجھے

سوز محمد میر فرزند ضیاء الدین دہلوی مولد بخاری موطن مقیم لکھنؤ در خطاطی مشاق و بہ تیراندازی شہرۂ آفاق بودہ پیشتر میر تخلص میکرد چون میر تقی بہ لکھنؤ رفتہ سوز تخلص گزیدہ کلامش سنجیدہ و نکوست بمانا گواہ فکرت اوست او راست

اہل ایمان سوز کو کہتے ہین کافر ہوگیا	آہ یارب راز دل ان پر بھی ظاہر ہوگیا
تن چاک سینہ سوزان دل داغ چشم گریان	تو دیکھتا نہین ہے تجھکو دکھائین کیا کیا
کیون طفل اشک تجھکو آنکھون مین ہے پالا	
	اسپر بھی میرے منہ پہ تو گرم ہو کے آیا
کی فرشتون کی راہ ابر نے بند	جو گنہ کیجیے ثواب ہے آج
گیسو اے باد صبا بکھرے ہوئے یارونکو	راہ ملتی ہے نہین دشت کے آوارونکو
قاصد سے تو پوچھا تھا کہ بھیجا ہی تو کس کا	دہشت سے اوسے یاد مرا نام نہ آیا
قتل سے یہ بیگنہ راضی ہے اپنے اس لئے	ہاتھ مین اگر روز تو دامان قاتل ہوئیگا
مین اگر قید حیا سے چھوٹون	ناصحا تیری بلا سے چھوٹون

سر زانو پہ ہو اوسکے اور جان نکلجاے — مرنا تو مسلم ہے ارمان نکل جاے
منہہ دیکھو آئینہ کا تری تاب لا سکے — خورشید کیلئے آنکھہ تو تجہہ سے ملا سکے
اشک خون آنکھون مین آکر جم گئے — دور کے بھی دیکھنے سے ہم گئے
مثل نَے ہر استخوان مین درد کی آواز ہے — کچھہ نہین معلوم یارب سوز ہے یا ساز ہے
فرض کیا مین نے وہ ہے سنگدل — آہ مین اپنے بھی اثر چاہیے

سیّاح میاندادخان ابن عبداللہ خان تلمیذ غالب دہلوی باشندہ اورنگ آباد عمرہا بسیر و سیاحت ماندہ مدتہا برفاقت نواب غلام بابا رئیس سورت بسر بردہ گویند کہ بعلت جرم دایم الحبس گردیدہ طبع شگفتہ دارد او راست ؎

عبث جاتا ہے کعبہ کو خدا نزدیک ہے دل سے — تو کیا ناداں ہی زاہد فائدہ تحصیل حاصل سے
کہون گر جان تو سمجھے کہ ہمکو بے وفا سمجھا — سمجھہ اوس بدگمان کی سارے عالم سے نرالی ہے
بچھاتا خار غم ہے وان جہان بستر لگاتا ہون — کھٹکتی میری دو دن کی فلک کو زندگانی ہے

حرف الشین

شاد شخصے از باشندگان بڑہانہ بود بر روئداد او آگہی دست نداد ؎

خون ٹپکے تہا آنکھونسے لگے جھڑنے شرر بہی — کامل ہوئے فن اپنے مین یہہ دیدۂ تر بہی

شاد شیخ محمد جان فرزند وارث علی باشندہ لکھنؤ تلمیذ میر کلو عرش و در پارسی از مرزا علی اکبر شیرازی اصلاح میگرفت او راست ؎

جیتے ہی جی نہ پوچھا پوچھینگے کیا مرے پر — مُردے کی روح کو بھی گہر سے نکالتے ہین

شاد فضل علی از تلامذہ مصحفی بودہ دیوانے گزاشتہ اینک از گفتارش بہم رسید ؎

عجب کمبخت وہ ساعت تہی اے شاد — لگا تہا جس گھڑی اوس سے مرا دل

شادان مرزا حسین علی خان دہلوی فرزند مرزا زین العابدین خان عارف
مرزا نوشہ باصلاح گفتارش پرداخت و راست ہ

شادان نے دل لگا کے بہت ہی برا کیا | اوس سے یہ راز عشق چھپایا نجائیگا

شادان رحمن بخش بن فیض بخش تاجر از شاگردان عبدالغفور خان نساخ وطنش
فرید پور بود اما از نیرنگی زمانہ بزرگان او بکلکتہ اقامت گزیدند ہ

جو کہتا ہون نہ مل اغیار سے زمانے ہین ہکو | بھلا کہئے تو ہرے آپ کیا مختار بیٹھے ہین
ذکر دنیا پہ دیتے ہو کیون گالیان مجھے | گر جی چاہے آپکا اچھا نہ کیجئے

شاعر میر بسم اللہ از سکنائے لکھنؤ ابن میر نوروز علی شاگرد کرامت علی خان
فرخ دیوانے دارد ہ

سنین سو گالیان اک بوسہ لیکر ای پری پیکر | یہ اب آزردہ کیون ہی تو حساب دوستان در دل

شاکر شاہ شاکر علی دہلوی موطن مرد درویش صفت و صاحب دل بود ہ

ہم تمہارے ہین تمہین ہمسے ہی شرمانا کیا | دور سے شکل دکھا کر ہمین ترسانا کیا

شاکر منشی عبدالسبحان بن قاضی اکبر علی از اہالی کلکتہ بود و از مولوی عصمت اللہ
انسخ باستفادہ پرداخت ہ

تڑپتے ہین ترے کوچہ مین قاتل نیم جان کیا کیا | تماشے مرغ بسمل کے دکھاتے ہین جوان کیا کیا
کاہیدگی جسم کا ممنون کیون نہون | پہونچا ہین کوے یار مین بادصبا کے ساتھ
ڈر موت کا جینے کی تمنا نہین رکھتے | ہم دلمین کسیطرح کا کھٹکا نہین رکھتے

شاکی مرزا بختاور شاہ بہادر خلف الصدق ابوظفر بہادر شاہ تلمیذ رشید حافظ
قطب الدین مشیر ہ

لائے اسے آہ جگر تو اوسے یا نالۂ دل | کون دونون مین کرے جلد اثر دیکھین تو

شرر حافظ میر حافظ بیسہ حافظ اشرف متوطن دہلی ہ

یہہ بیخودی ہے شررکو کہ جانتا ہی نہین	زمین ہوتی ہے کیسی اور آسمان کیسا
تم جانتے تو ہیے کہ مروت نہین ذرا	مرنا تمہین بتو نیہ شرر کیا ضرور تہا

شرر مرزا غیاث الدین ابن قمر الدین شیدا از احفاد شاہ عالم بادشاہ و تلمیذ ذوق دہلوی ه

ہر جفا کو تری وفا کہیے	یہہ نہ کہیے تو اور کیا کہیے
چشم دریاے خون ہے یا طوفان	کیا بلا ہے یہہ ماجرا نہ کھلا
تجہے دکہادون تماشا مین بیوفائی کا	یہ کیا کرون کہ مجہے منہہ ہے آشنائی کا

شفق مرزا علی جان ابن مرزا جان تلمیذ رشید ہجر باشندۂ لکھنؤ دیوانش تلف گشتہ این دو بیت از وست ه

طمع دو آنسوؤنکی بہی نہ رکہو اہل دنیا سے	شفق جی بہر کے رو لو جیتے جی کر جاؤ غم اپنا
جو بات کی اونہون نے خبر ہوگئی ہمین	حاصل ہوئی ہی عشق سے ہمکو صفاے دل

شمیم سید قدرت علی فرزند میر انتظام علی سہسوانی بزرگان او اندرین ریاست تعلق ملازمت دارند ازین جہت او ہم درینجا اقامت دارد منشی ضیا سہسوانی مصلح گفتار اوست ه

ہجر مین آگ نظر آئی شراب گلگون	ساغر مے کو ہتیلی کا پہپہولا سمجہا
مہ کامل کبہی سمجہا کبہی مہر روشن	اللہ اللہ ترے رخسار کو کیا کیا سمجہا

شمس میر آغا علی تلمیذ قاضی محمد صادق خان اختر باشندۂ لکھنؤ ه

بشر کا حسن کیا شے ہی طبیعت آہی جاتی ہے	دعاؤن سے نہین رکتی یہہ آفت آہی جاتی ہے
یہہ تو فرمائیے کب آئیے گا	لو خوشی آپکی رخصت ہی سہی
نکرو بات ادہر دیکہہ تو لو	نہین الفت تو مروت ہی سہی
کٹی شب یار کی آرائشون مین	سحر تک زلف بگڑا کی بنا کی

شناور صاحب مرزا ابن شاہ میر خان نیشاپوری ساکن فیض آباد اقامت گزین لکھنؤ تلمیذ آتش ؎

یاد ہین مجھکو بہی عیاری کے دستور بہت — آپ گر دور تو بندہ بہی ہے پہر دور بہت

لحاظ اپنا وہی رہتا ہے ہمبستر بہی ہوتے ہین — اگر وہ پہیل کر سوتے ہین تو ہم بہی سمٹتے ہین

دینا تہا مراخط اوسے غیرونسے چہپا کر — اتنی بہی تجہے عقل نہ ای نامہ بر آئی

شوق شیخ آلہی بخش از سکنار اکبر آباد ملازم مرزا منظفر بخت در ۱۲۴۱ھ جامۂ ہستی گزاشت در پارسی و ریختہ دو دیوان دارد ؎

اوس خاکسار کو کوئی کیونکر اوٹہا سکے — جون نقش پا جہان کہ یہہ بیٹہا وہین رہا

شوق مولوی قدرت اللہ متوطن موضع موی منمضافات سنبہل مراد آباد مقیم رامپور افغانان از علمار مشاہیر بودہ است این بیت از وست ؎

اے خدا یون ہی کبہی تیری خدائی ہوگی — کہ مجہے اوسکی جدائی سے جدائی ہوگی

شوکت میر حسین علی از عمائد دہلی بودجہ خوش نغمۂ شیرین میسراید ؎

جرم سے مستی کے کعبہ مین نہو رہ تو نہو — میکدہ کا تو خدا کے فضل سے ہے در کہلا

اوس سنگدل کے دلمین تو تاثیر کچھہ نکی — کیا فائدہ فلک سے جو نالہ گزر گیا

جی لگ گیا قفس سے ہمین کچھہ نہین خیال — موسم بہار کا کدہر آیا کدہر گیا

ساقی ترے طفیل سے ہمکو مہ صیام — معلوم ہی نہین کدہر آیا کدہر گیا

شکر مین کرنے لگا تہا بر جفاے یار سے — لب تک آتے آتے وہ سب حرف افغان ہوگیا

وصل کا وعدہ نہین تو قتل کا وعدہ سہی — دلکے بہلانے کو میرے کوئی صورت چاہیئے

شوکت نے جان دی ترے در پر ہزار شکر — وہ مرتے مرتے یہہ بہی بڑا کام کر گیا

تہی عار جنکے نام سے کی اون کی التجا — لگ جاے آگ اس دلِ خانہ خراب کو

جبکہ ابرو کا اشارہ ہی کرے عالم کو قتل
اوس ستمگر کی بلا لیتی ہے خنجر ہاتھ مین

شہرت مرزا حاجی بن مرزا قیام الدین از اولاد شاہ عالم بادشاہ تلمیذ عبدالرحمن خان احسان گفتارش ہمہ مایۂ انتخابست او راست ؎

پہوٹ کر رونے سے اپنے زخم دل خندان ہوا
ہم اگر روئے بہی تو اس رونے پہ ہنسنا ہوا

کچھ نشان مجھ بے نشان کا بعد مردن بنگیا
حسرتین ہو ہو کے اکجا جمع مدفن بنگیا

مہلت بقدر گردش ساغر تو دے فلک
ساقی کو ڈہب یہ لائے ہین سو التجا سے ہم

تہوڑی امید وصل پہ رسوائیان ہوئین
جان دینی اب قبول یہ کرتے دعا نہین

لبو نپہ آنے نپایا تہا اپنے حرف امید
کہ اتنی دیر مین وہ ہو گئے خفا ہم سے

نہ چہوٹا زلف سے دل اور نہ دل زلفین بنانے سے
یہہ وہ جنجال تہا جس سے نہ تم نکلے نہ ہم نکلے

شہیدی منشی کرامت علی خان ولد عبدالرسول خان عروضی لکہنوی با مصحفی و نصیر دہلوی نسبت تلمذ داشت در عروض و سیاق دستگاہ بلند و پایۂ ارجمند بہم رسانیدہ بیشتر در سیاحت ماندہ در ۱۲۵۶ھ بعد ادای حج بیت اللہ بمدینہ منورہ رسید چون نظر بر روضہ مطہر گماشت قالب خاکی گذاشت دیوانے دارد ؎

نام میت کا سُننے سے جسے غش آتا ہو
وہ جنازے پہ شہیدی کے مقرر آیا

جلد انصاف چکا خلق کا اے داور حشر
پہر قیامت ہے جو وہ شوخ ستمگر آیا

وعدۂ شام پہ کی ہمنے عبث جاگ کے صبح
وہ اوسی وقت نہ آتے اگر آنا ہوتا

ہزار مرتبہ دیکہا ستم جُدائی کا
ہنوز حوصلہ باقی ہے آشنائی کا

شہیدی حشر کے دن بہی ہمارا ہو چکا اوٹہنا
یہی عالم رہا بعد فنا گر ناتوانی کا

شاد ہو ہو کے جلاتا نہ مجہے یون ہر دم
گر وہ بے رحم مرے حال سے غافل ہوتا

ہو چلا خنجر بیداد کا بسمل ٹہنڈا
لے ہوا اب تو کلیجہ ترا قاتل ٹہنڈا

بیمار محبت کو اب اللہ شفا دے | سنتے ہین کہ ہاتہہ اوس سے مسیحا نے اوٹھایا
گر کچہہ نہ ملا تو شہیدی آ دیکھے ہاتہہ | خنجر تو یون گلے پہ مرے بار بار پھرا
کانون سے سنا کرتے تہے ہم جادو ہی اک شئی | آنکھون سے تری نرگس فتان نے دکہایا
ہم نہ پہونچے اپنے مطلب کو نہ پہونچے پر خدا | یہہ نہ سنوائے کہ مطلب غیر کا حاصل ہوا
ظالم کبھی تو بام پر آجا کہان تلک | بہلائے جی کوئی درو دیوار دیکہکر
پاکباز ایسا ہون گر مر جاؤن میری قبر پر | لاکے پروانہ چراغ اور گل چڑہائے عندلیب
ہوئے عشاق نوازی کے وہ دلسے معروف | ہائے مقبول ہوئی میری دعا میرے بعد
بیقراری دلکی مین کیونکر جتاؤن یار کو | سینہ پر جب ہاتہہ رکہتا ہی ٹہر جاتا ہے دل
مین تو سمجہاؤن ہزار اوسکو شہیدی لیکن | میرے سمجہانے سے کب یہہ دل شیدا سمجہا
دل مین یہہ سوچ کے شرمندہ سا رہجاتا ہے | گہر مین سن سنکے وہ چرچا مری رسوائی کا
اغیار کا منہہ تہا مجھے محفل سے اوٹہاتے | سچ یون ہے تری رنجش بیجا نے اوٹہایا
میرے دم تک اوس گلی مین حشر کا ہنگامہ تہا | اپنا لاشہ اوٹھتے ہی سب شور و شر جاتا رہا

سو نند و تم دو ہی دو بوسے ولے اک ڈھب کے دو
ہے مثل مشہور بن مطلب کے سو مطلب کے دو

ایام مصیبت کے تو کاٹے نہین کٹتے | دن عیش کے گہڑیون مین گذر جاتے ہین کیسے
قتل کرتا ہے مجھے وہ اپنا عاشق جانکر | ہاتہہ سے اوسکے گلے پر میرے خنجر کیا چلے
مدعا گر کام دل ہے یار سے + | دن مین سو آ سکتے ہین بازار سے

ظلم و جفا کا طور و طرز آنکھون دکہا دیا کہ یون
مہر و وفا کے باب مین منہہ سے نہ کچہہ کہا کہ یون

شیرین تخلص حضرت عفیفۂ دوران و معصومۂ زمان بزم افروز ابہت
و اجلال مسند آرائے جاہ و اقبال زیب اورنگ سروری درۃ التاج برتری جناب

نواب شاہجہان بیگم صاحبہ المخاطب برئیس دلاور اعظم طبقۂ اعلاے ستارۂ ہند کار کیائے
ریاست بہوپال دام ظلہا العالی علی العالمین بالاقبال والاجلال ترجمۂ حافظہ حضرت ایشان
در صبح گلشن و شمع انجمن بہ بسط تمام سمت نگارش یافت و محامد و محاسن جمیلہ ایشان
کالشمس فی نصف النہار روشن تر است محتاج گزارش نیست سال ولادت ایشان
از خورشید اقبال دریاب در اوائل از انچہ بریختہ فکر فرمودہ دیوانے ترتیب داد
کہ بقالب طبع ریختہ شد بیشتر در پارسی گفتار فکر میفرماید کسے را از ذکور و اناث نشنیدہ باشی
کہ با این ہمہ اشتغال عظام امور ریاست و ہجوم کاروبار سیاست و عدالت در
تنگناے سخن باین عنوان شایستہ پا گزاشتہ باشد درینجا چند ابیات از گفتار سابقۂ
ایشان انتخاب زدہ نذر دیدۂ ارباب بصیرت می نمایم چہ زیبا می فرماید ہ

پہلی سی رکاوٹ نہین اب ہی نظر لطف	آغاز سے بہتر ہوا انجام ہمارا
کافر کیا مجھکو بہی تری زلف نے کافر	اس لام نے کھویا ترے اسلام ہمارا
تم وہ نہین رہے ہو تو ہم بہی نہین ہین وہ	اسوقت مین جو ہمکو بلایا تو کیا ہوا
سرخرو ہونیکے قابل کیا حنا تہی مین تہا	آپکے قدمونکے نیچے اوسکو جا تہی مین تہا
حال دل کہنے کے قابل ہی نہین ہم کیا کہین	تم کہو اپنی نہ پوچھو ہمسے تمکو کیا ہوا
قابل پابوس ہی کیا ہم نہین ہین آپکے	کیا خطا کی ہمنے گر چوما قدم کو کیا ہوا
عرش تک جاتا تہا یا اب کان تک جاتا نہین	ہمنشینو میرے نالے کے اثر کو کیا ہوا
کیون نہ آتے ہی وہ اوٹھ جاتے مرے پہلو سے	بیٹھنا دیر تلک منع ہے بیمار کے پاس
درد فراق ہی مین سدا مبتلا رہے	دنیا مین اسطرح بہی رہے ہم تو کیا رہے

شفیقہ اعظم بیگ خان متوطن لکھنو تلمیذ جرأت ہ

وقت خلوت نہین کہہ سکتے جو کچھ یار سے ہم	بیٹھے منہہ تکتے ہین حیرت زدہ لاچار سے ہم

شیفتہ نواب محمد مصطفے خان بہادر خلف ارشد عظیم الدولہ سرفراز الملک نواب

مرتضے خان بہادر مظفر جنگ از عمائد دہلی بودہ است در ریختہ بمومن خان دہلوی تلمذ داشت و در پارسی از مرزا نوشہ باستفادہ پرداخت گفتار دلنشینش روح فصاحت است و جان بلاغت و سخن شیرینش بیخ لطافت ست و اصل سلاست در سنہ ۱۲۸۶ کوس رحلت نواخت و تذکرہ و دیوانے یادگار گذاشت این نغمہ شیرین از جوش فکرت اوست چہ خوش گفتہ ؎

آپ مرتے تو ہین پر جیتے ہی بن آئیگی
کون کہتا ہی کہ ظلمت مین کم آتا ہی نظر
بسکہ آغاز محبت مین ہوا کام اپنا

شیفتہ ضد یہ جو اپنے وہ ستمگر آیا
جو نہ دیکھا تھا سو ہم نے شب ہجران دیکھا
پوچھتے ہین ملک الموت سے انجام اپنا

سب باتین اونہین کی ہین یہہ سچ بولیو قاصد
کچھ اپنی طرف سے تو تصرف نہین کرتا

تم لوگ بہی غضب ہو کہ دل پر یہہ اختیار
خیر جو گذری سو گذری پر یہی اچھا ہوا
کچھ ہم سے خفا رہتے ہین کبھی اونسے خفا ہم
آنکھونسے یون اشارہ دشمن نہ دیکھتے
کہتا ہون جو غیر سے نہ ملئے
ہم بہی دکہاتے غیر سے اخلاص کا مزا
غیر سے حرف تمناے جفا کہتے ہو
اونکا لگاؤ اور بہی کرتا ہے بیقرار
خجل ہون آپ مین بیوقت اپنے آنے سی
ایسے جفاے یار مین پائے مزے کہ بس
یاس سے آنکھ بہی جھپکی تو توقع سی کہلی

شب موم کر لیا سحر آہن بنا دیا
خط دیا تہا نامہ بر نے اونکو تنہا دیکھکر
مدت سے اسیطرح نبہے جاتی ہی باہم
ہوتے نہ اسقدر جو نگہبانیونمین ہم
کہتا ہی کہ کیا مین بیوفا ہون
آفت تو یہہ پڑی ہے کہ تم بدگمان نہین
کس سے کہتے ہو تمہین خیر ہی کیا کہتے ہو
وان کچھ نہو تو جوش یہان اسقدر نہو
تم اور کرتے ہو ہنس ہنس کے شرمسار مجھے
منکر ہی ہو گیا مین عذاب الیم کا
صبح تک وعدہ دیدار نے سونے نہ دیا

نہ لکھا تھا غمِ ناکامیِ عشق	جواب نامہ بے مدعا کیا
میرے آنے سے تم اوٹھہ جاتے ہو	بزم دشمن مین کچاؤن کیونکر
ایسی رغبت سے کرے قتل گمان کا ہیکو تھا	شیفتہ اوسکو تو لو تم سے محبت نکلی
ناصح تری زبان ترے بس مین نہو تو پھر	انصاف کر کہ دل پہ مرا زور کیا چلے
پھر بلا سے کوئی بیٹھے شیفتہ	اوٹھہ گئے جب آپ کوے یار سے
ایک حالت پر نہین رہتا کوئی	اب وفا ہو بیوفائی ہو چکی
بے عذر وہ کرلیتے ہین وعدہ یہہ سمجھکر	یہہ اہل مروت ہین تقاضا نکرینگے

شیخ محمد جان باشندہ لکھنؤ در خوشنویسی ید طولے دارد بیتے از گفتار سابقہ او گوش خوردم کہ بضبط کتابت درآوردم ٭

الفت مین او پیچ نہ سوجھی جہان کی	پوچھی زمین کی تو کہی آسمان کی

حرف الصّاد

صابر مرزا قادر بخش فرزند مرزا کرم بخت بہادر نبیرۂ مرزا معز الدین جہاندار شاہ بادشاہ دہلی با عبد الرحمن خان احسان و مولوی صہبائی نسبت تلمذ داشت تذکرہ و دیوانے بزبان ریختہ یادگار خویش گزاشت ٭

کیا ہمکلام ہون کہ خدا نے بنا دیا	اے یار بے دہان تجھے اور بے زبان مجھے

صاحب شیر زمان خان نبیرہ و تلمیذ عبد الرحمن خان احسان متوطن دہلی وہم از ذوق دہلوی استفادہ داشت اوراست

شرمندہ ہے ناکامی فرہاد سے اتنا	ہرگز کبھی تیشہ کا سر اوپر نہین ہوتا
ذرا آنکھونمین رکھنا اوسکو صاحب	کہین یہہ طفل اشک ابتر نہووے

صادق صادق علی خان المعروف بہ میان ستیا بیگ تلمذ بخش جرأت مصلح گفتار او بودہ این رباعی از گفتار اوست

کس سے کہون آہ جا کے حالت دلکی — گھٹتی جاتی ہے روز طاقت دل کی
وہ جان جہان نہ آیا اور جان چلی — افسوس رہی دل ہی مین حسرت دل کی

صالح مرزا مصلح الدین ابن مرزا حسین بخش نبیرۂ ابوظفر بادشاہ از ارشد تلامذہ مرزا پیارے رفعت اوراست

نکلتی جان تو کیونکر نکلتی — کہ دم تو یار مین اٹکا ہوا تھا
وہ لوگ کون تھے کہ جو برسون ستم سے — اپنا تو دو ہی دنمین عجب حال ہوگیا
ہمکو تو دل لگی مین اوٹھی ہین بلاؤین — سو دل خدا جو دیوے تو سو جا لگائیے
زندگی کی کوئی صورت نہین آتی ہے نظر — درد دل مین یہہ اوٹھا ہے کہ خدا خیر کرے

صبا منشی محمد صابر حسین فرزند منشی احتشام الدین حسین از باشندگان سہسوان از قدر افزائی رئیسہ عالیہ اندرین ریاست تعلق ملازمت دارد در ہر دو زبان پارسی و ریختہ دستگاہ دارد مثنوی شوکت خسروی بروش سکندر نامہ بمدح رئیس رامپور نتیجۂ فکر اوست میگویند کہ بارہا گفتار خویش گرد آورد و بدیگران قسمت نہاد امروز بیش از دو سہ غزل از آن او نخواہد بود این ابیات چند او راست چہ خوش گفتہ

شب وصلت ہی خلوت مین نہ غیر آئے لقا ٹھہرے — نہ اندیشہ رہے دلمین نہ آنکھون مین حیا ٹھہرے
کرے وہ قتل یا چھوڑے صبا ہے اختیار اسکو — وہی مرضی ہے اپنی بھی جو قاتل کی رضا ٹھہرے
جیتے جی موت کی بھی یاد نہ بھولے انسان — رہے عالم مین مگر اور ہی عالم مین رہے
یان شوق کی کثرت ہی تو وان شرم بڑی ہے — جھگڑا ہے سوا رات ہے کم دیکھیے کیا ہو

صبا میر وزیر علی ابن میر بندہ علی لکھنوی موطن تلمیذ رشید آتش در ۱۲۷۱ از پشت اسپ بر افتاد و جان بداعی اجل داد سخن شایستہ میفرماید

اللہ رے اونکا غصہ اتنا نہین سمجھتے ... کیونکر کہو نہ پوچھنے گا جب یون عتاب ہوگا

لے گیا چھین کے دل وہ بت پرفن کیسا ... رہ گئے دیکھتے منہہ شیخ و برہمن کیسا

آدم سے باغ خلد چھٹا مجھسے کوے یار ... وہ ابتداے عشق تھی یہ انتہاے عشق

تجربہ دونونکی جان بازیونکا کردم قتل ... امتحان غیر کا میرا سر میدان ہوجاے

صبا کانجی مل فیروزآبادی موطن ولکھنوی مسکن شاگرد مصحفی در عین شباب در گذشت ودیوانے یادگار گذاشت از وست ؎

افسوس وہ آرام عدم مین بھی نہ آیا ... جسکے لئے دنیا سے سفر ہم نے کیا تھا

مجھے آتا ہے تجھپر رحم اوس قاتل کے کوچہ مین ... لئے جاتا ہے نامہ آج تو اے نامہ بر کس کا

صبا مرزا راجہ بشنکرناتھ بہادر ولد راجہ رام ناتھ بہادر تلمیذ سعادت یارخان رنگین این دو بیت از نتایج افکار اوست ؎

کیا پوچھتے ہو جور و ستم مجھسے یار کا ... دیکھو نہ حال میرے دل بیقرار کا

ہون مین صدقے ترے بہانے کے ... خوب ڈھب یاد ہین نہ آنے کے

صبر اجودھیا پرشاد کایستھ باشندہ شاہجہان آباد از منشی بسنت سنگھ نشاط وشاہ نصیر باستفادہ پرداخت ؎

خزان کے روز تو رو رو کے باغین کاٹے ... پھنسے قفس مین جو اب موسم بہار آیا

صبر کب دیتے تھے ہم اوس کاکل پیچان کو دل ... آپ سے مانگا تو پھر موقع نہ تھا انکار کا

بدنامیان ہین باعث نام آوری یہان ... ہم جانتے ہین عشق مین کچھہ عز و شان نہین

صدق شیخ محمد اشارت علی خلف شیخ نوازش علی کمبوہ از سکنا میرٹھہ بامظفر خان گرم تلمذ داشت از وست ؎

اے صدق ضعف سے مری آواز بند ہے ... اوس بدگمان کو وہم کہ مغرور ہوگیا

مین کہان وہ کہان کہان جلسے ... چشم بد لگ گئی مقدر کو

صبر سید محمد میرخان شنیده ام که یکے از تلامذهٔ میر امداد حسین صغیر بوده زیاده برین آگهی نیافتم ۵

وعدهٔ وصل تو هر روز هوا کرتا هے	آج دے ڈالئے اک بوسه کڑا دل کرکے

صفدر تخلص نواب صفدر علی خان ابن نواب محمد سعید خان بهادر مرحوم والی رامپور عم عالیمقدار نواب کلب علیخان بهادر فرمانرواے حال رامپورست گرامی برادرش نواب محمد یوسف علیخان بهادر مغفور را در ابطل حمایت پرورد فارسی خوب میداند خط خوش می نگارد در فنون سپهگری مشاق است و در تصویر کشی شهرهٔ آفاق در عالم سیر و سیاحت بر پری پیکرے فریفته شد و شعر و سخن را ذریعهٔ اظهار درد دل یافته دل بشاعری بست منشی امیر احمد امیر که تلمیذ منشی مظفر علی اسیرست اوستاد اوست بهدرین زمانه که تذکره بزم سخن زیر تدوین ست دیوان خود را که حاوی اصناف کلام باشد فرستاده است بندے ازان بطریق انتخاب نذر شایقین کلام کرده میشود ۵

سب جانتے هین عاشق ترا چهپا نهین هون	همراه میرے چرچا هوگا ضرور تیرا
هرچند وه خفا هے صفدر یهی عذر لازم	چل تو معاف کردے شاید تصور تیرا
وصف واعظ سے تو هم سنتے هین حسن حور کا	کون جانے جهوٹ هے یا سچ یهی شهره دور کا
کرتا هون وصف حسن تو کهتے هین ناز سے	جوبن هے همیں نام خدا پهر کسیکو کیا
مین لیکے مفت مین منت پذیر کیون هوتا	جناب خضر کہیے آب بقا شراب نتها

کبهی بیڑیون سے جنون مین هم هوے خوفناک نه طوق سے	
	سر انکسار جهکا دیا قدم ثبات بڑها دیا

ایک میرے قتل نے دو بوجه رکهے دو طرف	تیرے سر پر خون میرے سر پر احسان رکهگیا
بڑی بات یهه هے که قاصد کسی نے	لکها هے همین خط مین شیدا همارا
ذرا بزم سے اوٹهه کے خلوت مین سنلو	خدا جانئے کیا مدعا هے کسیکا

فغان کو سنکے مرے تو عبث بگڑتا ہے — مرا گلا ہے مرا منہہ مری زبان صیاد

مین نے کہا جو اونسے کہ شکوہ ہین بہو — آنکہین جہکا کے بولے کہ کس اعتبار پر

قصد چلنے کا ہے مقتل مین مبارک ہو مگر — اک ذرا اپنا پرایا تیغ قاتل دیکہکر

ہے ابتداے محبت مجہے تمیز نہین — کہان کلام کرون اور رہون کہان خاموش

یہہ کہکے پہیر دیتا ہے قاصد کو یار خط — لونگا جو ایک مین وہ لکہین گے ہزار خط

ہاتہہ پہیلا کے لپٹتے تو لپٹ ہی جاتے — سہل سی بات کو کر دیتا ہے دشوار لحاظ

کیا تکلف ہے جو دم بہرتے ہین بسمل تیرا — بات جب ہے کہ مسیحا کہے قاتل قاتل

گلے مین مرے ہاتہہ وہ ڈال کر — یہہ کہتے ہین صفدر منا لے ہمین

لیتا ہون ایک گال کے بوسے جو چار پانچ — کس ناز سے وہ کہتے ہین بس اب دہنے نہین

کوئی آشنا تو بتا دے کہ حسینان جہان — دل جو لیجاتے ہین عشاق کا کیا کرتے ہین

وہ اور جواب میرے سوالونکا نامہ بر — وہ بات کہہ کہ آئے کسی کے خیال مین

ماتم کشتۂ فراق آج ہی بزم یار مین — موت خزان مین آئی تہی پہول ہو بہار مین

نہین آتی ہے شرم سے باہر — یہہ دولہن ہے کہ آرزو دل مین

صبح جو اوسکے در پہ گئے ہم ہو کے خفا دربان نے کہا
ٹہنڈے ٹہنڈے گہر کو سدہارو آج کی صحبت عام نہین

جوانی جا چکی پیری بہی آئی — بس اب آگے قضا ہے اور مین ہون

آگے دو راہے مین پہنسنے فلک ہے کس طرف چلین
رند بتاتے ہین کہ یون کہتے ہین پارسا کہ یون

صفدر یہہ آرزو ہے کہ تنہا جو وہ ملین — کچہہ روئین کچہہ گلہ کرین کچہہ گفتگو کرین

وہ تو توڑکر چوڑیون کو اپنے یہہ بولے میرے کفن مین رکہکر
کہ محشر مین ڈہونڈ لینا کسی جگہہ اس نشان سے ہمکو

بیچین کر رہا ہے کیا کیا دل و جگر کو
ہر دم کسی کا کہنا جاتے ہین ہم تو گہر کو

وہ چلتے ہین اوبھر کر جوش مستی مین تو کہتی ہین
نہین کچہہ مال چوری کا چہپاؤن کیون نہ جوبن کو

احباب نے کی میری سفارش تو وہ بولے
دشمن مرے کیا کرنے لگین پیار کسیکو

خرابات جہان برباد ہو جائے تو ہو جائے
رہے ساقی سلامت خم کی خیر آباد میخانہ

شکوونکا کچہہ جواب جب اونسے نہ بن پڑا
گردن مین میری ڈالدیئے مسکرا کے ہاتہ

گھونگٹ اولٹ کے اوس نے شب وصل یہ کہا
کچہہ بک نہین گئے مرے دشمن حیا کے ہاتہ

دکہا کر وہ تلوار کہتے ہین مجہہ سے
خبر ہے تمہین کیا ہوا چاہتا ہے

کچہہ تو دل کو خوشی ہوا ے صیاد
جھوٹ کہدے کہ اب رہائی ہے

وہ آتے ہین سر تربت تو ناز کہتا ہے
حضور خاک سے دامن ذرا اوٹہائے ہوئے

اغیار جو آجائین تو کچہہ مجہہ سے نہ کہنا
چپکے سے کہا یون مجہے بٹہا کے کسی نے

صفا مرزا سعید الدین عرف ننہے برادر و تربیت یافتہ مرزا رحیم الدین حیا زاد بوم دہلی ست او راست ؎

روز کے ظلم و ستم انصاف کر
چرخ اتنا دم کہان انسان مین

صفا پیرن شاہ بن رتن شاہ باشندۂ دہلی از تلامذۂ ذوق بودہ است ؎

چپ رہیئے خدا کے لیئے اسحضرت ناصح
اسوقت خدا جانے مرا دہیان کہان ہے

صفدر صفدر بیگ خلف حیدر بیگ ساکن قدیم کرنال خوش باش دہلی ؎

نہ تم سے ترک جفا اور نہ ہم سے ترک وفا
نہ اختیار تمہارا نہ اختیار اپنا

اسطرح سمجہا مجہے ناصح کہ دل سمجہے مرا
بند کرنا در ہے اور سر پہوڑنا در ہے

صفیر نور خان ساکن میرٹھہ از شاگردان میر حسین تسکین ؎

آپ خنجر بچائیے اپنا
دہیان سودائی کو نہین سر کا

صولت قاسم علیخان بن کاظم علیخان حیران متوطن بنارس ؎

ملتے ہو رقیبون سے مرے گہر نہین آتے	اللہ تمہین اتنی بہی فرصت نہین ملتی

ضاد معجمہ

ضابط مہر علی خوش باش شاہجہان آباد طب نیکو میدانست ؎

یون تو ہر ایک سے وہ خلق سے پیش آتا ہے	پر ہمین سے نہ کہی اوس نے کبہی پیار کی بات

ضامن حکیم محمد ضامن باشندۂ اکبرآباد ملازم سرکار حیدرآباد بود و شاہ نصیر را مصلح گفتار خویش نمود اوراست ؎

تمکو کیا کیا وفا کے دعوے ہین	خیر کہیئے مجہے یقین آیا
کون اوٹھکر گیا کہ تو ضامن	ابتلک آپ مین نہین آیا
حاضر ہین دونون چاہے اسے چاہو اوسکو لو	جان آپکی ہی دل بہی مری جان ہی آپکا

ضیا میر ضیاء الدین دہلوی موطن عظیم آبادی مسکن در سنہ ۱۱۹۴ داعی اجل را لبیک گفت اوراست ؎

صاف تہا جب تک تو ہمکو ہی جواب صاف تہا	اب جو خط آنے لگا شاید کہ خط آنے لگا
کل کی رسوائی تجہے کچہہ یاد ہی اے ننگ خلق	آج کوچہ مین ضیا تو اوسکے پہر جانے لگا

ضیا شخصے ولی اللہ نام اکبرآبادی گذشتہ جز این قدرش ندانم ؎

رہیگی یون ہی اگر دل کو بیقراری رات	خدا ہی جانے کہ کیونکر کٹے ہماری رات

ضیغم حافظ اکرام احمد ابن حافظ قطب الدین از سکنائے رامپور پیشتر حشمت تخلص میکرد عروض و قوافی نیک میدانست عمر در سیر و سیاحت بسر بردہ در ہزلیات و ریختی و مرثیہ مہمان تخلص کردی در جمیع اصناف سخن قادر بود سودائے کیمیاگری در سر داشت در سنہ ۱۲۸۶ جہان و جہانیان را گذاشت ؎

آئی سحر نشان شب اصلا کہین نہین — پر آنکہ گئی نہین اب تک نہین نہین

حور کے غم سے غلمان کے صدمے مضغم — بعد مردن بہی رہا ہمکو نہ آرام سے کام

الطاء

طالب حافظ طالب باشندۂ رامپور مردے مستعد ذکی الطبع بودہ است ۵

چیر کے سینے کو شق کیجے دل دلگیر کو — یہہ بہی دو جا گہ ہین اور کیا کہا گیا مین تیر کو

اشک امڈا ہے مرا ابر سے کہدو جا کر — آبرو چاہے تو بہکر مرے گہر سے برسے

طالب الاپچی رام ابن سونی رام از سکنائے جلال آباد قوم برہمن و از تلامذۂ عبد الغفور خان نساخ طبع شگفتہ دارد ۵

ہنسی سے شوم بہلا ہی کہ دی جواب نشاب — اجی تم اتنا تو فرماؤ آؤگے کہ نہین

ہم تو مرتے ہین ایک مدت سے — وہ جی تمکو کچہہ خبر ہی نہین

طبیب حکیم محمد حسن خان ولد فتح خان فرخ آبادی موطن تلمیذ رشید منیر لکہنوی

فتنۂ حشر بہی جب جہک کے قدم لیتا ہے — تم تو دو ہاتہہ قیامت سی بہی بڑہکر نکلے

طپان مرزا احمد بیگ خان پور نواب عطاء اللہ خان از عمائد دہلی مقیم کلکتہ از تلامذۂ مرزا جان طپش بود در سنہ ۱۲۳۴ھ رحلت نمود او راست ۵

طرفین کی الفت سے تکمیل محبت ہو — امکان نہین بجنا اک ہاتہہ سے تالی کا

کیجے دل شوریدہ کو ہرگز نہ مرے ساتہہ دفن — کہوئیگا زیر خاک بہی ورنہ مرے آرام کو

تغیر وعدۂ جانان مین سو سو بار ہوتا ہے — کبہی اقرار ہوتا ہے کبہی انکار ہوتا ہے

طپش مرزا محمد اسمعیل المعروف بہ مرزا جان ابن مرزا یوسف بیگ از احفاد سید جلال الدین بخاری باشندہ قدیم دہلی مدتے برفاقت مرزا جہاندار شاہ

به لکهنؤ بسر برده و روزگاری بمعیت نواب شمس الدوله بهادر به ڈهاکه گزرانیده در سنسکرت مهارتی کامل داشت و از خواجه میر درد باستفاده سخن پرداخت کلیاتی دارد

ایسی کیا کی ہے دلا ہمنے بتونکی چوری	دیکهکر ہمکو جو یہ آنکهہ چرا لیتے ہین
نی پیروی قیس نہ فرہاد کرینگے	ہم طرز جنون اور ہی ایجاد کرینگے
سرخ اپنے لہو سے تری دستار کرینگے	آخر کو ہم اکدن ترے سر چڑهکے مرینگے

طرب مولوی رحیم بخش نبیسۂ شیخ نور محمد قادری متوطن تهانیسر اقامت گزین دہلی از عبد الکریم باستفاده پرداخت اوراست ه

مرغ دل مشتاق ہر تیرے مژہ کی تیر کا	دل نہ توڑا چاہئے صیاد اس نخچیر کا
قتل تو کرتا ہے ہمکو پر نہین ہون برگشتہ بخت	خوف یہہ ہے منہہ نہ پھر جائے تری تلوار کا
اے طرب عشق سے پرہیز ہے لازم تجهکو	جان جائیگی کسی بت پہ اگر دل آیا
آفت زدہ تهے اور بهی دنیا مین انیک	کیا خاک مین ہمین کو ملانا ضرور تها
ہین ہاتهہ مین سفاک کے یہ تیغ و سنان آج	دو چار کے سر جائینگے دو چار کی جان آج
ہوائے شوق سے اوڑکر چمن مین پہونچینگے	نہین سہی ہم اگر بال و پر نہین رکهتے

طرز احمد حسین دہلوی تلمیذ مرزا خدا بخش قیصر ه

دل کو ترے ستانا چاہا نہ ہمنے ورنہ	نی گریہ بے اثر تها نی نالہ نارسا تها

طور محمد رضا پور مرزا اعظم بیگ لکهنوی از تلامذۂ برق دیوانی دارد ه

عوض بوسہ کے ہمنے گالیان دین یاکہ حضرت نے	ذرا انصاف تو کیجے نکالا کسنے شر پہلے

الظاء

ظالم ظالم سنگه قوم برہمن دہلوی مسکن ہر دو زبان فارسی و ریختہ نیک میدانست ه

دن تو رو پیٹ کے کٹے لیکن
ہجر کی شب پہاڑ آتی ہے

ظاہر رام پرشاد کھتری از سکنائے دہلی و از تلامذۂ مرزا رحیم الدین ایجاد بودہ است
او راست ہ

بیچے دل اون بت بیداد گر سے کیا ظاہر
کہ سادگی یہ وہ عیار ہے زمانے کا

ظاہر گر ایک بار بھی جاوے تو یون کہے
آنا مجھے پسند نہین بار بار کا

صیاد تیرے ڈر سے ہون خاموش ورنہ یان
مین اور جہین دیوے گھڑی بھر فغان مجھے

ظاہر خواجہ محمد جان باشندۂ دہلی از تلامذۂ مرزا مظہر رح ہ

اے آہ اسقدر تو گر بے اثر نہوتی
ممکن نتہا کہ اوسکے دل کو خبر نہوتی

ظریف میر امان اللہ اصلش از لاہور است از دگرگونی دوران بہ لکھنؤ توطن گزید

وعدۂ وصل تلک کیون نہ جیے صد افسوس
مر کے ہم ایسے پشیمان ہین کہ جی جانے ہے

ظفر ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ خلف الرشید سلطان جہان محمد اکبر شاہ بادشاہ دہلی در خطاطی دستی بلند داشت و در سخن پایۂ ارجمند گفتارش اگرچہ سادہ پرکار است اما ہمہ اش خاطر شکار است محاورہ گوئی از آن اوست و معاملہ نویسی زیر فرمان او سخنگوئی از شاہ نصیر و ذوق آموختہ و کمتر ایام با غالب مشق این فن کردہ در رنگون بعمر نود سالگی در ۱۲۷۹ھ بخوابگاہ عدم بر آسود چار دیوان از نتائج فکر بلند اوست

بوسہ جو طلب کیا شب اوس سے
بولا وہ رشک ماہ کیا خوب

ہاتھا پائی مین جو کل ٹوٹ گیا ہار اونکا
اسقدر میرے گلے کے وہ ہوئے ہار کہ بس

صد آرزوئے وصال و حیات نیم نفس
نفس شماری و اندوہ بے شمار دریغ

جو کچھ وہ پوچھے تو ترک جائیو نہ ای قاصد
تجھے خدا کی قسم کہیو تو تڑاق پڑاق

گالیان دے چکے اب نالۂ و زاری تو سنو
اپنی سب کہہ چکے تھوڑی سی ہماری تو سنو

واہ تم صبح کو بھلے آئے +
دن چڑھے کہہ کے دن ڈھلے آئے

بتون پہ زاہدو گر ہم فدا ہونگے تو ہونے دو | تمہین پھر کیا گنہگار خدا ہونگے تو ہونے دو
کبھی آ گئے وہ جو یان چلتے پھرتے | تو دیکر ہو گئے گالیان چلتے پھرتے
جلا جی نہ دل مفت لیکر کسی کا | کہا بھی تو مان اے ستمگر کسی کا

ظہور مولوی ظہور علی ابن مولوی فتح علی ہریانوی خوش باش دہلی تلمیذ عبدالرحمن خان احسان و شاہ نصیر و مومن این بیت ازوست ہ

اے اشک مرے دیدۂ نمناک سے باہر | جاتا ہے کدہر تو تو مرا لخت جگر ہے

ظہیر سید ظہیر الدین حسین عرف نواب مرزا ابن میر جلال الدین خوشنویس باشندۂ دہلی در خطاطی استاد ابوظفر بادشاہ و در سخن شاگرد ذوق اوراست

ہے تیری خستگی مری صورت سے آشکار | کچھ داغ دل نہین کہ دکھایا نجائیگا
جانے کو خیر جائیے اوس بزم مین ظہیر | حضرت سلامت آپ سے آیا نجائیگا

ظہیر سید محمد جان ابن میر یحییٰ ناظم از باشندگان دہلی سخنگوئی از والد مستعد خود آموخت ہ

یان حرف بیوفائی نکا تہا بس یہی ذکر | ہمنے خدا نخواستہ تمکو کہا نہین
اک دلربا کے کہنے پہ اتنی خفا ہوئے | کچھ جنگجو کہا نہین بدخو کہا نہین

حرف العین

عارف محمد عارف کشمیری الاصل دہلوی مولد تلمیذ نجم الدین آبرو پیشۂ رفوگری میکرد دیوان ریختہ اورا یادگار است ہ

اس ابر مین بے ساقی و مے جی پہ بنی ہے | ہر بوند کا کھانا مجھے ہیرے کی کنی ہے

عارف نواب زین العابدین خان پور نواب غلام حسین خان باشندۂ دہلی

سخنگوئی از شاہ نصیر و مرزا غالب آموختہ در ۱۲۶۸ھ بساط حیات در نوردید گفتار دلچسپ میسراید دیوانے ضخیم دارد ص

کہاں سے آگئی اسمیں ترے رفتار کی تیزی
کہ چلنا قتل کرتا ہے ہمیں شمشیر براں کا

رسوا ہوا تو اہل وفا میں ہوا عزیز
اچھا ہوا وہ حق میں مرے جو برا ہوا

ہم تو دیوانے ہیں مجنوں کی کیے جاوینگے
ہیں حسین آپ طرفداری لیلےٰ کیجے

عارف بتا کہ سر ہے یہ کس دنکے واسطے
پھرتا ہے آج تیغ وہ عریاں کیے ہوئے

عابد میر عابد علی ابن میر مہدی علی لکھنوی شاگرد میر امان علی سحر و انیس ص

مٹی ہوا ہوا پامال ہو گیا
کیا پوچھتے ہو نا کہوں ماجرا دل

عاجز مرزا عبد اللہ بیگ ولد مرزا احمد بیگ باشندہ شاہجہان آباد از تلامذۂ غا

کل تو جاؤ گی قسم کھائی تھی تم نے عاجز
آج پھر جاتے ہو اوس شوخ ستمگر کے پاس

روتا ہوں تو ہنستے ہیں وہ کم ظرف سمجھکر
کرتے ہیں خجل مجھکو مرے دیدۂ تر اور

عاشق اقبال حسین ابن نور الدین متوطن دہلی تلمیذ مرزا نوشہ ص

ربط کچھ داغ و جگر کا بھی ہے چسپاں عاشق
ورنہ اس دور میں کوئی بھی کسیکا ہوا

توبہ تو کر چکا ہوں مگر کچھ کچھ اندنوں
دیتی ہے دم بہار کی آب و ہوا مجھے

عاشقی آغا حسین قلی خان پسر آغا علی خان خراسانی الاصل مقیم لکھنو بزرگان او در خاندان تیموریہ سرفرازی داشتند و خود ہم بہ عہدہ ہائے جلیلہ مامور ماندہ تذکرہ نشتر عشق اوراست بیتے از وے خوش آمد کہ بنگارش آوردم ص

جس سے کہ میں پوچھوں ہوں مزا عشق کا گیا
رو رو کے یہ کہتا ہے کہ کچھ کہہ نہیں سکتا

عاصی منشی امداد حسین ابن سبحان علی خان از ناسخ استفادہ سخن داشت

میں کس کس شعلہ رو کو سینہ صد چاک دکھلاؤں
رہا تھا ایک دل سو جل گیا کیا خاک دکھلاؤں

عاصی لالہ گھنشیام راے دہلوی تلمیذ نصیر دیوانے دارد ع

آپ ہی ٹک اپنی ابروے پرخم کو دیکھئے	تیغ دو دم کو دیکھئے! ور ہمکو دیکھئے

عالی مرزا عالی بخت بہادر از اولاد شاہ عالم بادشاہ با مرزا معز الدین ثابت و عبد الرحمن خان احسان نسبت تلمذ درست داشت ع

آب دم شمشیر کا کسکے ہے بیان کر	پانی جو بہر آیا ہے لب زخم جگر مین
حاضر ہوا جو یار تو قسمت کا پہیر دیکھہ	معدوم وہ کمر ہوئی غائب دہن ہوا

عزلت سید عبد الولی ولد شاہ سعد اللہ سورتی اورنگ زیب بایشان اعتقاد دہا داشتہ در جمیع علوم عربیہ فضیلت تام بہم رسانیدہ سخن پاکیزہ می گفت دیوانے از وست ع

شکستہ گر ہوا دل اب نظر نکر مجہہ پر	یہہ ٹوٹے آئینہ مین منہہ تری بلا دیکھے
تنہا جو مین چلا طرف وادی جنون	زنجیر پاؤن پڑکے مرے ساتھہ ہو گئی

عزیز بہکاری لال باشندۂ دہلی تلمیذ میر درد بودہ است و او راست ع

کرے نہ یار اگر دلکو صاف کینے سے	عزیز موت بہلی پہر تو ایسے جینے سے
بات اب امتحان پر آئی	قصہ کوتاہ جان پر آئی

عزیز نواب عبد العزیز خان ابن نواب سعادت یار خان نبیرہ حافظ الملک رحمت خان رئیس بریلی امروز بفضلہ بقید حیات است سخن شیرین می آرد ع

فرقت مین جان بہی نہ بدن سے نکل سکی	یہہ سہل کام ضعف سے دشوار ہو گیا
نام رکہین گے وہ ہم لینگے اگر نام جفا	بات شکوہ کی کہین گے تو شکایت ہوگی

عزیز راجہ یوسف علی خان مخاطب بہ اعتماد الدولہ ابن غلام رضا خان دہلوی الوطن و لکہنوی مسکن علی اختلاف القولین تلمیذ محمد بخش شہید یا آتش بود و او راست

بعد مدت سوا انکے یار نے پوچہا تو کیا	ساری دنیا سے بُرا ہو کے مین اچہا ٹہرا

دیتین سو مرتبہ یو جہہ رولا دیتے ہین
اور تو کچھ نہین لب اونکو ہنسی ہی تو یہہ ہی

عزیز مولوی محمد عبد العزیز دہلوی خلف الرشید حضرت صہبائی ہ

نہین ہے رحم و مروت جو تجھہ مین خیر نہو
ذرا خدا ہی کا کچھہ تیرے دلمین ڈر ہوتا

تہے نہ قابل کہ بلا واسطہ دیکھین اوسکو
بت بنائے ہین یہہ جلوہ ہمین دکھلانیکو

عزیز تخلص محمد عبد العزیز ابن شیخ مخدوم بخش انصاری تاجیکی الاصل خیرآبادی موطن وبھوپالی مسکن ست نبیرۂ منشی عبد الکریم میر منشی ریاست وتلمیذ حضرت افتخار الشعرا شہیرست در پارسی ہم سخن میگوید ازوست ہ

وہ دلربا ہو تم کہ مجھے ساتھہ دیکھکر
حسرت سے لوگ کہتے ہین بخت اس جوانکے ہین

لو وہ یوسف لقا عزیز آیا
قسم اللہ کی ہنسی سے نہین

عسکری عسکری احمد ابن مفتی نور احمد سہسوانی ملازم ریاست بھوپال تلمیذ منشی صبا ہ

سانس سینہ مین جو رکنے لگی آتے جاتے
مین رکاوٹ کا تری اوسکو اشارا سمجھا

عسکری محمد حسن برادر وتلمیذ نادر حسین ہاشمی از باشندگان کالپی بود ہ

مارے غصہ کے وہین ہونٹ چباتا ہے وہ شوخ
لب پہ دھوکے سے جو آجاے مرا نام کہین

عسکری نے لی جنون مین خانۂ دلبر کی راہ
ایسی مطلب کی نہ سوجھے گی کسی ہشیار کو

عشق شاہ رکن الدین عرف شاہ گھسیٹا معاصر سودا باشندۂ دہلی اقامت عظیم آباد ورزید دیوانے دارد ہ

کیا کیا جفائین ظالم ہمنے تری سہی ہین
لیکن شکایتون سے لب آشنا نہین ہین

عشق حکیم عزت اللہ خان بن حکیم قدرت اللہ خان دہلوی با حکیم ثنار اللہ فراق

نسبت تلمذ داشته صاحب دیوانست ٥

دل بیشمار تونے چرائے ہین زلف یار	لیوینگے بال بال کا تجھ سے حساب ہم

عترت میر غلام علی بریلوی سخنگوئی از مرزا علی لطف گرفته مثنوی پدماوت که از عبرت باقیمانده بود باتمام رسانیده دیوانے دارد ٥

غیروں نے ہنسا وہ جو مرے سامنے عترت	کچھ بس نہ چلا دیکھ کے آنسو نکل آئے
شب وصال ہین دلبر قلق ابھی سے ہی	سحر ہے دور مرا رنگ فق ابھی سے ہے

عشرت مرزا کلن بن مرزا حیدر شکوه داماد و تلمیذ مرزا پیارے رفعت در پارسی هم فکر میکرد ٥

قیس جنگل ہین رہا کوه مین فرہاد رہا	بے ٹھکانو نکا تمہارے ہی ٹھکانا نہوا
کشتے تو لوٹتے تہے پر قتلگہ مین قاتل	خنجر کو دیکھتا تہا اور اپنی آستین کو

عظمت میر عظمت الله ولد میر عزت الله خان جذب بریلوی مولد و جہان آبادی مسکن از مومن خان دہلوی اکتساب سخن کرده بیتے ازو دیده شد ٥

نام عظمت ہے نہ شوکت نہ شکوه	کیا ہی اس نام سے گھبراتا ہون

عیش حکیم آغا جان دہلوی ٥

مانا کہ ستم کرتے ہین معشوق مگر آپ	جو مجھ پہ روا رکھتے ہین ایسا نہین کرتے
افشاے راز عشق کے باعث تمہین تو ہو	سو بیجا بیان ہین تمہارے حجاب مین

حرف الغین

غالب مکرم الدوله بہادر بیگ خان ابن نیاز بیگ خان تورانی الاصل خوش باش دہلی تلمیذ ہدایت الله ہدایت در فارسی هم فکر میکرد بزم مشاعره

باہتمام تمام می آراست گویند کہ بشب مشاعرہ سخنوران و تماشائیان را بمہمانی خواندے و ہنگامۂ رقص و سرود می افروخت در سنہ ۱۲۶۱ بعدم آباد طبل رحیل کوفت اور است

بجلی کے چمکنے کا ہے احسان	شب چھاتی سے لگ گئی وہ ڈر کر
قصۂ درد و غم اپنا جو سنایا ہمنے	یا نہ اکثر رو کہ اوسکو بھی رولایا ہمنے

غالب مرزا نوشہ اسد اللہ خان المخاطب بہ نجم الدولہ دبیر الملک خلف الرشید عبد اللہ بیگ خان اکبر آبادی مولد و دہلوی نشاء حق اینست کہ زبان ریختہ از دکان بالا گرفت و گفتار پارسی پایۂ والا اگر او را مجدد سخن گویم بجاست و اگر مجتہد فن خوانم روا فروز شگرد و دمان فصاحت است و شمع شبستان بلاغت ستایش او محتاج بیان نیست ہر کہ بہرۂ از ادراک داشتہ باشد داند کہ او کیست و گفتارش چیست در پارسی تصانیف متعدده دارد در ریختہ دیوانے گزاشتہ در سنہ ۱۲۸۵ درگذشت اور است ہ

بوے گل نالۂ دل دود چراغ محفل	جو تری بزم سے نکلا سو پریشان نکلا
حیف اوس چار گرہ کپڑے کی قسمت غالب	جسکی قسمت مین ہو عاشق کا گریبان ہونا
لے تو لون سوتے مین اوسکے پاؤنکا بوسہ مگر	ایسی باتون سے وہ کافر بدگمان ہو جائیگا
جمع کرتے ہو کیون رقیبون کو ؛	اک تماشا ہوا گلہ نہوا ؛
مین اور بزم مے سے یون تشنہ کام آؤن	گر مین نے کی تھی توبہ ساقی کو کیا ہوا تھا
پکڑے جاتے ہین فرشتونکے لکھے پر ناحق	آدمی کوئی ہمارا دم تحریر بھی تھا
پوچھتے ہین وہ کہ غالب کون ہے	کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائین کیا
یارب نہ وہ سمجھے ہین نہ سمجھینگے مری بات	دے اور دل اونکو جو نہ دے مجھکو زبان اور
مرتا ہوں اس آواز پہ ہر چند سر اوڑ جاے	جلاد کو لیکن وہ کہے جائین کہ ہان اور
اگلے وقتونکے ہین یہ لوگ انہین کچھ نہ کہو	جو مے و نغمہ کو اندوہ ربا کہتے ہین

زہر ملتا ہے نہین مجھکو ستمگر ورنہ
کیا قسم ہے ترے ملنے کی کہ کہا بھی نہ سکون

کیون گردش مدام سے گھبرا نہ جائے دل
انسان ہون پیالہ و ساغر نہین ہون مین

دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیون
روئینگے ہم ہزار بار کوئی ہمین ستائے کیون

قاصد کے آتے آتے خط اک اور لکھ رکھون
مین جانتا ہون جو وہ لکھینگے جواب مین

دل کو نیاز حسرت دیدار کر چکے
دیکھا تو ہم مین طاقت دیدار بھی نہین

ملنا ترا اگر نہین آسان تو سہل ہے
دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہین

قطع کیجے نہ تعلق ہم سے
کچھہ نہین ہے تو عداوت ہی سہی

صحبت مین غیر کی نہ پڑی ہو کہین یہ خو
دینے لگا ہے بوسہ بغیر التجا کئے

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے
تمہین کہو کہ یہہ انداز گفتگو کیا ہے

زندگی مین تو وہ محفل سے اوٹھا دیتے تھے
دیکھون اب مر گئے پر کون اوٹھاتا ہے مجھے

گو ہاتھہ مین جنبش نہین آنکھون مین تو دم ہے
رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے

غافل منور خان ابن صلابت خان لکھنوی تلمذ مصحفی اختیار نمود و برفاقت فقیر محمد خان گویا بسر برد دیوانے ازان اوست ؎

یاد گیسو مین اوبھتا ہے سر شام سے دل
رات کیا آتی ہے اک سر پہ بلا آتی ہے

دیدنی کارگاہ صنعت ہے
بت ہے جو یا خدا کی قدرت ہے

غضنفر غضنفر علی خان پور غلام حسین خان کرہ و را ارشد تلمیذ جرات باشندہ لکھنؤ خوش گفتہ است ؎

تا دم نزع نہ اوس شوخ کا در چھوڑونگا
آخر اک روز مین اپنا اوسے گھر چھوڑونگا

غمگین میر عبد اللہ باشندہ دہلی ابن میر حسین تسکین در رامپور قالب تہی کرد و بہانجا مدفون گشت سخن شایستہ میگفت از وست ؎

وہ خبر ہی جانگزا تھی جسکو سنکر مر گیا	ورنہ اک تیشہ سے ہوتا کام کیا فرہاد کا

غمگین مولوی عبدالقادر خان بہادر صدر الصدور مراد آباد باشندۂ رامپور یکے از فضلاء گرامی و علماء نامی بودہ است بعض ارباب تذکرہ تخلص اوقا در نگاشتہ اند اوراست ؎

جو مے رہی نہ تو شیشہ جھکا کے ساقی نے	کہا یہ رندوں سے لیجے سلام شیشہ کا

غمخوار مرزا محمد علی بیگ از شعراء لکھنؤ بود ؎

تو نے صیاد دنیا ظلم یہ ایجاد کیا	بال و پر توڑ قفس سے مجھے آزاد کیا

حرف الفاء

فاخر منشی محمد فاخر حسین ابن منشی احتشام الدین از سخن سنجان سہسوانست و تلمیذ رشید میر شکوہ آبادی سخن شایستہ از معدن طبع می آرد گویند کہ جز بہ فن سخن باکار و بار دیگر سروکارے ندارد دیوانے ضخیم دارد و قانون شریعت محمدی رسالہ در رد بدعات محدثہ گرد آوردۂ اوست اوراست ؎

الفت موے کمر نے یہ کیا زار مجھے	پھر گئی کہ مین جل ڈھونڈکے سو بار مجھے
تڑپنے کی کہانسے اسمین طاقت آگئی فاخر	ازل سے طائر قبلہ نما ہے آب و دانہ ہے
بھولا نہین ہون یاد ہین صحبت کی گرمیان	ابتک مزے زبان مین تمہاری زبان کے ہین

فاخر مرزا جھینگا دہلوی جز ینقدر بر روئداد او اطلاع ندارم سخن شایستہ بر کرسی نشاندہ ؎

دشت الفت مین خضر کا کیا کام	کوئی دیوانہ رہنما ہوتا
آغوش مین ہے اور یہان جرأت نہین ہے اوسکی	اس اختیار پر کیا بے اختیار ہین ہم

آجاؤ تم وگرنہ تھمیگا نہ مجھسے دل ⁎ جاتی رہی ہے بات مرے اختیار سے

فارغ میر علی حسین خلف سید نوروز علی لکھنوی از محب علی طوبی باستفادہ پرداختہ او راست ٥

آزاد کر قفس سے بلبل کو فصل گل ہے ⁎ کیون ظلم کر رہا ہے صیاد بے زبان پر

رنگین سے ہی مجھکو عشق ای بت خوبرویون سے ⁎ مچل جاتا تھا اچھی دیکھکر تصویر مٹی کی

فارغ میر احمد علیخان ابن اعظم الدولہ میر محمد خان سرور از والد خویش دستگاہ این فن بدست آورد ٥

خط لیکے جو ادس سے نہ مرے نامہ بر آئے ⁎ یان شرم سے آئے نہین اور اپنے گھر گئے

فدا فدا حسین خان خلف ضیاء الدین حسین خان لکھنوی از میر ممنون و مصحفی فن سخن گوئی بہم رسانید ٥

کیا کوئی سر جھکا کے ہووے ذلیل ⁎ ہاتھ تیرا کبھی اوٹھا ہی نہین

فدا امام الدین خان باشندہ فرید آباد از تلامذہ مرتضی علی خان فراق بود از وست

مین ہون قربان اوسکے کہنے کے ⁎ تو نہ بولا کرے فدا ہم سے

فدا تخلص منشی فدا حسین وکیل عدالت ججی و صدر الصدوری ضلع علیگڈھ دیوان او بدست آمد از خطبہ دیوان معلوم شد کہ یکچندے اصلاح سخن از نواب مصطفی خان بہادر مرحوم شیفتہ تخلص گرفتہ است اما دیوان او ہیچ لطف ندارد برحسب ضابطہ یکدو شعر از ان برآوردہ نوشتہ می شود ٥

بیوفائی تری ہجران مین مجھے کام آئی ⁎ یاد آتی جو وفا تیری تو مضطر ہوتا

ہین فدا فن عشق کے اوستاد ⁎ ہے تعارف مجھے بھی حضرت سے

جو کچھ تکرار شوق وصل مین کرتا ہون مین اونسے ⁎ وہ کہتے ہین کہ جب سے مجھکو اس حجت سی نفرت ہے

آسمان کہنے لگے ہین جسے اہل تنجیم ⁎ کچھ بلندی پہ مرا دود جگر ٹھہرا ہے

فراق اکرام الدولہ مرزا حسین علیخان لکھنوی ــہ

آج بھی ہاے غضب تجھہ سے نہ ملنا ٹھہرا	عید کا چاند محرم کا مہینا ٹھہرا

فراق حکیم ثناء اللہ خان دہلوی از میر درد استفادہ داشت او راست ــہ

آنا یہ ہچکیونکا مجھے بے سبب نہین	بھولے سے اوس نے یاد کیا ہو عجب نہین
رہتا ہے عاشقون کا ازبس ہجوم در پہ	ہو جائیگا گھر اوسکا بازار رفتہ رفتہ

فرحت شیخ فرحت اللہ ما ورا ر النہری موطن فرخ آبادی مولد از شاگردان سراج الدین علی خان آرزو بودہ است در ۱۱۹۱ھ قالب تہی کرد در مرشد آباد خوابگاہ اوست دیوانے دارد از انکار او اینست ــہ

جو سر بجیب ہے گلشن مین وہ خدا جانے	دہان یار نے غنچہ سے کیا سوال کیا
مرنیکے بعد مجھپر کیا کیا ستم ہونگے	دیکھین گے غیر تجھکو ور ہاے ہم ہونگے
زندگی مین تو رہے صدمے دل غمناک پہ	بعد میرے دیکھئے کیا ہو قیامت خاک پہ

فروغ محمد عمر سلطان ابن مرزا صابر از عمائد دہلی ست ــہ

کوئی مر جاے درد فرقت سے	تم تو بیٹھے رہو فراغت سے
لیکے آتے ہو ساتھہ غیرونکو	باز آیا مین اس عنایت سے
کیا ہو آپنے کو سچ ہی وعدہ آنے کا	یہ سوچیئے تو کہ مجھکو کب اعتبار آیا

فسون مرزا منجھلے ابن مرزا کریم بخش نبیسۂ ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی ــہ

رکھا دل کی جا ہمنے پیکان تمہارا	یہ مہمان ہمارا وہ مہمان تمہارا
مرض عشق سے جانبر نہوا ہاے فسون	مفت بیچارہ مصیبت مین گرفتار رہا
ہزار بل نہین سکتے پر اوسکے کوچہ تک	پہونچ ہی جائین اگر شوق رہنما ہوجاے

کیون دوست اوٹھا لاے مجھے کوچہ سے اوسکے

گو جان پہ ستم تھا مگر آرام وہین تھا

فغان اشرف علی خان خلف مرزا علی خان المعروف بکوکلتاش دہلوی سوطن عظیم آبادی مسکن با علی قلیخان ندیم نسبت تلمذ درست کرده در ۱۱۸۶ھ قضا کرد دیوانے دارد ۵

ممکن نہین کہ غیر نہووے رکاب مین	تجھکو خدا نہ لاے ہمارے مزار پر
آخر فغان وہی ہے ادسے کیون بھلا دیا	وہ کیا ہوے تپاک وہ الفت کدہر گئی
مین مرگیا پر آہ نہ پوچھا فغان مجھے	درد جگر کسے ہے یہہ بیمار کون ہے
سر کو فداے خنجر بیداد کرچکا +	پہونچا مین اپنی داد کو فریاد کرچکا
ابہی مٹا نہین دعوے ستم رسیدونکا	کفن ہوا نہین میلا ترے شہیدونکا
کہتا ہے یہہ بہشت مین مستونکی جا نہین	زاہد کا کیا خدا ہے ہمارا خدا نہین
مجھہ مبتلا کی چشم کہانتک پر آب ہو	اے دل خدا کرے ترا خانہ خراب ہو

فقیر میر شمس الدین باشندهٔ دہلی زبان دری نیک میدانست در عروض و قوافی نظیر نداشت اندرین فن رسائل چند برنگاشت در ۱۱۸۱ وقت مراجعت بیت اللہ بعد فراغ حج رخت ازین خاکدان بربست این دو بیت او راست ۵

ہے غرض دید سے یان کام تکلف سے نہیں	خواہ ادہر بیٹھہ گئے خواہ ادہر بیٹھہ گئے
کم ہے آوازہ ترے کوچہ کے باشندونکی	نالے کرنے سے گلے اونکے مگر بیٹھہ گئے

فکری مرزا ممن دہلوی از احفاد شاه عالم بادشاه بیتے ازو پسند خاطر افتاد ۵

شاید اے قاصد یہہ باتین ہین زبانی یار کی
جان سی آتی ہے کچھہ مجھہ مین تری تقریر سے

فگار میر حسین نبیرهٔ فقیر اللہ فقیر تلمیذ میر ممنون از سکنا دہلی بود بعضے ادرا از تلامذهٔ مرزا غالب نگاشته اند واللہ اعلم او راست ۵

دیکھہ آئینہ کو اوس نے کیا اسلئے ٹکڑے	یعنی مجھے کسواسطے مجھہ سا نظر آیا

فیض مولوی فیض الحسن ادیب سہارنپوری مقیم دہلی بر جمیع اصناف سخن قادرست واز جملہ علوم وفنون ماہر زبان ریختہ و ریختی ہر دو نیک میداند در پارسی ہم فکر میفرماید مثنوی روضۂ فیض و چشمۂ فیض و تذکرہ صحابہ وشواہد خمسہ وغیرہ ذلک از تصنیفات اوست ؎

رباعی

سنتے ہین وہ ہر کسی کی ایسی ویسی
کاش اونکی طبیعت ہی نہوتی ایسی
جھڑکی دم صبح ہے تو گالی سر شام
اور بیچ کا فقرہ تری ایسی تیسی

عجب کچھ طور تہا شب فیض کا کیا جانے کیا تہا
کوئی وحشت سی تہی کوئی سوداسا سوتہا

حرف القاف

قائم قیام الدین متوطن قصبہ چاندپور متعلقہ ضلع بجنور خوش باش دہلی از میر درد و سودا تلمذ داشت سخن شایستہ و گفتار سنجیدہ میگفت در ۱۲۱۰ ہجری آنجہانی شد تذکرہ شعرار ریختہ و دیوانے دارد اوراست ؎

ٹوٹا جو کعبہ کونسی یہ جائے غم ہے شیخ
کچھ قصر دل نہین کہ بنایا نجائیگا

لے گیا خاک مین ہمراہ دل اپنا قائم
شاید اس جنس کا یان کوئی خریدار نہتا

کچھ طرفہ مرض ہے زندگی بہی
اس سے جو کوئی جیا سو مرکر

ناصح تو کہے ہے یون کہ گویا
ہے دل پہ کچھ اختیار میرا

کیا پوچھتے ہو موجب آزردگی یار
دل لے چکے مدت ہوئی اب جان طلبی ہے

عشق تو قایم ہوا آپ سے قایم آیا ہے پھر وہ بن ٹھن کر	اور ہی کچھ پیشہ کیا چاہیے دیکھین کس کس سے اب بگڑتی ہے

قابل مرزا علی بخش از خاندان تیموریہ و تلامذہ ذوق بودہ است او راست ہ

تم جو کہتے ہو جاؤ تم یان سے لکہا تہا وہ ہی کہ جو تہا نصیب کا لکہا	ایسے جاینگے پہر نہ آئین گے بلا سے خط کا جواب وسنے کچہہ لکہا تو سہی

قادر مرزا قادر شکوہ ابن مرزا عباس شکوہ نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ دہلوی موطن لکہنوی مسکن از تلامذۂ ضمیر مرثیہ گو بود از وست ہ

ایسا مین سمجہتا تو نہ ملتا کبہی ناصح مرقد مین جو بیتاب تمہارا یہہ حزین تہا	دل مفت مین لیجائیگا یہہ کسکو یقین تہا اک شور قیامت سا بپا زیر زمین تہا

قادر سید قادر بخش ابن سید عبد الحقانی سنبہلی موطن فرخ آبادی مسکن او راست

ہے وقت نزع وصل کی خاک آرزو کرین	ہم آپ گم ہین یار کی کیا جستجو کرین

قاری علی احمد دہلوی قرأت قرآن خوب میدانست ہ

چین ابرو نے خوب رو کردیا	تہا مین کہنے کو مدعا اپنا

قاسم سید قاسم علی خان ابن سید حیدر علی خان نبیرۂ عطا حسین خان تحسین لاہوری موطن لکہنوی مسکن در موسیقی دستگاہے داشت او راست ہ

بسر کن جو بیونسے زیست کرکے اوٹہگیا قاسم	ہزار افسوس وہ بہی کیا بشر تہا کتنا بے تر تہا

قاسم حکیم قدرت اللہ خان باشندۂ دہلی از معتقدان مولانا فخر الدین واز شاگردان ہدایت اللہ خان ہدایت در ۱۲۴۶ قالب خاکی گزاشت دیوانے و تذکرۂ ریختہ یادگار اوست ہ

گہبرا کے نکل جائیگا جی یونہی کسی روز دلگی نہ پوچھ کچھہ کہ یہہ ہمدم ازل سے ہے	کچہہ رہنے لگی اب ہمین اکثر طپش دل آفت نصیب و قہر نصیب و بلا نصیب

قاصر مرزا ابر علی بیگ ابن مرزا رستم علی بیگ دہلوی تلمیذ ثناء اللہ فراق و مصحفی
دیوانے دارد ؎

جرم خسرو کا نہ تقصیر سمین کچہہ شیرین کی ہی میرے آگے نہ کسی غیر کا تو دل رکہنا		موت لکہی تہی تری فرہاد تیرے ہاتہہ سے سنگ اچہا نہین شیشے کے مقابل رکہنا

قدرت مولوی قدرت اللہ رامپوری موطن با قیام الدین قایم تلمذ داشت
تذکرہ دارد ؎

انصاف بہی ضرور ہے یہہ ظلم تا کجا		کتنون کے جی تو جاتے رہے امتحان مین

قدرت شاہ قدرت اللہ از خویشان مولانا عبد العزیز دہلوی بودہ است
وطنش دہلی بود آنا در مرشد آباد اقامت داشت با مرزا مظہر رحمہ و جعفر علی حسرت
نسبت تلمذ درست کردہ در ۱۲۰۵ھ بعدم آباد شتافت او راست ؎

ہوا ہے اوسکے گلو مین گرہ دم اعجاز شب ہجر انکی مصیبت کو کہون کیا قدرت حسرت اے صبح چمن ہمسے چمن چہوٹے ہے کل تو قدرت پاے خم رکہتے تہے تسبیح ریا		ترے لبون نے مسیحا سے کیا سوال کیا تن سے جان چہوٹے ہی اور جانسے تن چہوٹے ہی مژدہ اے شام غریبی کہ وطن چہوٹے ہے آج رہن جام مے یہہ خرقۂ سالوس ہے

قرار میر حسین تلمیذ رشید محمد نصیر رنج او راست ؎

کب سے آنکہین تہین لگین ذوق جراحت مین اودہر	
	ہاے حسرت اوٹہتے اوٹہتے دست قاتل رہگیا

قلق خواجہ اسد اللہ المخاطب بآفتاب الدولہ ابن خواجہ بہادر حسین فراق
لکہنوی خواہر زادۂ خواجہ وزیر و ہم نسبت تلمذ باوے داشت بر کاب واجد علی
شاہ بکلکتہ رسید مثنوی طلسم الفت او راست ؎

اداسے دیکہہ لو جاتا رہے گلہ دل کا		بس اک نگاہ پہ ٹہرا ہے فیصلا دل کا

الٰہی خیر ہو کچھ آج رنگ بیڈھب ہے	ٹپک رہا ہے کئی دن سے آبلہ دل کا
ابھی چمن مین ہون آنکھین نہ بند کر صیاد	حذر کر آہ مجھے میری خدا سے ڈر صیاد
قلق نصیب ہو کیا سیر باغ بے کھٹکے	عدوے جان ہے ادہر باغبان ادہر صیاد
اپنے سوا رقیب کی گلتی ہے دال کب	باتین بنا ے لاکھ وہ شیخی بگھار کے
اوسپہ مرتے ہین کرے تازہ جو بیداد کوئی	ہم ستم سہتے ہین گر ہو ستم ایجاد کوئی

قلق امجد علی فرزند محمد علی متوطن دہلی جاے باش او لکھنؤ از تلامذۂ فخر الملک نواب میر منو بیتاب صاحب دیوانست ٥

خواب عدم مین چین سے سوتا تہا اے قلق	ٹھوکر لگائی کس نے کہ بیدار ہو گیا
دلِ مضطر کا حال اوس سے بیان کیجے تو کیا کیجے	وہان نازک دماغی یان یہہ عالم ناتوانی کا
مین نے اونسے جو کہا دلمین خفا ہو مجھسے	ہنسکے بولے ہے قلق تجھکو کرامت شاید

قمر مرزا قمر الدین الملقب بہ افتخار الدولہ نائب السلطنت لکھنؤ بن مرزا جعفر با قتیل تلمذ داشت اوراست ٥

بیجا نہین ہے کچھ مرے قاتل کا اضطراب	دیکھا تہا اوس نے کب کسی بسمل کا اضطراب
ظاہر مین جو تو چاہے سو حق مین قمر کے کہہ	خلوت مین لیکن اوس سے نکرنا نہین نہین

قناعت مرزا غلام نصیر الدین ابن مرزا ولی الدین ابن شاہ عالم بادشاہ از شاگردان احسان و مرزا صابر دیوانے دارد ٥

کھویا غم فراق نے دل سے جہان کا غم	غم ہی ہمارے واسطے غمخوار ہو گیا
گئے تہے تم کہان آئے کہان سے	کہ ہے مسکی ہوئی چولی قبا کی
ہنوز اپکے بھوین بس اشارہ سے کیجے قتل	اب دیر کیا ہے تیز ہی تلوار کر چکے
او کچھ کے تو ہی چل اے خار دو قدم کہ یہان	ہم اپنے ساتھ کوئی ہمسفر نہین رکھتے

قیس مرزا حمید علی ابن مراد علی یا امداد علی و علی تضاد القولین مشہدی موطن

لکھنوی مولدسخن بر جعفر علی حسرت عرض مینمود اوراست ٥

یاداں ابھی ہو پیارے جانے بلا تمہاری
کیا چیز ہے محبت اب تم سے کیا کہوں مین

قیس محمد عنایت اللہ وطنش بھیکم پور است و منشا و مسکنش کول از منشی نبی بخش حقیر باستفادہ پرداخت اوراست ٥

لے گیا دلکو ساتھہ پیکان بھی
تیر بھی اوسکا دلربا نکلا

حرف الکاف

کاظم کاظم علی از شاگردان مومن و نصیر بودہ است در منڈاور متعلق ضلع بجنور اقامت داشت اوراست ٥

اے طفل اشک ہم تجھے آنکھوں مین یون رکھیں
اور تو ہمارے راز کو یون برملا کرے

کامل مرزا ناصر الدین ابن مرزا ابو سعید ابن عالمگیر ثانی از عمائد دہلی با برادر عمزادہ خود مرزا رحیم الدین حیا نسبت تلمذ داشت اوراست ٥

نوچکر پر قید سے چھوڑا تو کیا چھوڑا ہمین
تو ہی کہہ اس حال مین جائین کہاں صیاد ہم

کرم شیخ غلام ضامن متوطن کوتانہ خوش باش دہلی عمرہا در حیدرآباد بسر بردہ در ہردو زبان پارسی و ریختہ فکر بلند دارد مومن دہلوی مصلح گفتار اوست در بھوپال از جہان رفت از وست دنکوست ٥

ہاتھہ ہو ویگا مرا اور ترا دامان ہو گا
چاک جب صبح قیامت کا گریبان ہو گا

نظر سے گر چلا ہوں کون تھامے
بجز مژگان بہ گردیدہ مجھکو

کلیم تخلص حضرت برادر بزرگ نامہ نگار سید نور الحسن خان ترجمہ شریف ایشان در [illegible] صبح گلشن و شمع انجمن تماما نگارش یافت و گفتار دلپسند [illegible] پارسی

شان درانهاط از اندراج پذیرفت اینجا هم تیمنا و تبرکا گلی از چمن و دانهٔ از خرمن آبکے
از دریاے روان و قطرهٔ از بارش باران یعنے شعرے چند از طور کلیم بشرف افزائی
این صحیفه برآوردم وهو هذا ؎

کیا دہر ہے قصهٔ فرہاد مین — فرق آتا ہے کسی کی یاد مین
دل تو رندونکے صاف ہوتے ہین — خطره آتا نہین عبادت کا
اے جوش عشق جی نہین لگتا کسیطرح — پیدا کہین سے ناخن غم کی خراش کر
خوگر عیش نہون جان سے جانے والے — کوئی بازار سے لے آؤ رولانیوالے
لطف کا کوئی تو پہلو ہے کہ ہم جاتے ہین — جی ٹہا دیتے ہین محفل سے اوٹہانیوالے
ہوگیا آج سلمان کلیم خستہ — ہمکو اسکا تو یقین ہے نہین پر کہتے ہین

کلیم میر محمد حسین معاصر سودا و میر باشندهٔ دہلی در پارسی ہم فکر میکرد اکثر رسائل
محی الدین ابن العربی بریختہ آورده طبع رسا ذہن فلک پیما داشت در طب ہم مہارت
کامل بہم رسانیده مثنوی و دیوان از یادگار اوست ؎

درازی شب ہجران و زلف یار کلیم — مجہی سے پوچہ کہ کاٹی ہے رات آنکہون مین

کوثر مرزا مہدی علی خان ابن قطب الدین خان لکہنوی مسکن و دہلوی موطن
بعض ارباب تذکره مرزا مہدی نامش نگاشته اند والله اعلم بہر حال از شیخ ناسخ
استفاده پرداخت او راست ؎

کیا ہی گلشن ہے کوچهٔ دلبر کی خاک مین — بے دست و پا بہی ہو وے تو مثل صبا چلے

کوثر حکیم عابد علی خیرآبادی در طب دستگاه بلند دارد و در سخن پایگاه ارجمند
از مظفر علی اسیر و امیر احمد امیر استفاده دارد امروز در لکہنو بخدمت مولوی عبدالحی
در تحصیل علوم دینیه سرگرم است او راست ؎

نہ آئے بہولکے بہی کبہی میری عیادت کو — اسی رستہ سے اے رشک مسیحا بار ہا نکلے

ذرا دیکھو تو شوخی آئینہ کو ہاتھ مین لیکر	خود اپنے عکس سے پہرون وہ بیٹھی منھ چڑاتے ہین

کیفؔ شیخ فضل احمد ابن شیخ اکبر علی متوطن لکھنؤ از میر وزیر علی صبا اکتساب سخن کردہ دیوانے دارد او راست ؎

اک آہ سے تو میری بیچین ہو گئے تم	کہئے تو میرے دلکو کیا اضطراب ہوگا
ایسا نہو کہ میری طرح ہو فریفتہ	آئینہ دیکھئے گا ذرا دیکھ بھال کر

کاف پارسی

گرمؔ مرزا حیدر علی بیگ فرزند مرزا نیاز علی بیگ مولدش دہلی از مشاہیر تلامذہ مصحفی سخن شایستہ میگفت او راست ؎

پھرتا تھا تو جو وقت کہ گلشن مین خرامان	کیا سرو بھی آگے ترے ناچار کھڑا تھا
سیل گریہ سے نہ ہم تا بہ کمر ڈوب گئے	اسقدر روئے کہ ہمسایون کے گھر ڈوب گئے

گمانؔ نظر علی خان دہلوی مقیم فیض آباد شاگرد اشرف علی خان فغان او راست

واسطے جسکے سبھی مجھکو برا کہتے ہین	وہ جو سنتے ہین تو کہتے ہین بھلا کہتے ہین

گویاؔ حسام الدولہ فقیر محمد خان بہادر ابن بلند خان از گرامی امرائے لکھنؤ بودہ و شیخ ناسخ و خواجہ وزیر مصلح گفتار او با اہل سخن مدارا تمام میکرد و قدر دانی مینمود این چند ابیات از دیوانش انتخاب زدم او راست ؎

صندلی رنگ پہ مین مر ہی گیا	درد سر کسکا یہان سر ہی گیا
تھا جو افتادگی شعار اپنا	نہ زمین سے اوٹھا غبار اپنا
دل نہین دین بت کی الفت چھوڑتا	ناسمجھ کو لاکھ سمجھاتے ہین ہم
[illegible] سے زخم پہ رکھو مرہم	میرے قاتل کی [illegible]

تاں عاشق و معشوق ہی ایک تھا　　سُنا ہے شمع سوزان کی زبانی

گہر کنز الدولہ خورشید علی خان ولد مجد الدولہ از امراے لکھنو بود او راست ؎

نالون سے اپنے عرش تو جنبش مین آگیا　　اوس بت کے کان تک نگئی پر صداے دل

جانتے ہین ہم محبت آزمائی ہو چکی　　آ کے لگ جاؤ گلے بس اب لڑائی ہو چکی

حرف اللام

لطیف سید شمس الدین باشندۂ سورت خوش باش لکھنو ؎

ایسی الفت کو لگے آگ پڑے چولہے مین　　جو ہے دلسوز مرا وہ ہے جلاتا ہے مجھے

لطیف منشی عبد الحق فرزند منشی شرافت اللہ کہ مسکن از اکار اوست ؎

عدم سے جانب ہستی مین خستہ جان آیا　　کہانسے تیری محبت مین مین کہان آیا

لطف مرزا علی استرآبادی موطن و دہلوی منشا در اطراف عظیم آباد سکونت ورزیدہ مؤلف گلشن ہنجار او را از تلامذۂ میر تقی نگاشتہ و صاحب تذکرہ سخن شعرا بابطال و تغلیط آن پرداختہ واللہ اعلم تذکرۂ ریختہ گویان گردآوردۂ اوست ؎

ہو گئی زنجیر پا اپنی وہ کاکل پر شکن　　ورنہ دل تجھسے کو دیتا کیا کوئی دیوانہ تھا

ایک د...　　سچ تو یہ تجھسا ہی دلدار نہ دیکھا...

بنا اذا حلما من حب...

...الفيد الكواعب في نعيـ...　　...حسان

...سفرت ارتك شقيق بدر　　وهيهات البدور لها تداني

لان نطقت ارتك عقود در　　مباسمها ثغور الاقحوان

وان رمقت بمقلتها لبيبا　　عفيفا صار مسلوب الجنان

فصادت قلبي المضني بالحظ　　كسير باتر مثل السنان

دیوانے و واسوخت دارد امروز نزد تحصیلدار ایٹہ بافتخار بسر می برد او راست ؎

ہر روز نیا وعدہ ہے ہر روز نیا عذر	بن بن کے بگڑتا ہے مقدر کئی دن سے
کا نہ ہونیہ یان جنازہ ہی تلک عدم مین روح	کو سون بڑہا ہوا ہے پیادہ سوار سے

ماہر مرزا جمعیت شاہ ابن مرزا زور آور بخت از اولاد شاہ عالم بادشاہ دہلی از مرزا صابر باکتساب سخن پرداختہ او راست ؎

ہم ہی ضرور کعبہ کو چلتے پر اب تو شیخ	قسمت سے بتکدہ ہی مین دیدار ہو گیا
ناصح کی بات سننے کا کسکو یہان دماغ	تیرا ہی ذکر تہا کہ مین ناچار ہو گیا
کہینچ لے اے چارہ گر پہلو سے میرے دل سمیت	ورنہ مشکل ہی نکلنا یون تو اوسکے تیر کا
ہونا پامال جو قسمت مین تہا اپنی تو کیون	اتنے انداز و نہین آئی تری رفتار پسند
ماہر کا شکوہ کیا ہی اوسے ہی بُلا تو لو	کہدے کسیکو آپ نہ اپنے گمان پہ کچہ

مایل میر عالم علی ابن میر مودود بخش خان بہادر از عماید سہسوان بودہ است سخن بمرزا نوشہ می نمود گویند کہ جوان وجیہ بود در عین شباب درگذشت ؎

گلپوش بعد مرگ بہی اپنا مزار ہے	کیا لطف ہے کہ عین خزان مین بہار ہے

مبتلا مردان علی خان ابن نواب محمد علیخان متوطن غازیپور باشندۂ بنارس ہمعصر سودا در ہر دو زبان دیوان و تذکرہ دارد ؎

شیشہ دل ٹیک دیا تو نے	سنگ آرا تہا میکرد و قدر دل تہ مینہ

چند ابیات از دیوانش انتخاب نمودم ؎

صندلی رنگ پہ مین مر ہی گیا	درد سر کسکا یہان سو ہی گیا
تہا جو افتادگی شعار اپنا	نہ زمین سے اوٹہا غبار اپنا
دل نہین اوس بت کی الفت چھوڑتا	ناسمجہ کو لاکہہ سمجہاتے ہین ہم
... مرے زخم پر رکہو مرہم	میرے قاتل کی تیغ ...

بازرونق یافت بازار سخن ٭ گرم شد دکان دیدار سخن
از کلیم نکته دان شد استوار ٭ کهنه و ذرفته دیوار سخن
وز سلیم شاعر روشن گهر ٭ باز شد شاداب گلزار سخن
تا قبا آمد در واز هر روش ٭ مرد میدان و طلبگار سخن

یارب تا طور را از کلیم جلوه دهنده و بزم سخن را از سخنوران بر سرایند این طور کلیم و بزم سخن کفت‌نگر و جگر گوشه سخنوران باد ٭

قصیدهٔ تهنیت ازدواج مذکور از جامع فضل و ادب شیخ محمد بن شیخ حسین عرب نزیل بهوپال سلمه الله تعالی

بسم الله الرحمن الرحیم

بدا بدر المسرة والتهاني ٭ فاشرق شمس دائرة المعاني
[illegible] بالسرور لنا سعود ٭ فاهلا بالسرور وبالتهاني
ولاح البشر في الاقطار يزهو ٭ فاضحى ضاحكا وجه الزمان
مراكز انسنا فاقت وراقت ٭ برنات المزامر والمثاني
[illegible]ارت حولنا للانس راح ٭ لها عبق يروح كل عاني
[illegible]لمفقنا نصرف الصهباء صرفا ٭ على رجع الجاذر بالاغاني
[illegible] بنا اذ ثملنا من جود ٭ ومن ترجيع الحان القيان
[illegible] الغيد الكواعب في نعيم ٭ كحور العين في صور حسان
[illegible] سفرت ارتك شقيق بدر ٭ وهيهات البدور لها تداني
وان نطقت ارتك عقود در ٭ مباسمها ثغور الاقحوان
وان رمقت بمقلتها البيبا ٭ عفيفا صار مسلوب الجنان
فصادت قلبي المضني بالحظ ٭ كسير باتر مثل السنان

وماست بالقدود وقد تثنت كخوط البان او اسل لدان
وليلى الشعر جلته بصبح كبدر التم في اعلا مكان
فلام العاذلون على هواها لشدة ما راوا مما اعاني
وقالوا ويك هل لك في مديح مديح الندب نادرة الاوان
صديق المكرمات ابو علي رفيع القدر ذو المال المهان
زكي فاطمي هاشمي وحبر في البيان وفي المعاني
هنيئا يا ابا النورين ربي انالك ما تروم من الاماني
ايا رب الفضائل والمعالي ويا بحر المعاني والبيان
ليهنك طالع التزويج فيه بدا بدر المسرة والتهاني
زواج بارك الرحمن فيه واسعد بالوفاق مدى الزمان
هنيئا فاح نشر المسك منهم فطابت منه اركان المغاني
امان الله يحفظكم جميعا ويحرسكم من الاعدا اللعان
وسبيل ستره ظلا ظليلا ويبقى دولة الشاه جهان
ويظفرها على الاعداء طرا بحول الله من قاص ودان
ويكلؤها ويدر حاسديها بعون الله والسبع المثاني
مليكتنا ابيت اللعن يا من على كسرى علوت انوشروان
نظمت لكم من الموفور بحرا كعقد الدر في جيد الغواني
وما التشبيب من شيمي ولكن هواك الى مديحك قد حداني
اذا مدح الملوك فانت فخري فمدحي فيكم اقصى الاماني
وقدحي عندك القدح المعلى رقيت بمدحكم اعلى مكان
وحزت بمدحكم شرفا عظيما فكنوني ابا الشرف اليماني

وصلی اللہ ربی کل حین — وسلم ما انار الفرقدان
علی المختار مع آل وصحب — وتابعهم الی یوم التدانی

نتیجۂ طبعِ آسمان سیر افتخار الشعرا حافظ خان محمد خان متخلص بہ شہیر سلمہ اللہ تعالٰی در تقریبِ طوی فرزندان حضرت نواب صاحب بہادر دام اقبالہ

بسامان می سراید مطرب جان بہ بستن سہرا — مبارک بر علی ابنِ حسن نور الحسن سہرا
بسر بردہ است با صد عالم گل می توان گفتن — وفا پرور در آغوشِ تمنائے چمن سہرا
بسے خروار گوہر خرمن گل رفت در کارش — بتارے صد چمن دارد بسلکے صد عدن سہرا
[illegible] ہر چیزیکہ در اہ [illegible] حاصل شد — نشاطِ تازہ باشد ز صہبائے کہن سہرا
بہار اختر نشان سلکے کہ از دُرّ و گہر باشد — نماید کہکشانِ آسمانِ انجمن سہرا
بتقریبے رسیدن تا بہ رخ میخواست دانستم — ہمین سرمایۂ انواع طرزِ مکر و فن سہرا
ہر تارِ زر اندود دش بود در چشم معنی بین — شعاعِ نیرِ اقبال صدیق الحسن سہرا
بہارِ روزگارِ اعتبار خود بود شادی — شکوہِ روز بازارِ متاع خویشتن سہرا
نیاز آویختن جا در کنارِ آرزو کردن — گہر باشد بتِ گوہر بدن گل پیرہن سہرا
بزور انگند کوہِ فرقتِ شیرین کلامان را — بود ہمبازوئے اقبالِ سعیِ کوہکن سہرا
گلستانِ جمال امروز صرفِ دست و دامان شد — نگارِ گل رباید یا بہار یاسمن سہرا
جوارِ مہر و ماہِ روئے خوبِ نیکوان دارد — نشانمندِ عروجِ شان پروین و پیرن سہرا
سلامت با طرب فرخندگی با عیش میگوید — ضمانِ [illegible] من شادی کفیل کارِ من سہرا
متاع کاروان در کاروان بر جیب و دامان د — دہد از دریا بہار از باغ نکہت از ختن سہرا

نگر بے اختیار از شام غربت این سفر نبود
کشند نقد صفا از کیسهٔ صبح وطن سهرا

گواه مایه داریهاے گلزار از نسیال آمد
گل رنگین بهار اوج دستار سخن سهرا

شهیر بزم دعوت بستگان دست دعا بکشا
مبارکباد اے پروردگار ما و من سهرا

نتیجهٔ طبع فلک پیما خلاصهٔ خاندان جناب مرتضے مولوی سید حکیم حافظ اعظم حسین صاحب سندیلوی نزیل بھوپال سلمہ اللہ تعالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیا تا مجلس بالانشینان جهان بینی
که در وے سر فریدون را بپایین کفشبان بینی

بساط بوته کاری کش بهاران در چمن باید
بهم برچیده زانجا چون حصیرے برکران بینی

اگر دل از بغل چون کودکے ناگاه گم کردی
بیا تا بیخبر محو تماشا اندران بینی

زہے برزے که از پاشیدن عطر و گلاب آنجا
زمین نمناک دریاے هوا عنبرفشان بینی

شگرفا زاهدان جمع همایون همنشین سنجی
که در جنت بساط افگنده زیر سایبان بینی

حریفان سرخوش آن بادهاے ناب پنداری
که مر پرویز جان ها از ساقی ارمغان بینی

ز چینی هاے الوانی که بر دیوار و در بستند
سهیل و زهره و شمس و قمر پرتوفشان بینی

نثار اتسے درون انجمن کردند کز بیرون
گدایان جمله مروارید چین بر آستان بینی

عنان اندر عنان بین صاحب چاوش گه گاهی
که طاوسان زرین بال در جنت روان بینی

معطر آنچنان پوشاک تن کز چین بر امنها
صبا بگشاد مشکین نافه ها بر این و آن بینی

چو ماذوق نظر ورزی که در روے جلوه گر یکجا
دو خورشید سپهر برتری چون فرقدان بینی

به آئینے بزم طوی خود بنشسته بهم پهلو
که از جوزا تماشاگر نگاه روشنان بینی

دو گل بشگفته از شاخ نهالی در نظر آری
دو شمع از یک چراغی گشته روشن درمیان بینی

یکے نورالحسن خان گرامی پایہ بشناسی
زجوش مہربانی کز افشاندن نگہ داری
عبیرافشان بہ چیبے ہلزان عطر پیراہن
ملو تنہا خود اینکہ از ہوا بارد عجب نبود
بہار از برگ برگ لالہ و نسرین کہ خندا ند
ہم حوران جنت از پے گلدستہ بندیہا
بود فرخ چو جمع زہرہ با برجیس در طالع
بانداز یکہ می در جام از مینا فرو ریزد
بتقریب چنین عشرت کزان سرمست باکوبی
بصد ہر خوگرمی نہان بصد دمسازی پیدا
بہجر[illegible] با عیان گنجینہ اش پرداختن دیدی
گرو[illegible] و اینہ خواہان راکز انسو باز پس گردند
نہ از ہنگامہ باشد سرگران گر بہر انعامی
نہ برآ[illegible] ردن ابرام زان ہمی ستوہ آید
ازین بخشش چنیان سا ابکہ غرفشان یابی
بہ پیراہن نمیگنجند خدامش کہ ہر یک را
قباہا کیسہ بادی حلہ خاصان را بریابی
برسم دعوت جمہور خوان گسترد در ایوان
جہان بنشستہ مہمان و اگر حلقہ دگر آید
روان مضراب بر ساز مبارکباد خوانا نرا
بے خواجہ در ضمن مبارکباد جا دارد

دگر فرزانہ فرخ علی کامران بینی
دران حالت اگر با خویش گنج شایگان بینی
بہاسہا ن در نظر مردیدہ را بر روشان بینی
کہ زید خشک مغز از عطسہ ریزی سرگران بینی
طراز انگیز باغ کاغذین در بوستان بینی
یکے گلچین و دیگر راز گلبن گلفشان بینی
درانجم سربسر پیدا گر اشکال قران بینی
نزول فرخیہا بر زمین از آسمان بینی
کلاہ انداز برروی ہوا پیر و جوان بینی
امیر الملک را گرم نوازش بر جہان بینی
سپس بکشادن قفل باز در گنج نہان بینی
بدامنہا متاع خاصہ دریا و کان بینی
بصد غوغا ہجوم آوردہ بہمان و فلان بینی
کزو در خواہش اعطا فضولی درمیان بینی
ازین پس گلستانہا را ازان باغبان بینی
بدارا ہم قبا یابی بجم ہم طیلسان بینی
کمرہا جملہ بہرامی سپر را بر میان بینی
بہ پہنا سے کہ وسع ہفت کشور را ضمان بینی
ہنوزش جا سے خالی بر سر اطراف خوان بینی
کہ ناخن بر جگر زن از نوا خون چکان بینی
بدین آہنگ زین بعد م عطارد ہم زبان بینی

گرامی خواجه والا جاه کز یمن همین او — بخاتم نقش توقیع سلیمانی عیان بینی
نشاط مند هر یدونی که گر لشکر روان دارد — نخست از دور تر پیدا درفش کاویان بینی
اگر موکب همی راند و صد زرین نشانها را — بانداز جلوه ریزی عنان اندر عنان بینی
هنرمندی فروشد گر تماشای ترود ستی هم — بقیمت برده از وے حاصل بازارگان بینی
جمالش گرم کرد از جلوه بازار که هر سو بیش — هجومی از خریداران یوسف بر دکان بینی
لطافتهای خوش اجمن تمنالها بندد — که پیدا در لباس یاسمین دار غوان بینی
کشد در رشته تالیف گوهرها که چون نیسان — پیمبر را از لب باریده هنگام بیان بینی
بر دلب تشنگان علم دین را بر سر آبی — که اعجاز نبوت داده بیرون از زبان بینی
حقیقت آگهان را دلنشین راز نهان زد — چنان گر ز وے الهامش ز حق خاطر نشان بینی
بهر گه عیش جم جا با بدین روز طرب روی — مرا هم بال افشان از نشاط بیکران بینی
سخن سنجان گر افشانند گوهر بر تماشا آنجا — مرا بهر نثار آورده مشتے اختران بینی
نهاد نظم رنگینم تماشا کن اگر خواهی — که گلها سر بسر بشگفته در باغ جنان بینی
دعاے از ره اخلاص اینک بر زبان دارم — نه مضمونے که در هم بسته دقت گران بینی
دعا گوئے تو گوئے بر اجابت زد کمینگاهے — که تیرش از کمان نگشاده ناوک بر نشان بینی
شب و روز و مه و انجم بکام خویشتن یابی — بگیتی تا طلوع آفتاب از خاوران بینی

قطعهٔ تهنیت از منشی کنج منوهر لال بھوپالی بخشی محکمه نواب سلطانجهان بیگم صاحبه

عروس دولت جاوید در کنار آمد — بکام دل برسیدی دلا مبارکباد
بعقد نوشهٔ جان بانوی طرب آمد — بهیر عشرت و راحت فزا مبارکباد
بساز و برگ نمایان رسید ساحق کام — حصول چاشنی مدعا مبارکباد
فلک ز مهره بندد بکام دل کعبتین — ز روزگار نوید وفا مبارکباد

نہالِ تہنیتِ طوبی گلفشانی کرد
بعندلیب بکلّم نوا مبارکباد

فروغِ ناصیہ جاہ ہردو آقازاد
شدند آنِ نکوکہ خدا مبارکباد

بکارِ سہرہ درآمد ز روشنانِ سپہر
بہ بخت نیک سہیل و سہا مبارکباد

قبا ز تافتہ شید نیک آمد راست
فروغ نیرِ بختِ ذکا مبارکباد

سرود زمزمۂ چشم روشنی ناہید
برامشی کہ برد دل خوشا مبارکباد

زمین ز لعل و گہر آورد شکر ریزی
زچرخ شمس و قمر رونما مبارکباد

ہمین شہ روی نازنین رخ گرد سر گردد
دم نثار زمین زدندا مبارکباد

زچشم روشنی جشن این بیوگانی
فگندہ جوش بخاطر چہا مبارکباد

شہا کہ بانوی اقبال باتو تن درداد
برِ تو جلوۂ او دائما مبارکباد

بآن دلم کہ ز فرخندگی کشتم گلبانگ
بران سرم کہ سرایم ترا مبارکباد

بہای پدر آمدی ز تر بیتم
نگوئیت ز طرب من چرا مبارکباد

ہر دو نقدِ رشیدت برادر آمدہ اند
زجلوۂ خرم و سازم ادا مبارکباد

خجستہ باد بفرخندہ گوہرت این طوی
گرز و بجان و دلم عیشہا مبارکباد

بلا کہ سعد بود اجتماعِ شمس و قمر
قرانِ این مہ و مہرت شہا مبارکباد

قرانِ مشتری و زہرہ بس بود نیکو
ہمین قران دو اختر بسا مبارکباد

بود زچاشنیِ عیش کام جان شیرین
ثمرفشانی نخلِ دعا مبارکباد

نگارِ عشوہ فروشِ مسرت و شادی
بدلفریبی ناز و ادا مبارکباد

ادای رسم حنابندی مبارکباد
مبارک از قدر و ہم قضا مبارکباد

شکر شکن شدہ نطقم لبم شکرافشان
زشادی کہ بخوانم کرا مبارکباد

سزد کہ نوش دہانت ز در برآیند
چہ خوب گفتہ نام خدا مبارکباد

چنین بزلفِ عروسِ دعا کشم شانہ
قبول شوے اجابت ورا مبارکباد

مدام تا کہ بود میلِ ختن با خاتون
ہمان عروس بہ آقای زادگانم نیز

بہ پہلوے تو عروس بقا مبارکباد
بفرخی رضاے خدا مبارکباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قطعات تاریخ جشن کتخدائی نور حدقۂ ابہت وکامگاری و نور حدیقہ حشمت و بختیاری فروغ ناصیہ دالاجاہی تجلی سیما دولت پناہی گوہر درج ہنرفری اختر برج فیروزی چراغ کاشانۂ جاہ و جلال شمع شبستان جود و نوال نقش نگین ریاست وکیاست چشم و چراغ امارت و فراست رونق مسند سعادت و سیادت زیب وسادۂ جلالت و جلادت میر ابوالخیر سید نور الحسن خان و میر ابوالنصر سید علی حسن خان لازالت شموس اقبالہما طالعہ ریختہ خامۂ جادونگار منشی محمد صابر حسین صاحب سہسوانی سلمہ اللہ تعالے ؛

قطعہ تاریخ فارسی

اے خوشا روز نکو کز اثر عیش و طرب
خوش صبا گفت بتاریخ قران السعدین

رخصت از دہر شدہ زشتی بخت طالع
جشن شادی دو فرزند سعید و صالح

قطعہ دیگر

آمد نوید عشرت شادی ترانہ ریز
نورالحسن بہ عیش و بعشرت علی حسن
گفتہ صبا جشن دو تقریب میمنت

چون کتخدا شدند دو نوشہ بعز و جاہ
باشند شادکام بہر شام دہر گاہ
شد جلوۂ قران مہ و مہر و مہر و ماہ

غزل اردو مع تاریخ شادی

ہوئے نام خدا وہ کتخدا رشک چمن چاروں — کہ ہیں شمشاد و سرو و یاسمین و نسترن چاروں

گلستان بن گئی ہے گلزمین خانۂ شادی — بہار رنگ گل دکھلاتے ہیں گلپیرہن چاروں

عروسوں سے ہے گھر روشن منور بزم نوشوں سے — یہ ہیں وہ دو و ہم دونوں فروغ انجمن چاروں

مزے نظاروں کے اب لوٹ لیں میٹھی نگاہوں سے — شکر لب نوش لب شیریں زبان شیریں دہن چاروں

رہے جبتک دو رنگی دونوں عالم کی نشاط افزا — رہیں یکجان و یکدل یک زبان و یک سخن چاروں

ازل سے ساتھ لائے ہیں ابد تک ساتھ رکھینگے — حیا و شرم کا مہر و محبت کا چلن چاروں

رہے دن رات شادی عیش میں تمام و سحر گذرے — رہیں محو طرب یارب طفیل پنجتن چاروں

سرور و عشرت و عیش و طرب کی دیکھکر آمد — ہوئے رخصت ملال و کلفت و رنج و محن چاروں

یہی شادی ہی تو صیاد گلچیں بلبل و قمری — مبارکباد سے سر پر اوٹھالینگے چمن چاروں

یہ شادی کا عالم شیخ سے یاد خدا چھوٹی — خوشی کا ہے یہ جلوہ جیسے پھولا ہے چمن چاروں

یہ وہ شادی ہے گر دنیا خوشی سے رقص ہوتا ہے — قمر زہرہ عطارد مشتری ہیں چرخ زن چاروں

خوشی کی دھوپ جہاں ہو گرم وسعت عالم امکان — رہیں صبح و مسا خوشدل بفضل ذوالمنن چاروں

ہجوم عیش دکھلائے ہمیشہ دھوم شادی کی — رہیں دلشاد یارب باپ ماں بھائی بہن چاروں

ق

جواب سبط احمد و باقی جمیل احمد جلیل احمد — مبارکباد دیتے ہیں عزیزان وطن چاروں

صبا میں بھی اوٹھا کر ہاتھ تاریخی دعا مانگوں
رہیں باہم صلاح و عیش سے دولہ دولہن چاروں

سہرہ از تصنیف سید جمیل احمد صاحب سہسوانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد لا طالع بیدار بنا کر سہرا — آج دو نوشوں کا ہے ایک ترسم سہرا

جو کوئی دیکھتا ہے صل علےٰ کہتا ہے — قدرت اللہ کی ہے روئے نکو پر سہرا

ہے سوا چرخ سے دولہا تہہ زمین کا رتبہ / بڑھ گیا کاہکشان سے بھی یہہ گز بھر سہرا
تھا رہا ندہا یہہ نظر بازون کے نظارہ نے / بنگیا سہرہ پہ ایک اور مکرر سہرا
بڑہ گئی نکہت گل سے بھی پسینے کی مہک / تیری خوشبو سے ہوا اور معطر سہرا
تو وہ ہے کان جواہر کہ بدولت تیری / اپنے دامن مین بھرے رکھتا ہی گوہر سہرا
وہ نہین چرخ کو دیدین جو ستارے عوض / موتیون سے بھی نہ تولین گے برابر سہرا
ذکر کیا جلوۂ نوشاہ کے نظارہ کا / آنکھین کھلجائین جو دیکھین بچ واختر سہرا
ہر لڑی موج ہے ہر پھول ہے دُرِّ خوش آب / آبرو رکھتا ہے دریا کی برابر سہرا
چشم بدبین سے رہے عارض نوشہ محفوظ / آڑ ہو کر یہہ بنے سد سکندر سہرا
سورۂ نور کا جلوہ ہے رخ نوشہ مین / والضحٰے کی ہے یہہ تفسیر سراسر سہرا
کیا ہی موزون رخ نوشہ پہ ہے اللہ اللہ / واقعی سچ ہے حسینونکو ہے زیور سہرا
کچھہ نکچھہ گانٹھہ گرہ مین بھی یہہ لایا ہوگا / خالی ہو نہہ دیکھتا نوشاہ کا کیونکر سہرا
پھولا جامے مین سماتا ہی نہین صورت گل / آج اترایا ہے چڑھکر ترے سر پر سہرا
ہے مہک پھولونکی سرپیچ مرصع کی دمک / خوشنما ہے رخ نوشاہ پہ زیور سہرا
سر چڑہانے سے ترے عرش پہ رکھتا ہی دماغ / بڑہ گیا کاہکشان سے کئی نمبر سہرا
سنبلہ مین ہی قمر کہتے ہین اہل تنجیم / دیکھکر عارض نوشاہ کے اوپر سہرا
کتنا بیباک ہے لپٹا ہے رخ نوشہ سے / منہہ لگانیسے ہے گستاخ مقرر سہرا
کہہ اوٹھے سب شجر طور مین نکلی شاخین / قد پر نور پہ دیکھا جو منور سہرا
حسنین آپکے نوشہ ہین مبارک ہو یہ جشن / نذر دیتا ہون مین اے ساقی کوثر سہرا

مین نہین چاہتا مونہہ دیکھی صفت اپنی جمیل
داد انصاف سے دین سنکے سخنور سہرا

ولہ قطعہ تاریخ جشن شادی

چون بہ صدیق حسن خان مبارک طالع
سعد و مسعود شدہ شادی نور العینین
سال تاریخ درین جشن چو میخواست جمیل
زد رقم خامہ دو تقریب قران السعدین
۹۸ ۱۲

پیشکش سید جمیل احمد سہسوانی

تاریخ جشن شادی از سید جمیل احمد سہسوانی سلمہ

خوشی کا ہو یا رب یہ جلسا مبارک
رہے سال فرخ مہینا مبارک

ہمایون ہو سر پیچ نوشہ کے سر پر
فلک کو ہو عقد ثریا مبارک

یہ شادی کی محفل یہ جلسہ خوشی کا
مبارک ہوا ہے شاہ والا مبارک

بجے در پہ نوبت نشاط و طرب کی
یہ شادی ہو کہتی ہے شہنا مبارک

یہ ہے جوش عشرت یہ شادی کا عالم
کہ کہتا ہے ہر پیر و برنا مبارک

مبارک سلامت کا محفل مین غل ہے
فلک پر سے کہتی ہے زہرا مبارک

جدہر دیکھو ہے عیش و عشرت کا جلوہ
خدا نے دکھایا دن اچھا مبارک

رہین شاد و آباد نوشہ ہمیشہ
الٰہی ہو خلعت شہانا مبارک

ہر اک کی زبان پر یہی ہے ترانہ
یہ شادی یہ محفل یہ نوشا مبارک

تماشا دکھاتی ہین موجین خوشی کی
نہین شور کہتا ہے دریا مبارک

یہ اک ایک سے کہہ رہا ہے خوشی مین
یہ شادی کا شہرہ یہ چرچا مبارک

کٹے رات دن چہچہون مین الٰہی
یہ عیش و طرب ہو خدایا مبارک

دلونکو لبھاتا ہے جوش مسرت
خوشی کا عجب وقت آیا مبارک

سعادت نے کھوئی نحوست جہانکی — زبان پر نہ لفظ آئیگا نامبارک
یہہ شادی وہ ہی کل جہانمین خوشی ہے — نہ کیونکر کہے ساری دنیا مبارک
ہوا اک سال کے بعد فرزند پیدا — خوشی پر خوشی ہو دوبالا مبارک

خوشی کے نکلتے ہین مضمون قلم سے
جمیل آج کا روز ہے کیا مبارک

قطعہ تاریخ

چون بہ نواب امیر الامرا والاجاہ — سعد و مسعود شدہ شادی نور العینین
سال تاریخ درین جشن دلم خواست جمیل — زد رقم خانہ دو تقریب قران السعدین
۱۲۹۷

سہرہ در تقریب شادی کتخدائی میر ابو الخیر نور الحسن خانصاحب و میر ابو النصر علی حسن خانصاحب دام اقبالہما از منشی شیخ محمد عبد العزیز بھوپالی عزیز تخلص تلمیذ افتخار الشعراء شہیر دام فیضہ

کیون نہ سو جان سے ہو قربانِ مقدر سہرا — آج نواب کے بیٹون کے بندھا سر سہرا
آفتابِ فلکِ حسن ہین دونون نوشاہ — رشک دے تار شعاعی کو نہ کیونکر سہرا
عقل حیران ہے ترجیح کسے دون کس پر — ایک کے منہ پہ کھلا ایک سے بہتر سہرا
اونکے پابوس کی حسرت جو نہ رکھتا دلمین — یون لٹکتا نہ کبھی سر کو جھکا کر سہرا
دونون کے منہ کیطرف دیکھہ کے سب کہتے ہین — ایک جا رکھتا ہے دیکھو مہ و اختر سہرا
سارے عالم کو ہے اس شادی کی شادی ایسی — مرد و زن بحظِ طرب گاتے ہین گھر گھر سہرا
کیون نہ حسرت سے لڑے سوزنِ چشم نجوم — عقد پروین سے زیادہ ہے منور سہرا

رشک دیتے ہین کواکب کو ضیا مین گوہر | چشمگین ہاتہ تا ہے کا ہکشان پر سہرا
محفل عیش ہوئی صحن ارم خوشبو سے | طرہ حور سے افزون ہے معنبر سہرا
دہوم ہے عالم بالا تلک اس شادی کی | کیا عجب لائے جو رضوان ہی بنا کر سہرا
آجکل زمزمہ سنجی نہین انکی بے وجہ | باغ مین گاتے ہین مرغان نوا گر سہرا

اب نوا سنج دعا ہو کہ یہہ موقع ہی عزیز
غم نہین مختصر اے یار رہا گر سہرا

یہہ وہ سہرا ہے جسے ذوق بہی سنکر کہتے | آفرین خوب لکہا مرد سخنور سہرا
تا رہے دہر مین تقریب عروسی جاری | تابندہ ہے ہند مین نوشا ہو کے سر پر سہرا

فرط شادی سے رہین خندہ زن احباب مدام
اشک کے تار کا ہو خصم کے منہہ پر سہرا

فقرہ تاریخ شادی از نتایج فکر ادیب عالی درجت شیخ محمد عباس متخلص بہ رفعت بن شیخ احمد شروانی سلمہ اللہ تعالے

رسم نیک شادی ہر دو صاحبزادہ مبارکباد
۱۲۹۸ھ

قطعہ تاریخ کتخدائی سید نور الحسن خانصاحب متخلص بہ کلیم از منشی فدا علی صاحب فارغ مرادآبادی سلمہ

عنوانہای تاریخی

ہو گیا عقد کلیم نیک بخت | رہے بر مین عروس عیش دائم
۱۲۹۸ھ | ۱۲۹۸ فصلی

مہ برجِ اقبال قطب ورع	سپہر شرف مہر نیک اختری
مجلی بانوار خیر و صلاح	محلی باخلاق پیغمبری
گہر بار و غواص بحر سلوک	یم بیکران کرم گستری
فروزندۂ شمع بزم کمال	فرازندۂ رایت سروری
زبان آور تازی و فارسی	فزایندۂ آب دُر دری
مضامین عالی وہ سحر حلال	کہ جن سے خجل جادوے سامری
سنو نام نور الحسن خان کلیم	گل گلشن شوکت و برتری
ہوے کتخدا خیر و خوبی کے ساتھ	بفضل خداوند انس و پری

لکھا کلک فارغ نے سال نکاح
ہمایون ہو عقد مہ و مشتری ۱۲۹۸ھ

ایضاً فارسی عنوانہای تاریخی

بطور عیش رسیدہ کلیم عالی رای ۱۲۹۸ھ	کدخدا شد کلیم باب کرم ۱۲۹۸ھ

قطعہ

بردلِ نور الحسن خان کلیم	عقد مسنون باز کردہ باب عیش
نونہال سال وہ فارغ نشاند	یافتہ بلبل گل شاداب عیش ۱۲۹۸ھ

قطعہ تاریخ کتخدائی سید علی حسن خانصاحب متخلص بہ سلیم

عنوانہای تاریخی

کدخدا شد علی حسن اکنون ۱۲۸۸ فصلی	گشت عقد سلیم مہر حسا ۱۲۹۸ھ

قطعه

چون میر علی حسن به تمکین — بر مسند عقد خویش بنشست
از برگ زبان نسیم شهرت — در عرصهٔ گلشن جهان جست
از نکهت روح بخش گشتم — سرور کمال بلکه بدمست
گلچین خیال من در انحال — گلدستهٔ نغز سال ومه بست
تا نذر کنم به پیش نواب — کو والی با وقار من هست
ای شاخ قلم نما بهارش — شمشاد بیاسمین به پیوست ۱۲۹۱ھ

قطعه تاریخ عقد هر دو شادی نتیجهٔ فکر عالی ذکر مولوی سید محمد مبین صاحب آنریری اسپیشل مجسٹریٹ ضلع سهارنپور سلمه الله تعالی

تا ابد بادا مبارک ای کریم — ازدواج مهر و ماه سروری
شادی دو یوسف کنعان حسن — گشته بادو غیرت حور و پری
همدگر بستند عقد دلکشا — بر طریق سنت پیغمبری
بر امیر الملک مامسعود باد — آنکه او هست آفتاب داوری
آن سلیمان شوکت و دارا حشم — زیر فرمانش سپهر چنبری
ز آستانش شان رفعت پست شد — اوج می خندد ببام قیصری
پیش او فرمانروایان را مدام — هست در بر جامهٔ فرمانبری
ز امیران عالی مرتبت — کیست تا بندد خیال همسری

آن جلی بندست رای روشنش … شد دگر خاتون عالم زیوری
سال تاریخش متاع فکر شد … در زمان سعد با نیک اختری
گفت ہاتف با مبین خیرخواہ … ای ہے ہم گردید ماہ و مشتری ۱۲۹۸ھ

دیگر اردو

شادی ہے اک امیر کے دو نورعین کی … موجود سب لوازم جاہ و حشم ہوے
اک مہر فضل دوسرا ماہ کمال ہے … فضل خدا سے دونون وہ عالی ہمم ہوے
خلعت بہی بخشے خوان بہی اونکو عطا کئے … خادم تمام مورد لطف و کرم ہوے
وہ جود وہ کرم وہ عطا اور وہ نوال … محتاج سب جہان کے اہل کرم ہوے
نواب مستطاب کے فرزند نامدار … نوشاہ بنکے مہبط فضل و کرم ہوے
گلبانگ تہنیت ہے بلند آسمان تک … اختر نثار اونپہ مثال درم ہوے
شادی کے اہتمام کو استاد دیکہکر … ایسی گہٹی کہ مردم چشم عدم ہوے
نواب نامدار وہ رتبہ ہے آپکا … جو سربلند تہے پے تسلیم خم ہوے
فضل و ہنر مین آپکا ہمسر کوئی نہین … علم اسقدر ملا کہ جہانمین علم ہوے
سن سنکے نقادان تو نہایت ہوے مگر … حسرت یہی رہی کہ نہ موجود ہم ہوے
تہی فکر اے مبین مجہے تاریخ عقد کی … آئی ندا یہ آج دو اختر بہم ہوے ۱۲۹۸

بزم مشاعرہ

بعد ختم این نامہ اتفاقاً در بزم سخن سنجان بر سبیل تذکرہ این مصراع حضرت شیفتہ
سے آپکو بہولے ہم اونکی یاد مین + برزبان منشی محمد صابر حسین صاحب متخلص
بہ صبا گزشت چون این مصرعہ پسند خاطر بزم آرایان افتاد آنرا مصراع طرح

طرح گرفته سخن سنجانرا به طبع آزمائی اشارت رفت چنانچه هر یکے ازایشان باندازهٔ فکر خود سمند نظم را در میدان اندیشه جولان داد ازانجاکه ضبط این مشاعره مناسب بود گفتار هر یکے را نقطهٔ انتخاب زده در پایان این نگارش جلوه داده شد نخستین نقشی بدیع که از خامهٔ جادو نگار مهین برادر گرامی قدر سید نور الحسن خان بر کرسی وزن نشسته تماشا کردنی ست و آن اینست

کیا رکھا ہے قصهٔ فرہاد مین	فرق آتا ہے کسی کی یاد مین
کیا مبارک فکر آب و دانہ تھی	صید آیا قبضهٔ صیاد مین
کیون نہون غم سے کسی کے بہرہ مند	شادیان ہین خاطر ناشاد مین
اقتضاے عاشقی کو کیا کرون	ورنہ پنہان شکر ہے فریاد مین
جس نے یہ گلشن بنایا ہے اوسے	کچھ بلا کی مشق ہے ایجاد مین
زاہدون سے وعدہ اور ہمکو عطا	دخل ہے کسکو خدا کی داد مین

ہمکو ہے جس سے ارادت اے کلیم
دوسرا اوس سا نہین ارشاد مین

سپس محرر سطور سلیم گام به تنگنا سخن کشاد و ابیات چند بدست قلم داد

عمر یون کاٹی کسی کی یاد مین	شام نالہ مین سحر فریاد مین
کیا ہوا قد کے مقابل گر ہوا	بات تیری سی کہان شمشاد مین
ہم اسیران محبت کا ہی گھر	یا قفس مین یا کف صیاد مین
شوق نے اب اور مضطر کر دیا	چٹکیان لیکر دل ناشاد مین
خفتگان خاک سمجھے صور حشر	کیا قیامت تھی مری فریاد مین
کیون نہ تڑپون شوق سے ہنگام قتل	لطف آتا ہی تری بیداد مین
قتل مشتاق شہادت کیجیے	دیکھیے خنجر کف جلاد مین

تم نہ آئے تو بھی پلک چرچار ہا | گنگئی شب نالہ و فریاد مین

چھوڑ دو الفت بتون کی ای سلیم
دل لگاؤ اب خدا کی یاد مین

بعدہ چمن پیرا الفاظ و معانی منشی محمد صابر حسین صاحب صبا سہسوانی عندلیب خامہ را بہ انشا و نغمہ ہای شیرین آور دواز ہمصفیران گوسبقت بردے

کیا رہا ہے یہہ کسیکی یاد مین | شوخیان آئین دل ناشاد مین
کھینچتے ہی اونکی ابرو کی شبیہ | کھنچ گئی ہے مانی و بہزاد مین
کہکے آنے سے یہہ شادی مرگ ہے | ملگیا شیون مبارکباد مین
کہتے ہین ضد سی کرینگے اوظلم | دیکھین کیا کیا ہین ستم فریاد مین
ڈھونڈھتے تھے طور پر جو کچھ کلیم | ہے وہ اک شوخ ستم ایجاد مین
پڑ گیا کس سخت جان سے واسطہ | دم نہین ہے خنجر فولاد مین
دل ہی اب پہلو تہی کرنے لگا | ہوگیا تمسا تمہاری یاد مین
بنگئے وہ رنگ گردون کا اثر | جو تلوّن تھے ستم ایجاد مین
داد خواہی کون محشر مین کرے | ہے مزہ سبکو تری بیداد مین

اے صبا مین اور خوشامد غیر کی
بھول اوٹھا سب کچھ کسیکی یاد مین

غزل دیگر بہ طرز اہل لکھنؤ

مرغ گویائے چمن کی یاد مین | لعل اوگلے خانۂ صیاد مین
اے گنہگاران الفت شاد ہو | تیغ پہونچی قبضۂ جلاد مین

پاؤن پھیلانے لگا شوقِ جنون
دیکھکر بیڑی کفِ حدّاد مین

آئے کیا راحت ٹھکانا ہی نہین
بھر گیا ہے غم دلِ ناشاد مین

حشر ڈہاتے ہین اسیرانِ چمن
ہے قیامت خانۂ صیاد مین

تیرے قد سے ہمسری کرنے لگا
شاخ اب کیا لگ گئی شمشاد مین

کیا اوڑین اوس سے حسینانِ جہان
وہ پری پیکر ہے آدم زاد مین

آج ڈہایا سخت جانی کا غرور
زور تھا یہ بازوی جلاد مین

بات کہتے کہتے بوسہ لے لیا
تم ہی کامل ہو صبا ایجاد مین +

دیگر سید جمیل احمد جمیل سہسوانی نے بہ نوا سنجیِ این غزل پردۂ گوش سامعان نواخت

تنگ کیون ہے خاطرِ ناشاد مین
جی نکل جاتے کسیکی یاد مین

شوخیان ہین جو تری بیداد مین
وہ کہان چرخِ ستم ایجاد مین

ضعف سے یان لب بھی ہل سکتے نہین
کیا کرین گر ہے اثر فریاد مین

گر نہ کچھ ہم سے رکاوٹ تھی تو پھر
فرق کیون آیا تری بیداد مین

واہ کیا شوقِ شہادت ہے کہ ہم
دیتے ہین خنجر کفِ جلاد مین

بے سبب خاموشیِ زاہد نہین
بنگیا ہے بت خدا کی یاد مین

مٹ گیا سب سخت جانی کا غرور
جاتے جاتے کوچۂ جلاد مین

کیا سماتی شادیِ مرگِ عدو
تھا ہجومِ غم دلِ ناشاد مین

درد سے اسکے بہل جاتا ہے جی
اور ہے تو کیا ہے دلِ ناشاد مین

ق

کہتے ہین وہ نام پر مرتے ہین سب
مرنے والے عالمِ ایجاد مین

نام جسکا قیس ہے دیوانہ تھا
سورما پن تھا فقط فرہاد مین

پائیگا طرز صبا کیونکر جمیل
فرق ہے شاگرد مین اُستاد مین

دیگر سرخوش صہبائے سخن دلکش منشی ارشاد احمد میکش از مضامین رنگین بادۂ گلگون بکام جان ریختہ

گر نہو ضبط نفس فریاد مین	ہو جواب آسمان بیداد مین
تیری چشم سرمہ سا کی یاد مین	تہر کی چپ ہے مری فریاد مین
یہان ٹرپا جون جو مجہے ذوق ستم	وہان کمی ہوتی گئی بیداد مین
حشر کہتے ہین جسے تحقیق ہے	تیری ٹہوکر مین مری فریاد مین
حضرت واعظ بجا جو رزن کا وصف	کسکو شک ہے آپکے ارشاد مین
میرے سینہ سے نہ نکلیگا کبہی	دم ہے جب تک خنجر جلاد مین
عشق مین تیری رقابت ہی ہم	دلبران خلخ و نوشاد مین
سخت ہی وہ بہی مگر نسبت کوئی	تیرے سنگین دل مین اور فولاد مین
روز محشر سی ہزارون شام ہین	عشق کی قید ابد میعاد مین
کسکو کہتے ہین قفس اور دام کیا	قید ہون مین الفت صیاد مین

شیفتہ کا رنگ میکش اور مین
فرق ہے شاگرد مین اُستاد مین

بعد ازان عزیز مصر ناز کخیالی محمد عبد العزیز عزیز ہوپالی تلمیذ افتخار الشعرا حافظ خان محمد خان صاحب شہیر زلیخای مضامین احسن معانی آرائی دارد

حور ہو تم گلشن ایجاد مین	ورنہ یہ حسن اور آدم زاد مین

آج اوسکا بھی ہوا خون یا نصیب
ایک حسرت تھی دلِ ناشاد مین

کیا کہون حالِ چمن اے ہمصفیر
آنکھہ کہولی خانۂ صیاد مین

کچھہ نہین تو گالیان ہی دیجیو
لطف ہو کوئی نیا ارشاد مین

بوسونکی تکرار پر کہتے ہین وہ
پڑ گئی بہول آہ کیون تعداد مین

کون ہے اسوقت مین اپنا رفیق
ایک دل سو بہی کسیکی یاد مین

وِرد ہے نام اک صنم کا اے عزیز
کوئی جانے ہین خدا کی یاد مین

سپس منشی مقبول احمد مقبول بقبول نقد بضاعت سخن فن شعر را مایۂ اعتبار بخشید

جب سے مشق اونکی بڑہی بیداد مین
ایک مین کیا خلق ہی فریاد مین

کب تہے جوہر تیشۂ فرہاد مین
محضرِ خون تہا خطِ جلاد مین

کہینچے گر ابروے قاتل کی شبیہ
ہو قلم خنجر کفِ بہزاد مین

مر گیا مین اسقدر شادی ہوئی
اونکے آنے کی مبارکباد مین

ہے مری فریاد قمری کی صدا
عشق قدِ غیرتِ شمشاد مین

کسطرح حاصل نہو دلکی مراد
گہر ہمارا ہے مرادآباد مین

جور ہے کسواسطے مقبول پر
کیا ہے ظالم فایدہ بیداد مین

بعدہٗ نقد سخن را عیار کامل محمد علاؤالدین بسمل جواہر سخن را بسلک نظم کشید

دم مرا نکلے تمہاری یاد مین
ہے یہہ ارمان خاطرِ ناشاد مین

آکے بالین پر مرے کہتے ہین وہ
کیا یہہ مرتا ہے کسیکی یاد مین

۔ جی تڑپتا ہے لگی کیسی نظر
مخلصیؔ مشکل ہے اب تو مرغ دل

رک گیا نالہ دلِ ناشاد مین
پڑ گیا ہے پنجۂ صیاد مین

درد کا گہر سینۂ بسمل بنا
رات دن کی نالہ و فریاد مین

تقریظ بزم سخن از کمترین خلایق احمد خان صوفی مہتمم مطبع مفید عام آگرہ

در بزم سخن سنجان گلدستۂ کہ آب و رنگ معانی بخشد حمد بہار پیرا ے گلشن ایجاد است وشمعیکہ انجمن سخنوران را نور جاوید دہد ستائش باغبان چمن مراد است کہ مشعل گل افروختۂ اوست و متاع صبر بلبل سوختۂ او دیدۂ نرگس چمن با نوارش روشن و جعد سنبل بہوایش رشک ختن اگر بپاے سرو آزاد موج آیند زنجیر نمی شد براہش پاے شوق می کشاد واگر قمری را طوق گردن سر درگلو نمی ریخت سرود بستان یاد میداد **مثنوی منہ**

اے نور دہ چراغ بینش
روشن کن بزم آفرینش

پروانہ و شمع از تو در سوز
حسن تو بعاشقان نظر سوز

افروختۂ تو عارض گل
آتش زدۂ بجان بلبل

تو نقش بباغ می نگاری
از شاخ شگوفہ می برآری

ہر لالہ کہ آتشین بہار است
از خامۂ صنع یادگار است

سفتی تو بسبزہ گوہرے چند
الماس و زمرد از تو دلبند

از رنگ گل و فغان بلبل
حسن تو بباغ میکند گل

در درود نامحدود بر بزم افروز سخن کن فیکون کہ وجودش اصل موجودات است وذاتش خلاصۂ کائنات در بزم سخن لشمع انا افصح العرب والعجم نور جاوید بخشید و کاشانۂ معانی را بچراغ اوتیت بجوامع الکلم روشن گردانید فصیحان عرب پیش او باوجود

شیوابیانی چون پیکر تصویر خاموش و زبان آوران تلخکام شیرینی گفتارش حلقه در گوش مثنوی منه

شاه دو جهان گلیم پوشے	خود آب حیات و زهر نوشے
امی لقب و علوم دانے	از نون و قلم دو حرف رانے
در ملک عرب شه جهانگیر	لعل و سخنش چو شکر و شیر
طوطی منشان فدایش بودند	پیش شکرش ز لب کشودند
هم حرف شکر فروش میراند	هم امی و صد کتاب میخواند
شیرین سخنے و هم ملیحے	نامد دگرے چو او فصیحے

اما بعد بائین نشین بزم سخن صوفی بر محن که رحیق سخن در پیمانهٔ دلش جوش میزند ونشهٔ معانی بدماغش راه عقل و هوش ۵ منه

در بزم سخن منم چراغے	افروزم از آن چراغ داغے
روشن شوم از سواد نامه	کوهے بکنم ز گاه خامه
از کلک من است زخم و مرهم	تا سور فروشم و جگر هم
از خامه کنم چو موشگافی	یک شعر بود به بزم کافی
از شعله چو خامه بر تراشم	دل خون کنم و جگر خراشم
از آتش دل زبان بشویم	تا گرم حدیث عشق گویم
شیرین سخنے ز عشق رانم	بر زخم کهن نمک فشانم

در بزم اهل صفا لب بسخن آشنا میکند که سخن دل پسند متاعیست مشتری خیز و کلام جان نواز سرمایه ایست طرب انگیز آنرا که این گنج شایگان میدهند خسرو روزگار خویش است و آنرا که کلام شیرین نه بخشیده اند بر سنگ فرهاد خستهٔ دلریش آرے ۵

این سعادت بزور بازو نیست	تا نه بخشد خدای بخشنده

درین روزگار تیره و تار که خود سخن بر سنگ در یتیم در صدف گمنامی او فتاده بود و در

یاس وحرمان بر روے سخن سنجان کشاده بود مسبب الاسباب بسببے برانگیخت وبادۂ
کامرانی درجام شعراے ماضی وحال بریخت که آوازۂ قدردانی سخن ازشهر دارالاقبال
بهوپال بلندگردید وشهرۂ آبرو افزائی قافیه سنجان باکناف عالم فرارسید مردگان
جان تازه وزندگان امیدے بے اندازه میدهم که تذکره بزم سخن فراهم آوردۂ جناب
شمع انجمن بلاغت بهار صبح گلشن فصاحت ابوالنصر سید علی حسن خان صاحب
بهادر دام اقباله طبع گردیده دیدۂ مشتاقان رامنور گردانید وبچشم نظارگیان
سرمۂ صفاهان کشید آفرین بهمت همایونش که این جریدۂ والا را چون لولوے لالا در
رشتۂ ترتیب کشید وشعراے ماضی وحال را بکتاب خویش همسبق گردانید کلکش
نفخه صور است که مردگان را در شور نشور انداخت وهمه را بصریر قلم اعجاز رقم زندۂ
جاوید ساخت هر صفحه این کتاب رنگین رنگین تر از چمن وهر ورقش غیرت ده
یاسمین ونسترن سطرش چون جعد سنبل به تسخیر دلها مائل وحروفش روشنگر سویدا
دل آغازش باشعار رنگین راحت بخش دل ناشاد وانجامش بقطعات تهنیت و
مبارکباد پیش ازین تذکرۂ صبح گلشن باشعار فارسی گرد آورده شعراے فارس را
زنده ساخت اکنون اردوگویان را از کنج خمول برآورده بوادی حیات ابدی
انداخت تا ابر جودش بر کشت همه ببارد وهیچکس را بر زمین تشنه نگذارد بزم سخن
که ترتیب دادۂ اوست اگر دران بزم ساعتے به نشینی بگلهاے مضامین رنگین
بهار روضۂ رضوان به بینی آلهی تا بزم سخن را از شمع معانی پرنور داری وتا سطر کهکشان
بر صفحه سپهر نگاری این بزم سخن مقبول انام ومطبوع طبائع خواص وعوام باد —
بالنبی وآله الامجاد این دعا از من واز جمله خلایق آمین فقط

تمت

قصیدهٔ میرزا کمال الدین سنجر قزوینی شاگرد لسان الملک میرزا تقی سپهر

ماه من از در درآمد با دو زلف مشکبار / ماه را هرگز ندیدم مشک آرد در کنار
یکطرف بر سرو بسته دستهٔ سنبل ز ناز / یکطرف از خط نموده هاله بر مه آشکار
یکطرف بنشانده هندو در لب آب بقا / یکطرف آب بقا را کرده لعلش شرمسار
یکطرف بنموده رو را کرده گیتی را ختن / یکطرف بگشوده مو را کرده گیهان را تتار
یکطرف غوغا نمودی از غرور حسن خویش / یکطرف کردی پریشان اندو زلف تابدار
یکطرف دادی فریبم کاین مرا گنج است و مار / یکطرف بر گنج خم بنهاده دو پیچان شاهمار
گفتمش ای مرغ گلزار بهشتی راست گوی / گفت گویم زانچه می پرسی جوابی سازگار
گفتمش در بوستان از چیست لاله داغ / گفت باشد لاله از گلگونهٔ من داغدار
گفتمش لب غنچه کن بگشای آغوش ای نگار / گفت پنداری ز من هم بوس خواهی هم کنار
گفتمش خط تو چون مور از مشک از چه / گفت زلفم مار گرا از تار جان سازد نزار
گفتمش بینم سر بنیت را بخندم از طرب / گفت آری کبک خندد چون به بیند کوهسار
گفتمش زلف تو اندر چهر تو دانی که چیست / گفت اندر روم قومی از دیار زنگبار
گفتمش در سایهٔ زلفت رخت دانی که چیست / گفت از کس گر نگوئی آفتاب سایه دار
گفتمش بر قامتت زلف تو گویا عاشق است / گفت آری سرو را عاشق بود پیوسته مار
گفتمش از انتظارت جان بلب آمد مرا / گفت بنشین آنقدر تا می بر آید ز انتظار
گفتمش آهوی چشمت از چه باشد شیر مست / گفت از آنرو تا تواند کرد شیر از شکار
گفتمش از تو کنار و بوس میخواهد دلم / گفت اندر عیش صاحب زادگان کامگار
گفتمش ای ترک صاحبزادگان کیستند / گفت صاحبزادگان حضرت صدر کبار
گفتمش آن صدر اعظم کیست با من باز گوی / گفت آن صدری که باشد بخلق روزگار

گفتمش از نام آن صدر مکرم باز خوان ‌ ‌ گفت نواب امیر الملک میر نامدار

گفتمش آن کوره ملت از وی شد مستقیم ‌ ‌ گفت آن کو پشت دولت گشته از وی استوار

گفتمش آن کو بنای عدل از او شد مرتفع ‌ ‌ گفت آن کو بیخ ظلم از وی شدستی تار و مار

گفتمش برگوی صاحبزادگان را نام چیست ‌ ‌ گفت یک ناطق کلیم و یک سلیم باوقار

گفتمش یعنی کلیم آن صاحب طبع سلیم ‌ ‌ گفت آن کو طور دانش گشته از وی نوربار

گفتمش آن کو سلیم ست و بنطق همچون کلیم ‌ ‌ گفت آری از کلامش زنده جان هوشیار

گفتمش این خواستگاری را چه کس آمد مطیق ‌ ‌ گفت یک با ماه یک با مشتری گردید یار

گفتمش این عیش را ای ترک تاریخی بگوی ‌ ‌ گفت لفظ (خواستگاری) را بتاریخ اندر آر ۱۲۹۸ھ

گفتمش زین رو که گیتی پر ز شور شادی ست ‌ ‌ گفت هان زین رو که گیهان گشته خرم چون بهار

حوریان گوئی پریشیدند زلف عنبرین ‌ ‌ خیز سوی بوستان با دوستان پای گذار

بارگاه شاهی آمد گلستان از روی گل ‌ ‌ کارگاه مانی آمد گلشن از نقش و نگار

در بن هر سرو میرقصد ز شادی فاخته ‌ ‌ در سر هر شاخ گل از وجد می خندد هزار

کبک از شادی بود مشغول در رقه تذرون ‌ ‌ چهچه بلبل رباید هوش مغز هوشیار

بسته بر زلف بنفشه شاکیانی سلسله ‌ ‌ کرده در گوش شقایق خسروانی گوشوار

در بن هر شاخساری گلعذاری جلوه گر ‌ ‌ جانب هر مرغزاری مرغ زاری نغمه سار

چون شنیدم این خبر از وی بصد وجد و نشاط ‌ ‌ هان بیا کردم بساطی چون بهشت کردگار

مجلسی بر پا نمودم با هوای عود و رود ‌ ‌ محفلی آراستم با ارغوان و چنگ و تار

زهره در آن بزم آمد چون نکیسا چنگ زن ‌ ‌ باربدسان مشتری مشغول مزمار و ستار

یکطرف غوغای رود و یک طرف افغان عود ‌ ‌ یکطرف اوای کبک و یکطرف آواز سار

یکطرف صوفی ز روی شوق در وجد و سماع ‌ ‌ یکطرف عارف از روی ذوق آمد شاد خوار

گفتم ای ساقی ز جا خیز و بده جام شراب ‌ ‌ ایکه از رشک خط تو مشک باشد سوگوار

گیسوی خود برکشا بنمای مغزم عنبرین
برزنم دستے بزلفت تا که از هر تار او
چون کشائی زلف ترسم می بریزد بر زمین
ساقیا ای ترک سیمین ساق از روی نشاط
زان شراب آور که گر نوشد زوی روباه پیر
زان شراب ناب آور کز فروغ باده اش
سرخوشم بنما از ان باده که از روی شغف
سرخوشم بنما چنان کز روی اخلاص و ادب
را دامیر الملک عالی رتبه صدیق احسن
آفتاب گیتی آرای سپهر داوری
عارضش ای پرتو انوار گیتی در یمین +
باکف دش مخمر بذل چون می در نشاط
ملہ نقش گر نویسم خامہ گرد دشکبیز
ایکه اعوان تو دایم باد با عشرت قرین
بحرت اندر آستین یا هست دست زرفشان
از تو یک راکب بگو گیتی شود بر از رکوب
تیغ و بخت تو نزار و فربه آمد در نظر
گر به بحر ژرف از رحمت فرود آری نظر
چشمهٔ شمشیر خون ریز تو هنگام مصاف
برق تیغ تو اگر آتش فشان گردد بقهر
آسمان آسا شیم اسپ تو در گاه جدال

عارض خود را نما بنمای چشم لاله زار
همچو تار چنگ خیزد ناله افغان و زار
یکجهان دل بیخبر از هر شکنجش بیقرار
می گسار انرا از روی مهربانی می گسار
از طرب بیرون کشد از پیکر ضیغم دمار
راز قلب هو ببیند کور اندر شام تار
تهنیت آرم به نزد آسمان اقتدار
باز خوانم چامه در مدح امیر نامدار
خان والا جاه یعنی آسمان افتخار
اردشیر شیر دل اسکندر دارا وقار
خاطرش را خازن اسرار غیبی در یسار
در دل شادش مقر عدل چون یک در هزار
نقش جودش گر نگارم چامه گردد زرنگار
ایکه اعدای تو دایم باد بر محنت دوچار
برق اندر زیر زین یا هست خنگ راهوار
وز تو یک راجل بگو گیهان شود بیراز سوار
ملک از ان سیمین و خصم تو از ین گردد نزار
قطره هایش در رشته گردد چو در شاهوار
هست برقی بحر پیما یا که ابر شعله بار
سبزه از پاسش نروید هرگز اندر جویبار
بر رخ خورشید بنویسد همین خط غبار

گویم ار از صولتت غوغا فتید در کاشغر　　خوانم ار از هیبتت افغان شود در قندهار
با دو چشم خصم جا هست تیر جان نگاه تو گرد　　انچه تیر تهمتن با دیدهٔ اسفندیار
سیم سنگین سنگ را در روز بزمت گاه بذل　　با جوی ار انبار د هیچکس اندر شمار
هر کسی نازد بلطف پادشاه عصر خویش　　منت ایزد را که ذات تست فخر شهریار
وقت مهرت از هوا خیزد نسیم عنبرین　　گاه قهرت از سحاب آتش فشان جوشد بخار
شعر سنجر گشته چون جودت بگیتی مشتهر　　گوییا این هر دو جاری باشد از یک چشمه سار
نے خطا گفتم نباشد شعر من چون جود تو　　در میان این و ان پیداست فرق بیشمار
چشمه سار شعر من باناد و اتست و قلم　　جویبار جود تو باشد گنج گوهر نثار
زنده از سرچشمهٔ جود تو باشد خاص و عام　　تازه از سرچشمهٔ شعرم ا ران هوشیار
من ز علم شعر باشم بر ادیبان مفتخر　　تو ز فضل جود داری بر امیران افتخار
چشمه سار جود تو از شعر شاعر بے نیاز　　فیض او عام ست بر هر کس زاهن کرد گا
چشمه سار شعر من محتاج فیض عام تست　　شعر من باشد بجود حضرتت امیدوار
جود تو چون آفتاب و شعر من باشد چو ماه　　ماه از خورشید میدارد شعاع مستعار
تو ز جود خود ببخشی بر من انعام و صله　　من ز شعر خود نمایم خوشهٔ پروین نثار
گر ردیف شعر سنجر شد مکرر باک نیست　　این تکرر مرز جودت کرده ام بر خود شعار
تا فروزان باشد اندر گلستان رخسار گل　　جمله ایام تو باشد شادمانی را دثار
داور را دایم کلیمت باد جان بخش از کلام　　سرور را دایم سلیمت با سلامت پایدار
مرغزار دشمنانت باد یکسر مرز غن　　مرز غن بر دوستانت باد یکسر مرغزار

تمت